نہج البلاغہ

توقیعات و رقعات امیر المومنین علیہ السلام

ترجمہ

نہج البلاغہ

جلد دوم

یعنی

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ایمان پرور تحریروں کا مجموعہ

مترجمہ

عبدالرزاق ملیح آبادی

ترتیب و تہذیب

رئیس احمد جعفری

شیخ غلام علی اینڈ سنز
کشمیری بازار۔ لاہور
بندر روڈ۔ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

سلسلۂ مطبوعات ۱۵۶

پہلا ایڈیشن

سنہ ۱۹۵۵ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت :- چار روپے آٹھ آنے

شیخ نیاز احمد پرنٹر پبلشر نے منظور پرنٹنگ پریس راوی روڈ لاہور میں چھپوا کر
شائع کیا۔

نمبر شمار

۱ پہلا ابواب
۲ مقدمہ
۳ عرض مرتب
۴ اہل کوفہ
۵ فتح بصرہ
۶ [illegible]
۷ اکیس
۸ معاویہ
۹ معاویہ
۱۰ جریدہ
۱۱ معاویہ
۱۲ مقتل
۱۳ معاویہ
۱۴ ایک
۱۵ گزرنا
۱۶ زیادہ
۱۷ زیاد
۱۸ صغیر

فہرس!

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پہلا بول	۹
۲	مقدمہ	۱۳
۳	عرض مرتب (رئیس احمد جعفری)	۲۹
۴	اہل کوفہ کے نام خط	۳۳
۵	فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کو خط	۳۵
۶	بیع نامہ	۳۶
۷	ایک سپہ سالار کے نام	۳۹
۸	معاویہ کے نام	۴۰
۹	معاویہ کے نام خط	۴۲
۱۰	جریر بن عبداللہ البجلی کے نام	۴۳
۱۱	معاویہ کے نام مکتوب	۴۴
۱۲	معقل بن قیس الریاحی کو وصیت	۴۸
۱۳	معاویہ کو جواب	۴۹
۱۴	ایک عہدے دار کے نام	۵۱
۱۵	گورنر بصرہ عبداللہ بن عباس کے نام	۵۲
۱۶	زیاد بن ابیہ کے نام ایک خط۔	۵۴
۱۷	زیاد بن ابیہ کے نام ایک اور خط	۵۵
۱۸	صفین سے واپسی پر اپنی جائداد کے بارے میں وصیت۔	۵۶

۹	زکاۃ کے تحصیلداروں کے نام فرمان	۵۸
۲۰	زکاۃ کے ایک تحصیلدار کے نام	۶۲
۲۱	حضرت حسن علیہ السلام کے لئے وصیت نامہ	۶۴
۲۲	قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام	۸۸
۲۳	معاویہ کے نام ایک مکتوب	۹۰
۲۴	معاویہ کے نام ایک اہم خط۔	۹۲
۲۵	محمد بن ابی بکرؓ کی دلجوئی کے لئے ۔	۹۴
۲۶	محمد بن ابی بکرؓ کے قتل پر عبداللہ بن عباس کو خط	۹۶
۲۷	عقیل بن ابی طالب کے خط کا جواب ۔	۹۸
۲۸	اہل مصر کے نام خط جب اشتر کو ان کا گورنر بنایا گیا ۔	۱۰۰
۲۹	ایک عہدے دار کے نام مکتوب	۱۰۲
۳۰	گورنر بحرین عمر بن ابی سلمہ کے نام	۱۰۶
۳۱	اردشیر کے عامل مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے نام	۱۰۷
۳۲	زیاد ابن ابیہ کے نام ایک خط	۱۰۸
۳۳	عثمان بن حنیف انصاری گورنر بصرہ کے نام ایک معرکہ آرا خط	۱۱۰
۳۴	معاویہ کا ایک مکتوب گرامی	۱۱۷
۳۵	معاویہ کے نام ایک معرکہ آرا خط	۱۱۹
۳۶	مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام عجیب خط	۱۲۱
۳۷	طلحہؓ و زبیر کے نام	۱۲۲
۳۸	مالک اشتر نخعی کو وصیت	۱۲۴
۳۹	اسود بن قطیبہ حاکم حلوان کے نام	۱۵۷
۴۰	عمال حکومت کے نام فرمان	۱۵۸

۴۱	کمیل بن زیاد نخعی کے نام	۱۶۰
۴۲	قثم بن العباس گورنر مکہ کے نام مکتوب	۱۶۲
۴۳	خلافت سے پہلے حضرت سلمان فارسی کو خط	۱۶۴
۴۴	حارث الہمدانی کے نام	۱۶۵
۴۵	سہل بن حنیف انصاری گورنر مدینہ کے نام	۱۶۹
۴۶	عبداللہ بن عباس کے نام مکتوب	۱۷۱
۴۷	معاویہ گورنر شام کے نام	۱۷۲
۴۸	معاویہ کے ایک خط کا جواب	۱۷۳
۴۹	منذر بن الجارود عبدی کے نام	۱۷۵
۵۰	قبائل ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ	۱۷۷
۵۱	ابوموسیٰ اشعری کے خط کا جواب	۱۷۹
۵۲	اشعث بن قیس کے نام	۱۸۱
۵۳	بصرے کا گورنر بنانے کے وقت عبداللہ بن عباس کو وصیت۔	۱۸۲
۵۴	فوجی افسران کے نام عام خط	۱۸۳
۵۵	خراج کے افسروں کے نام	۱۸۵
۵۶	ایک عہدے دار کے نام	۱۸۶
۵۷	عبداللہ بن عباس کے نام (ایک خط)	۱۸۸
۵۸	عبداللہ بن عباس کے نام ایک مکتوب	۱۸۹
۵۹	اہل بصرہ کے نام	۱۹۰
۶۰	جنگ صفین کے بیان میں مختلف علاقوں کے نام عام خط	۱۹۲
۶۱	خلیفہ ہونے پر فوجی امرا کو تحریر فرمایا	۱۹۴
۶۲	خوارج سے مناظرہ کے موقع پر ابن عباس کو ہدایت	۱۹۵

۶۳	ابن ملجم کے قاتلانہ حملہ کے بعد حسنین ؑ کو وصیت ۔	۱۹۶
۶۴	ابن ملجم کے قاتلانہ حملہ کے بعد امیر المؤمنین کو وصیت	۱۹۹
۶۵	نماز کے بارے میں عہدے داروں کے نام فرمان	۲۰۱
۶۶	عمرو بن العاص کے نام ایک خط	۲۰۲
۶۷	جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے فوج کو وصیت ۔	۲۰۴
۶۸	مصر کا گورنر بناتے وقت محمد بن ابی بکر کے لئے فرمان	۲۰۵
۶۹	ایک خط کا حصہ	۲۱۰
۷۰	دو فوجی افسروں کے نام	۲۱۱
۷۱	شریح بن ہانی کو وصیت جب مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا گیا ۔	۲۱۲
۷۲	مالک اشتر کے ہاتھ اہل مصر کو خط	۲۱۳
۷۳	گورنر کوفہ ابوموسیٰ اشعری کے نام	۲۱۵
۷۴	ایک عہدے دار کے نام خط	۲۱۷
۷۵	کسی کے نام	۲۱۸
۷۶	معاویہ کے نام ایک اہم خط	۲۲۱
۷۷	معاویہ کو جواب	۲۲۲
۷۸	معاویہ کے خط کا جواب	۲۳۱
۷۹	معاویہ کے نام ایک اور مکتوب	۲۳۵

ضمیمہ

۱	عثمان بن حنیف گورنر بصرہ کے نام	۲۳۹
۲	اہل مصر کے نام	۲۴۰
۳	خارجیوں کے بارے میں فرمان ۔	۲۴۲

۴	قرظہ بن کعب کے نام	۲۴۳
۵	زیاد بن حفصہ کے نام	۲۴۴
۶	زیاد بن حفصہ کے خط کا جواب	۲۴۵
۷	معقل بن قیس کے نام	۲۴۶
۸	باغیوں کے نام فرمان	۲۴۷
۹	معقل بن قیس کے نام ایک اور خط	۲۴۸
۱۰	شام پر چڑھائی کے وقت عہدے داران حکومت کے نام	۲۴۹
۱۱	عبداللہ بن عباس کے نام	۲۵۰
۱۲	عبداللہ بن عباس گورنر بصرہ کے نام	۲۵۱
۱۳	سپہ سالاروں کے نام فرمان	۲۵۲
۱۴	فوجی سپاہیوں کے نام فرمان	۲۵۳
۱۵	مقدمۃ الجیش کے سپہ سالاروں کے نام	۲۵۴
۱۶	مالک اشتر کے نام	۲۵۶
۱۷	محمد بن ابی بکر کے خط کا جواب	۲۵۷
۱۸	جریر بن عبداللہ البجلی کے نام	۲۵۸
۱۹	عبداللہ بن عباس اور سعید بن نمران کے نام	۲۶۰
۲۰	یمن کے باغیوں کے نام فرمان	۲۶۱
۲۱	محمد بن ابی بکرؓ کے نام	۲۶۲
۲۲	بیعت خلافت کے بعد معاویہ کو پہلا خط	۲۶۳
۲۳	معاویہ کو جواب	۲۶۴
۲۴	معاویہ کے خط کا جواب	۲۶۵
۲۵	معاویہ کے مکتوب کا جواب	۲۶۸

۲۶ معاویہ کے جواب میں معرکہ آرا خط	۲۷۰
۲۷ جریر بن عبداللہ البجلی کے نام	۲۷۷
۲۸ معاویہ اور قریش کے نام	۲۷۸
۲۹ معاویہ کا رقعہ اور اسکا جواب	۲۸۰
۳۰ ابوموسیٰ اشعری کے نام	۲۸۳
۳۱ شیعان علی کے نام جامع خط	۲۸۴
۳۲ صدقات وصول کرنے والے کارندے کے نام	۲۹۳

۲۷
۲۷
۲۷
۲۸
۲۸
۲۸
۲۹

پہلا بول

علمائے عرب و عجم کا فیصلہ ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ کے بعد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کلام "افصح الکلام و ابلغ القول" ہے۔ حضرت امیسّر کی لسان امیر اللسان اور حضرت امیر کا کلام "امیر الکلام" ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملاء اعلیٰ سے کوئی مقدس زبان آسمانی بول بول رہی ہے۔ لفظ تو بے شک انسانی لفظ ہیں۔ آواز بھی بے شک انسانی آواز ہے۔ مگر کلام کا انجام و نظام انسانی نہیں ملکوتی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا فقرہ بھی اپنی جگہ ممتاز ہے۔ ایسا ممتاز کہ انسانی کلام میں اس کی مثال نہیں ملتی ؛

اللہ کی رحمتیں ہوں سید مرتضیٰ پر کہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبوں اور تحریروں کا ایک مجموعہ چھوڑ گئے۔ "نہج البلاغۃ" اسی مجموعے کا نام ہے۔ یہ مجموعہ بلاشبہ عربی ادب کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور اس سرمائے پر عربی زبان جتنا فخر کرے کم ہے۔ "نہج البلاغۃ" کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس کے جس حصے میں تحریریں جمع کی گئی ہیں، انمول خزانہ ہے ؛

ہر زبان میں نثر نے نظم کے بہت بعد ترقی کی ہے۔ قوم کی ذہنی پختگی اور تمدن کی ترقی کے ساتھ نثر آگے بڑھتی ہے۔ عربی زبان میں نثر کا پہلا نمونہ "قرآن مجید" ہے۔ مگر قرآن کی نثر ایسے اسلوب پر ہے کہ بقول ابن خلدون، فن انشاء میں اسے رہنما بنایا نہیں جا سکتا اس نثر کی پیروی انسانی طاقت سے باہر ہے ؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے مراسلات اور مکاتیب، نہایت مختصر

ہوتے تھے۔ اس لئے کہ نثر نے ابھی تک ترقی نہیں کی تھی۔ دفعتاً امیرالمومنین علیہ السلام سے نثر شروع ہو جاتی ہے۔ یہ نثر صحیح معنوں میں نثر ہے۔ مگر ایسی نثر جس پر ہر عربی نثر قربان کی جا سکتی ہے امیرالمومنین کی خطابت ایک معجزہ ہے۔ لیکن امیرالمومنین کی انشاء تو معجزے سے بھی بڑھ کر کوئی چیز ہے۔ ایسی بے تکلف، بلند، ٹھوس تحریر کی امیرالمومنین سے پہلے عربی ادب میں مثال نہیں ملتی اور پھر تحریر بھی کیسی۔ ہر موضوع پر، ہر عنوان پر، اہم سے اہم سیاسی مسائل پر بھی، اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی مواعظ پر حاوی، طنزیہ بھی، تازیانہ بھی۔ دل ہلانے والی بھی، دل بڑھانے والی بھی۔ ایمان کی پرورش کرنے والی بھی، نفاق کو بے پردہ کر ڈالنے والی بھی۔ طویل سے طویل بھی، مختصر سے مختصر بھی مگر اس طرح کہ ہر لفظ فصاحت کا علمبردار، ہر جملہ بلاغت کا آئینہ دار بنا۔ سچ تو یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت امیرالمومنین کی کنیزیں ہیں جو ہر وقت تعمیل حکم کے لئے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں۔

اہلِ علم جانتے ہیں کسی بلیغ تحریر کے ترجمے میں لوہے کے کیسے چنے چبانا پڑتے ہیں۔ پھر امیرالمومنینؑ کی تحریر کا ترجمہ کیسا ہوگا! یہ جانتے ہوئے بھی اپنی بے بضاعتی کا علم رکھتے ہوئے بھی، اس کٹھن مہم کا بیڑا میں نے اٹھا لیا۔ میری اس جرأت کی سفارش شاید یہ واقعہ کرے کہ اس ادبی خزانے کو اردو میں منتقل کرنے کی اب تک کسی نے ہمت نہیں کی۔ اور میری اس جرأت کی ذمہ داری، سراسر جناب مولانا غلام رسول صاحب مہر کے سر ہے۔ وہ ہمت نہ دلاتے، تو میں جرأت بھی نہ کرتا ۔

ترجمہ جیسا بھی ہے، آپ کے سامنے ہے۔ اس میں خامیاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ بات میرے لئے تسلی کی ہے کہ ترجمہ صحیح ہے۔ میں نے اردو زبان کی سلاست بھی کہیں کہیں صحت ترجمہ پر قربان کر دی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس ترجمے کو سامنے رکھ کر عربی ادب کے شیدائی "نہج البلاغۃ" کا مطالعہ کریں گے۔ تو بہت فائدہ اٹھائیں گے ۔

اس کتاب میں سلمانؓ فارسی کے نام ایک خط کے علاوہ جتنی تحریریں ہیں امیرالمومنینؑ کے آغاز خلافت سے شہادت تک کی ہیں، یعنی ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک۔ تقریباً چار برس کی مدت میں امیرالمومنین نے یہ سب لکھا ہے۔ یا املا کر کے لکھایا ہے ۔

سید رضیؒ نے "نہج البلاغۃ" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس لئے تیار نہیں کیا تھا کہ امیرالمومنینؑ

کا سب کلام جمع کردیں بلکہ مقصود یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام چن لیا جائے۔ یعنی "نہج البلاغہ" امیر المومنینؑ کے کلام کا مکمل مجموعہ نہیں ہے بلکہ فصیح ترین کلام کا مجموعہ ہے۔ اسی لیے "نہج البلاغہ" میں پابندی نہیں کی گئی کہ مکمل تحریریں جمع کی جائیں۔ بہت سی نامکمل تحریریں بھی ہیں لیکن "نہج البلاغہ" کے شہرۂ آفاق شارح، ابن ابی الحدید نے اکثر نامکمل تحریریں مستند روایتوں سے مکمل کر دی ہیں ❊

خاکسار

عبد الرزاق ۔ ملیح آبادی

نئی دہلی۔ نومبر ۱۹۵۰ء

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وسلم تسلیماً وصلی اللہ
علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

امیر المومنین علیہ السلام خلافت کو اپنا ہی حق سمجھتے تھے، مگر قریش کو اندیشہ تھا کہ ایک دفعہ خلافت خاندانِ رسالت میں چلی گئی، تو پھر کبھی نہ نکلے گی اور وہ اس سے کھیل نہ سکیں گے، اسی لئے قریش خلافت کو اہل بیت سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

جاہلیت میں بنی امیہ نے قریش کی قیادت کی تھی۔ اب اسلام میں بھی سرداری چاہتے تھے۔ پہلے دو خلفاء کے زمانے میں ابھر نہ سکے۔ مگر تیسرے خلیفہ ــــــ حضرت عثمانؓ ــــــ بنی امیہ ہی میں سے تھے۔ اب امویوں کو اپنی سلطنت قائم کر لینے کا موقع ملا اور انہوں نے طے کر لیا۔ کہ حکومت ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔

خلافت کا معاملہ اب تک اس طرح طے ہوا کرتا تھا کہ مدینے کے اکابر مہاجرین و انصار کسی شخص پر اتفاق کر لیتے تھے۔ اور اسی کو خلیفہ مان لیا جاتا تھا۔ مگر یہ دستور بنی امیہ کے مفید مطلب نہ تھا، کیونکہ حضرت عثمانؓ کے بعد تین ہی سربرآوردہ مہاجر باقی رہتے تھے۔ علیؑ طلحہؓ اور زبیرؓ۔ پرانے دستور کے مطابق انہی میں سے کوئی خلیفہ ہوتا، مگر ان میں سے کوئی بھی اموی نہ تھا۔ یہ صورتِ حال بنی امیہ کو منظور نہیں ہو سکتی تھی۔ اُن کے مقاصد کے لئے ضروری تھا کہ پرانا دستور ٹوٹ جائے۔ انتشار پیدا ہو، اور خلافت کا فیصلہ تلوار کے سپرد ہو جائے۔ امویوں کو انتشار اور خانہ جنگی میں اپنی کامیابی اس لئے دکھائی دیتی تھی کہ صوبوں کی حکومتیں، انہی کے ہاتھ میں تھیں اور

ان کے لیڈر امیر معاویہ بن ابی سفیان گورنر شام بہت طاقت ور ہو چکے تھے ۞

ایک طرف یہ اموی سیاست تھی۔ دوسری طرف اکابر مہاجرین میں طلحہؓ اور زبیرؓ بہت دولتمند ہو گئے تھے۔ اور اقتدارِ حکومت میں نمایاں شرکت چاہتے۔ تھے یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو عثمانی حکومت کی خرابیاں اچھالنے اور لوگوں کو مخالفت پر اُبھارنے لگے ۞

حضرت علیؓ کی پوزیشن یہ تھی۔ کہ اپنا حق سمجھنے پر بھی خلافت حاصل کرنے کے لئے کوئی خفیہ یا علانیہ کوشش نہیں کر رہے تھے۔ عثمانی حکومت کی بدنظمیوں سے نالاں ضرور تھے مگر تخریب نہیں اصلاح چاہتے تھے۔ خلیفہ کو ایسے مشورے دیتے رہتے تھے کہ فتنوں کا سدِّباب ہو اور اُمت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔ مگر یہ روش نہ طلحہؓ و زبیرؓ کو پسند تھی نہ بنی اُمیہ کو دونوں پارٹیاں امیر المومنینؓ سے ناراضی میں متفق تھیں اور اس اتفاق نے اُن میں ایک جذبہ ہمدردی پیدا کر دی تھی ۞

حضرت عثمانؓ ستر برس کی عمر میں خلیفہ[۱] ہوئے تھے۔ عمر کے ساتھ حکومت میں بھی خرابیاں بڑھتی رہیں۔ لوگوں کو جو بڑی بڑی شکایتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اُن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ سب بڑے بڑے عہدے بنی اُمیہ کو دے دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ نہ صحابی ہیں، نہ اچھی سیرت رکھتے ہیں ۞

۲۔ مدینہ کے اطراف میں بہت بڑی چراگاہ، مسلمانوں پہ بند کر کے اپنے اور بنی اُمیہ کے مویشیوں کے لیے خاص کر دی ۞

۳۔ اکابر مہاجرین و انصار سے صلاح مشورہ لینا چھوڑ دیا ۞

۴۔ مروان کے باپ الحکم بن العاص کو مدینہ میں بُلا لیا، حالانکہ رسول اللہؐ اسے جلا وطن کر چکے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کی پیہم سفارش پر بھی اگلے خلفا نے اُس کی واپسی منظور نہ کی تھی ۞

۵۔ مروان کو فتح افریقہ کا مال غنیمت بخش دیا۔ یہ بہت بڑی رقم تھی اور بیت ک

---

[۱] ۲۳ھ ہجری

بھی مروان کو جاگیر میں دے دیا ۔

ہ۔ ولید بن عقبہ گورنر کوفہ نے نشے میں امامت کی۔ کوفہ والوں کی شورش پر اسے معزول کر دیا، مگر سزا دینے سے گریز ہوتا رہا ۔

۔ حضرت ابوذر غفاری جیسے جلیل القدر صحابی کو محض اس لیے جلاوطن کر دیا۔ کہ بنی امیہ کی دنیا پرستی پر معترض تھے ۔

حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود جیسے اکابر صحابہ کو ناحق بے دردی سے پٹوایا۔

شکایتیں غلط نہ تھیں۔ مگر ایسی بھی نہ تھیں۔ کہ اصلاح نہ ہو سکے۔ اور معاملہ خلیفہ کے قتل تک پہنچ جائے۔ مگر طلحہ و زبیر کی پارٹی اپنی شکایتوں کو سے کر لوگوں کو ورغلاتی رہی اور بنی امیہ کی پارٹی اور زیادہ اشتعال دلا کے باہمی و خانہ جنگی کے لیے زمین ہموار کرتی رہی ۔

صوبوں کے مسلمان اموی گورنروں سے پہلے ہی نالاں تھے۔ وفعتاً مدینہ سے ایک خط پہنچا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——————— مہاجرین اولین اور بقیہ اہل شوریٰ کی طرف سے صحابہ اور تابعین کے نام،

تمہارے پاس دوڑ کے پہنچو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو برباد ہونے سے بچا لو ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ کا دین بدل ڈالا گیا ہے۔ رسول اللہ کی سنت پلٹ دی گئی ہے اور اگلے خلفاء کے احکام ملیامیٹ کر دیئے گئے ہیں ۔

اصحاب رسول اللہ اور تابعین لہم باحسان میں سے جو کوئی ہمارا یہ خط پڑھے ہم اسے خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ کہ فوراً چل پڑے۔ یہاں آ جائے۔ ہم سے حق لے اور ہمیں حق دے۔ پس اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو بلا تاخیر ہمارے پاس چلے آؤ اور حق کو اسی شاہراہ پر قائم کر دو جس پر تم اپنے نبی سے جدا ہونے تھے۔ اور جس پر اگلے خلفاء سے رخصت ہوئے تھے ۔

یہ پراسرار اور باغیانہ خط کس نے لکھا تھا؟ تاریخ جواب نہیں دیتی لیکن یہ بات قابل لحاظ ہے

کہ حضرت عثمانؓ پر جب باغیوں کی سختیاں بہت بڑھ گئیں اور حضرت طلحہؓ نے زور و کر انہیں منع کیا! تو مالک بن حارث اشتر نخعی نے یہی خط سب کے سامنے پیش کر کے طلحہؓ سے کہا "اب کسو سے بجاتے ہو حالانکہ تم نے یہ خط بھیج کے ہمیں بلایا ہے" اگر طلحہؓ نے خط سے قطعی لاعلمی ظاہر کی ۔

ممکن ہے طلحہؓ و زبیرؓ کی پارٹی نے خط لکھا ہو اور یہ بھی ممکن ہے ۔ کہ اموی سازشیوں کی کارستانی ہو لیکن تاریخی واقعات پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے ۔ کہ طلحہؓ و زبیرؓ کی پارٹی یہ چاہتی تھی ۔ کہ حضرت عثمانؓ کو پریشان کر کے زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرے ۔ مگر شاید اُس کے وہم میں بھی نہیں تھا ۔ کہ فتنے کی یہ آگ خلیفہ کو ہلاک اور اُمت کی وحدت کو بھسم کر کے رہے گی ۔

بہرحال جب مذکورۂ بالا خط صوبوں میں پہنچا ، تو ایک آگ سی لگ گئی اور شورہ پشت لوگ مدینے کو چل پڑے ۔ مصر سے چھ سو آدمی آئے تھے ۔ ان میں سے چار سو کا سر غنہ محمد بن حذیفہ تھا ۔ یہ شخص بنی اُمیّہ میں سے تھا ۔ اور حضرت عثمانؓ ہی کی گود میں پلا تھا خفا ہو کر مصر چلا گیا تھا ۔ اور اب اپنے محسن کے خلاف بغاوت پر تلا ہوا تھا ۔ دراصل وہ بنی اُمیّہ کی سیاست کو کامیاب بنا رہا تھا ۔

مصر کے علاوہ بصرے اور کوفے سے بھی شورش پسند آئے تھے ۔ ان سب نے مدینہ پر فوجی قبضہ جما لیا اور حضرت عثمانؓ کو اُن کے گھر میں نظر بند کر دیا ۔ گو شروع شروع مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے ، پڑھانے سے نہیں روکا ، بلکہ خود بھی اُنہی کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ۔

محاصرے کے زمانے میں پہلا جمعہ آیا تو حضرت عثمانؓ نے اپنے اموی مشیروں کی اشتعال انگیزی سے سرکشوں کو بُرا بھلا ہی نہیں کہا ، بلکہ ملعون بھی قرار دیا ۔ اس پر مسجد میں ہلڑ مچ گیا باغیوں نے نمازیوں کو دھکیل کے نکال دیا اور حضرت عثمانؓ پر ایسا زور کیا کہ بے ہوش ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے ۔

حضرت علیؓ ، طلحہؓ اور زبیرؓ مزاج پرسی کو گئے ۔ اموی لوگ حضرت عثمانؓ کو گھیرے بیٹھے تھے ۔ انہوں نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو تو کچھ نہیں کہا ، لیکن حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے چلّائے

گے" تم نے ہمیں مار ڈالا ہے"!

انہی دنوں ایک دفعہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے گھر آئے اور اپنے رشتے کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ شورش پسندوں سے نجات کی تدبیر کریں، ساتھ ہی وعدہ کیا کہ آئندہ ہر مشورے پر عمل کریں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "اس قسم کے وعدے آپ کر تو لیتے ہیں، مگر بعد میں مروان، معاویہ، ابن عامر اور عبداللہ بن سرح کے کہے میں آ کر سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں"۔

پھر حضرت علیؓ سربرآوردہ مہاجرین و انصار کے ساتھ، جن میں طلحہؓ اور زبیرؓ تھے، مصریوں سے ملے اور سمجھایا۔ مصری اس شرط پر راضی ہو گئے کہ حکومت کی اصلاح کی جائے، مصر کے گورنر، عبداللہ بن سرح کو معزول، اور اس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ سب مان لیا، اور مصری سرکش، محمد بن ابی بکر کے ساتھ اپنے وطن کو واپس ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ کے مشورے سے حضرت عثمانؓ نے مسجد میں بڑی پُراثر تقریر کی، پچھلی غلطیوں کی معافی چاہی۔ صاف لفظوں میں توبہ بھی کر لی۔ یہ اعلان بھی کر دیا: "تمہارے سردار، معزز میرے گھر آئیں، جو کچھ کہنا ہو، دل کھول کے کہیں۔ میں ہر ظلم، ہر شکایت دور کر کے رہوں گا . . . . بخدا میں تمہیں رضامند کر کے چھوڑوں گا۔ مروان اور اس کے رشتہ داروں کو الگ کر دوں گا"۔

حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔ سنتے سنتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مگر جب حضرت مسجد سے گھر پہنچے تو مروان نے بولنے کی اجازت چاہی۔ حضرت کی بیوی نائلہ بنت الفرافصہ چیخ اٹھیں۔ "چپ رہو۔ تم بڑے میاں کو قتل کرا کے اور ان کے بچوں کو یتیمی کا داغ دے کے چین لو گے۔ امیر المومنین جو کچھ فرما آئے ہیں اب اس سے پھر جانا ان کی شان کے خلاف ہے"۔

مگر مروان نہ مانا۔ کہنے لگا "امیر المومنین! میرے ماں باپ قربان، بخدا میری کیسی آرزو ہے کہ آپ مسجد میں جو کچھ کہہ آئے ہیں، ایسی حالت میں کہتے کہ آپ کے ہاتھ میں طاقت ہوتی لیکن آپ کا یہ اعلان ایسی حالت میں ہوا ہے کہ آپ کو بے بس سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ تو کھلی ذلت

ہے۔ بخدا گناہ پر اڑے رہنا جس سے توبہ کیا جا سکتا ہے۔ اس توبہ سے کہیں بہتر ہے جو مجبوری سے ہو۔ آپ جانتے بھی ہیں کیا کر آئے ہیں؟ لوگوں کو اور بھی شیر کر آئے ہیں۔۔۔۔!"

حضرت نے جواب دیا "جو کچھ کہہ آیا ہوں اب اس سے پھروں کیسے۔ میں نے تو یہی کیا ہے جو اچھا سمجھا تھا"۔

مروان نے کہا "اچھا سمجھا تھا! اگر خبر بھی ہے کہ پہاڑ جیسا ایک مجمع آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ کوئی ظلم کی شکایت کر رہا ہے، کوئی روپیہ پیسہ مانگتا ہے، کوئی عہدہ داروں کی معزولی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی خلافت مٹی میں ملا دی ہے۔ آپ مضبوط رہتے تو یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔۔۔۔!"

پھر مروان مجمع کے سامنے پہنچ گیا، اور اس نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

"تم کیوں آئے ہو۔ لوٹ مار کا ارادہ ہے؟ دور ہو یہاں سے۔ خدا کی قسم، ہمارے مقابلے پر آؤ گے تو ہم تمہیں چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں گے۔ خدا کی قسم ہم نہ مغلوب ہیں نہ کمزور ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جو سلطنت ہمارے ہاتھ میں آ چکی ہے اس کی حفاظت کس طرح کرنا چاہیئے۔۔۔۔!"

مروان کی تقریر سے لوگ بہت برہم ہو گئے۔ بعضوں نے حضرت علیؓ سے بھی شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔

"عجب مشکل میں ہوں۔ گھر بیٹھ رہتا ہوں تو عثمان کہتے ہیں مجھے چھوڑ دیا۔
جوڑتا ہوں اور بگڑی بننے لگتی ہے، تو مروان آ کر اس سے کھیلنے لگتا ہے۔ اتنی
اس عمر اور صحبت رسولؐ کے باوجود مروان کا کھلونا بن گئے ہیں!"

پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ سے ملے اور جو کچھ ہوا تھا اس پر ناخوشی ظاہر کی۔ صاف کہہ دیا "آئندہ دخل نہیں دوں گا!" آپ کے چلے جانے کے بعد حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ نے اپنے شوہر کو سمجھایا "آپ تو مروان کے ہاتھ میں اپنی مہار دے چکے ہیں، جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ خدا سے ڈریئے، اگلے خلفا کی پیروی کیجئے۔ مروان ہی کے پیچھے چلتے رہیں گے، تو ضرور وہ آپ کو قتل کرا کے رہے گا۔ اس کی عزت ہی کیا ہے، بلکہ اس کی وجہ سے تو

سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ علی کو منا لیجئے۔ دیر نہ کیجئے۔ سوچیے تو اُن کے کہنے پر مصری باغی کس طرح لوٹ گئے!"

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلوایا۔ مگر وہ نہیں آئے۔ اس پر حضرت عثمانؓ رات کو چھپ کر ان کے گھر گئے۔ اور اُن سے شکایت کرنے لگے: "ابوالحسنؓ! آپ نے مجھ سے بے وفائی کی ہے۔ اور لوگوں کو میرے خلاف ابھار دیا ہے!"

حضرت علیؓ نے جواب دیا: "خدا گواہ ہے کہ میں سب سے زیادہ آپ کی حمایت کرتا رہا ہوں لیکن خود آپ نے مجھے بے بس کر ڈالا ہے۔ آپ کی بھلائی کے لئے جو کچھ کرتا ہوں، مروان اس کے خلاف ہوتا ہے اور آپ میری نہیں مروان کی سنتے ہیں۔ ایسی حالت میں میرا دخل دینا بے سود ہے۔"

حضرت علیؓ نے حمایت کرنا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ محاصرہ کرنے والوں نے حضرت عثمانؓ پر پانی بھی بند کر دیا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ مشک چھپا کے لئے جا رہی تھیں۔ مصری تاڑ گئے۔ مشک چھین لی اور خود ام المومنین کو تکلیف پہنچائی۔ حضرت علیؓ نے سنا تو بہت غمگین ہوئے۔ طلحہؓ سے کہا پانی پہنچانا چاہیئے۔ مگر طلحہؓ نے یہ بھی پسند نہ کیا۔ اس پر حضرت خود اُٹھے اور پانی پہنچا دیا۔

اب ایک نیا شگوفہ کھلتا ہے۔ حضرت علیؓ سمجھا بجھا کے مصریوں کو لوٹا چکے تھے۔ مگر تین دن بعد وہ پھر واپس آ گئے اور بتایا کہ راستے میں حضرت عثمانؓ کا غلام ملا۔ اس کے پاس سے سیسے کی نلی میں چھپا ہوا خط نکلا۔ خط پر خلیفہ کی مہر ہے۔ اور اس میں گورنر مصر کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہمارے سرداروں کے کوڑے لگائے جائیں۔ سر اور ڈاڑھی منڈوا کر اُن کی تشہیر کی جائے۔ انہیں قید کر دیا جائے اور محمد بن ابی بکر کو قتل کر ڈالا جائے۔

بعض مصری حضرت علیؓ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور اصرار کیا کہ حضرت عثمانؓ سے ملیں اور دیکھیں یہ معاملہ کیا ہے۔ حضرت علیؓ گئے۔ کچھ مصری بھی ساتھ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھائی کہ وہ خط سے بالکل بے خبر ہیں۔

مصریوں نے کہا: یہ کیسی بات ہے؟ مروان اس قدر ڈھیٹ ہو گیا ہے۔ کہ آپ کے نام سے فرمان لکھتا ہے۔ آپ کے غلام کے ہاتھ بھیجتا ہے۔ سرکاری اونٹ پر غلام کو روانہ کرتا ہے

لیکن آپ کو خبر تک نہیں ہوتی! دو میں سے ایک ہی بات ہو سکتی ہے! آپ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کو معزول کر دینا قطعاً ضروری ہے، کیونکہ آپ نے ہم بے گناہوں کو ناحق سزا دینے اور قتل کر ڈالنے کا حکم دیا۔ اور سچے ہیں تو بھی معزول ہونے کے مستحق ہیں، کیونکہ خلافت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے میں آپ کمزور ثابت ہو چکے ہیں۔ ایسے کمزور اور غافل آدمی کے ہاتھ میں خلافت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ خود ہی خلافت سے دست بردار ہو جائیں!"

حضرت عثمانؓ نے معزول ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہا: "میں توبہ کر لوں گا"۔ مصریوں نے جواب دیا۔ "یہ پہلی غلطی ہوتی تو ہم بخوشی توبہ و انابت مان لیتے، مگر آپ توبہ بھی کرتے رہے ہیں اور توڑتے بھی رہے ہیں۔ اب ہم ہٹیں گے نہیں، آپ کو معزول یا قتل ہی کر کے دم لیں گے۔ آپ کے طرفدار سامنے آئیں گے۔ تو ہم اُن سے لڑیں گے!"

حضرت عثمانؓ نے جواب دیا: "میں نہ خلافت سے دست بردار ہوں گا نہ کسی کو تم سے لڑنے کا حکم دوں گا"۔ اس پر شور مچ گیا۔ حضرت علیؓ نے مصریوں کے تیور بگڑے دیکھے، تو انہیں باہر نکال کے خود اپنے گھر چلے گئے۔

لیکن حضرت عثمانؓ نے پھر اصرار کیا کہ بیچ میں پڑیں اور فسادیوں کو دور کر دیں۔ اس دفعہ بھی حضرت علیؓ کی کوشش سے فسادی اس شرط پر راضی ہو گئے کہ تین دن کے اندر تمام مظالم مٹا دیئے جائیں گے اور ناپسندیدہ گورنروں کو بھی معزول کر دیا جائے گا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی منظوری، عہد نامے کی صورت میں لکھ کے دیدی۔

تین دن گزر گئے اور اموی مشیروں نے کچھ ہونے نہ دیا۔ اب لوگ آپے سے باہر ہو کر حضرت عثمانؓ پر چڑھ دوڑے۔ اُن کا مطالبہ اب صرف یہ تھا: خلافت سے دستبردار ہو جاؤ۔

اسی دوران میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ کی حمایت میں باہر سے فوجیں آ رہی ہیں۔ یہ سن کر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر ہلہ بول دیا۔ خلیفہ کے طرفداروں نے تیر چلا کے ایک مخالف صحابی کثیر بن الصلت کندی کو مار ڈالا۔ باغیوں کا مطالبہ ہوا کہ قاتل اُن کے حوالے کر دیا جائے۔ مطالبہ نامنظور کیا گیا۔ تو باغی اور زیادہ جوش میں آ گئے۔ انہوں نے خلیفہ کے بند بلوانے

اور ڈیوڑھی میں آگ لگا دی۔ دروازہ جل گیا۔ ڈیوڑھی گر پڑی۔ باغی گھر میں گھس پڑنا چاہتے تھے مگر کچھ لوگ مدافعت پر کھڑے تھے۔ آپس میں جھڑپ شروع ہو گئی، لیکن کچھ باغی پیچھے سے پچھواڑے چلے گئے اور عمرو بن حزم کی چھت پر سے حضرت عثمانؓ کے مکان میں اُتر گئے۔ دروازے پر والوں کو ان کی اُس وقت خبر ہوئی جب یہ اپنا کام کر چکے تھے۔

خلیفہ کا قتل اور وہ بھی خلیفہ عثمانؓ کا قتل معمولی واقعہ نہ تھا۔ پھر اسلام میں یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ تھا اور بڑا ہی بھیانک تھا اسی لئے تعجب کیا جاتا ہے کہ ایسا بڑا واقعہ اتنی آسانی سے خود دارالخلافہ میں کیسے پیش آ گیا اور وہ بھی باہر کے بلوائیوں کے ہاتھ سے۔ لیکن تاریخی واقعات پر غور کرنے سے یہ تعجب دُور ہو جاتا ہے۔

بات یہ ہے کہ مدینہ کی عام آبادی حضرت عثمانؓ سے روٹھ چکی تھی۔ اکابرِ صحابہ کے بڑے سردار طلحہؓ اور زبیرؓ بھی حضرت عثمانؓ کے سخت مخالف تھے۔ ستم پر ستم یہ کہ خود بنو اُمیہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، انتشار اور خانہ جنگی چاہتے تھے۔ اسی لئے جب مصر کوفہ اور بصرہ کے شورہ پشتوں نے مدینہ کا رُخ کیا تو یہاں کسی نے انہیں روکنا ضروری نہ سمجھا۔ یہ سرکش آئے اور مدینہ پر چھا گئے۔ ان کی مجموعی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی۔ سب لڑنے مرنے والے آدمی تھے۔ قابض ہو جانے کے بعد مدینہ والوں کا ان سے مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ پھر وہ باغیوں کے ہاتھوں اصلاح کی اُمید بھی رکھتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ مدینہ میں اکیلے حضرت علیؓ ہی تھے جو آخر تک اصلاحِ حال کی کوشش کرتے رہے۔ شورش پسند بھی حضرت کی عزت کرتے تھے، کیونکہ بے غرض یقین کرتے تھے۔ مگر مدینہ پر شورش پسندوں کے قبضے کے بعد اکیلے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو بچا نہیں سکتے تھے۔

وہ صرف بنی اُمیہ تھے جو اس المیہ کو روک سکتے تھے۔ بنی اُمیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ کس راہ پر حضرت عثمانؓ کو لئے جا رہے ہیں۔ قتل پر ختم ہو گی۔ یہ جانتے ہوئے بھی بنی اُمیہ نے پوری کوشش کی کہ حضرت عثمانؓ کی بلوائیوں سے صفائی نہ ہونے پائے۔ تاریخ بتاتی ہے

---

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ

کہ مدینہ میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر معترض ہونا شروع ہی کیا تھا کہ امیر معاویہ، شام سے آئے اور صحابہ کے ایک مجمع کو جس میں حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، عبدالرحمانؓ بن عوف اور عمارؓ بن یاسر موجود تھے، اس طرح مخاطب کیا :

"میں اپنے بوڑھے بزرگ کے حق میں تمہیں نیک وصیت کرتا ہوں ۔
یاد رکھو، اگر تمہاری آبادی میں انہیں قتل کر ڈالا گیا۔ تو پھر میں مدینہ کو چھین لوں
اور سواروں سے بھر دوں گا . . . . . . !

اسی مجلس میں ابن عباسؓ کو مخاطب کر کے، مگر حضرت علیؓ کو دھمکانے کے لئے کہا تم نے ایک ایسی آگ سلگائی ہے جو پانی سے نہیں بجھے گی !"

معاویہ ابھی مدینہ ہی میں تھے ۔ کہ حضرت عثمانؓ نے ایک دن اکابر صحابہ کو جمع کیا۔ حضرت علیؓ کو خاص طور سے بلایا۔ اور کہنے لگے، میرا چچیرا بھائی معاویہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ معاویہ نے اپنی اس تقریر میں بھی حضرت علیؓ ہی کو دھمکیاں دیں کہ حضرت عثمانؓ کو کچھ ہو گیا تو قیامت برپا کر دوں گا ۔

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے ۔ کہ معاویہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا تھا کہ سب کچھ ٹھیک ہے گا اگر علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی گردنیں مار دی جائیں۔ اور جب حضرت عثمانؓ نے یہ منظور نہ کیا، تو معاویہ نے کہا : میں چار ہزار سپاہی آپ کی حفاظت کے لئے مدینہ بھیج دوں گا حضرت نے یہ بھی قبول نہیں کیا تو صلاح دی کہ ان تینوں کو دور دراز سرحدوں پر لڑنے کے لئے بھیج دیا جائے۔ اور یہ بھی نہیں، تو مجھے اجازت دیجئے کہ آپ قتل ہو جائیں، تو آپ کے خون کا دعویٰ کروں" ۔

ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ معاویہ اور دوسرے کیا کچھ طرح جانتے تھے۔ کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کی راہ پر لئے جا رہے ہیں ۔ مگر یہ جانتے ہوئے بھی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ کیونکہ منصوبہ بھی یہی تھا کہ قتل کا واقعہ پیش آئے اور خانہ جنگی برپا کرنے کا موقع مل جائے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی کہا گیا ہے ۔ کہ حضرت عثمانؓ نے محاصرے کے دنوں میں معاویہ سے فوجی مدد طلب کی تھی اور معاویہ نے ایک فوج بھی شام سے روانہ کر دی تھی مگر اس ہدایت کے ساتھ کہ راستے میں ایک جگہ رکی رہے اور نئے حکم کا انتظار کرے ۔ فوج برابر

پڑی رہی اور جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے، تو شام کو واپس چلی گئی ؂

بہرحال قتل کے بعد لوگ کئی دن حیرت میں رہے، پھر فکر ہوئی کہ کسی کو خلیفہ بنایا جائے تین ہی صحابیوں کی طرف نگاہیں اٹھ سکتی تھیں: علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، لیکن واقعہ قتل نے طلحہؓ اور زبیرؓ کا معاملہ بہت مشتبہ کر دیا تھا۔ اس لئے انہیں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور جب حضرت علیؓ کا نام زبانوں پر آیا تو مخالفت کی جرأت بھی نہ کر سکے ؂

بعد انکار کے بعد امیر المومنینؓ، خلافت قبول کرنے پر راضی ہوئے۔ مسجد میں اجتماع ہوا اور حضرت نے خطبہ دیا ؂

"یہ معاملہ میں پسند نہیں کرتا تھا، مگر تمہارا اصرار جاری رہا۔ کہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لوں، تو سنو! میری حکومت خود رائی کی حکومت نہ ہوگی بلکہ تمہارے شورے سے چلے گی۔ بیت المال کی کنجیاں تو میرے پاس رہیں گی مگر اس سے ایک پیسہ بھی تمہاری مرضی کے بغیر نہ لوں گا۔ کیا تم یہ سن کر بھی میری حکومت چاہتے ہو"؟

سب نے جوش سے ہامی بھر لی اور بیعت شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے طلحہؓ نے بیعت کی۔ ان کا داہنا ہاتھ شل تھا۔ اسی کو بڑھایا۔ اس پر کسی نے کہا "خدا خیر کرے شگون برا ہوا ہے ٹنجا ہاتھ سب سے پہلے بڑھا ہے"!

بیعت کے بعد طلحہؓ اور زبیرؓ نے کوفہ اور بصرہ کی گورنریاں طلب کیں۔ حضرت نے انکار کیا، تو مکہ جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت ان کے ارادوں سے واقف تھے، مگر آزادی میں خلل ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ اجازت دے دی ؂

دراصل معاویہ کے خط دونوں کے پاس پہنچ چکے تھے۔ لکھا تھا کہ عثمانؓ کے خون کا دعویٰ کیا جائے۔ حضرت علیؓ کو خلافت سے بے دخل کر دیا جائے اور یہ دونوں باری باری خلیفہ بنیں۔ معاویہ نے یقین دلایا تھا کہ ان کی بیعت کریں گے اور ہر قسم کی مدد دیں گے۔ یہ بھی معاویہ ہی کا مشورہ تھا کہ مکہ جائیں، جہاں یمن کا عثمانی گورنر ملے گا اور مالی مدد پیش کرے گا۔ حضرت عائشہؓ پہلے سے مکہ میں موجود تھیں اور حضرت علیؓ

سے اُن کا رنج بہت پُرانا تھا۔ معاویہ نے لکھا کہ انہیں بھی ملا لیا جائے۔ بنی اُمیہ کے اور لوگ بھی مکہ میں ہیں۔ وہ بھی ساتھ دیں گے۔ پھر سب مل کر عراق جائیں اور اس پر قبضہ کر لیں۔ کہ بہت بڑا اور طاقتور مرکز ہے ؞

معاویہ چاہتے تھے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ امیر المومنین سے ٹکرا جائیں۔ فریقین میں سے ایک ختم ہو جائے گا۔ اور جسے شکست ہو گی، وہ بھی کمزور ہو جائے گا۔ اور معاویہ کو اپنی سلطنت قائم کرنے میں آسانی ہو جائے گی ؞

معاویہ کی اسکیم کامیاب رہی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ اپنی بیعت توڑ کے حضرت عائشہؓ اور بہت سے لوگوں کو لے کر بصرے کی طرف چل پڑے۔ امیر المومنین بھی مقابلے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے بصرہ کے سامنے دونوں فوجوں کا سامنا ہوا ؞

امیر المومنین اب بھی خونریزی نہیں چاہتے تھے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ سے بات چیت کی مصالحت کی امید بھی پیدا ہو گئی تھی۔ کہ رات کے پچھلے پہر فوجوں میں خود بخود لڑائی چھڑ گئی۔ یہ کارروائی قاتلانِ عثمانؓ کی ہو گی جو مصالحت میں اپنی موت یقینی کرتے، یا پھر دونوں نے لڑائی کی آگ بھڑکا دی ہو گی ؞

تاریخ میں یہ لڑائی جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ اونٹ

لے حضرت عائشہ پر جب بہتان لگایا گیا تو رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ سے بھی مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا آپ کے لئے عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور امیر المومنینؓ سے ناراض رہیں۔ پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی چشمک رہتی تھی۔ جنگِ جمل ختم ہونے پر انہی باتوں کی طرف یہ کہہ کر اشارہ کیا تھا "مجھ میں اور ان میں یا امیر المومنین انکو سے شکایت اور جھگڑے اس لئے ہوئے کہ ہم محبت میں کمی پاتے تھے یا محبت میں اضافہ چاہتے تھے۔ بخدا مجھ میں اور علیؓ میں بس وہی رنج پیدا ہو گیا تھا۔ جیسا کہ عورت اور اس کے دیوروں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن اس پر بھی میں علیؓ کو نیکوکاروں میں سمجھتی رہی ہوں" حضرت امیر المومنینؓ نے جواب دیا "بخدا انہوں نے سچ کہا ہے۔ واقعی مجھ میں ان میں ویسی ہی بات تھی جیسی انہوں نے بتائی ہے۔ یاد رکھو یہ تمہارے نبیؐ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں" (شرح ابن ابی الحدید)

پر سوار تھیں اور یہ اُونٹ علم کا کام دے رہا تھا۔ اس لڑائی میں دس ہزار مسلمان کام آ گئے۔ مقتولوں میں طلحہؓ و زبیرؓ بھی تھے۔ طلحہؓ خود اپنی فوج کے ایک تیر کا شکار ہو گئے[1] اور زبیرؓ کو جب وہ لڑائی سے کنارہ کر کے مدینہ جا رہے تھے، ایک آفاقی عرب نے دھوکے سے مار ڈالا ۔

طلحہؓ و زبیرؓ کو اور بعد میں معاویہ کو امیرالمؤمنینؑ سے لڑنے کی کوئی جائز وجہ نہ تھی۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کے خون کا دعویٰ لے کر اُٹھے تھے اور مطالبہ کرتے تھے۔ کہ قاتلینِ عثمانؓ کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ مگر ان کا دعویٰ غلط تھا۔ اور مطالبہ نامعقول۔ طلحہؓ اور زبیرؓ عثمانؓ کے رشتہ دار نہ تھے کہ خون کا دعویٰ کر سکتے۔ معاویہؓ گو ان کے عزیز تھے۔ مگر عثمانؓ کے وارث یہ بھی نہ تھے۔ ان کے مقابلے میں امیرالمؤمنینؑ کا جواب نہایت معقول تھا۔ فرماتے تھے۔ مدینہ کے صحابہ اور عام مسلمان مجھے خلیفہ تسلیم کر چکے ہیں۔ تم بھی میری بیعت و اطاعت قبول کر لو۔ پھر قاتلانِ عثمانؓ کا مقدمہ پیش کرنا۔ میں شریعت کے مطابق فیصلہ کر دوں گا۔ امیر معاویہ بھی خونِ عثمان کے مطالبے کی کمزوری سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ اہلِ مدینہ کی طرح اہلِ شام کو بھی خلافت کا معاملہ طے کرنے کا حق ہے۔ یعنی وہی بات جو ہم شروع میں کہہ آئے ہیں۔ خلافت کے بارے میں پرانے دستور کو توڑ دینا ۔

امیرالمؤمنین علیہ السلام اور معاویہ میں کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اسلام میں امیرالمؤمنینؑ کا مرتبہ معلوم و مشہور ہے۔ دشمنوں کو بھی انکار کی جرأت نہ تھی۔ لیکن ایک اور چیز بھی تھی۔ جو معاویہ کے پاس تھی، مگر امیرالمؤمنینؑ کے پاس نہ تھی۔ وہ ڈپلومیسی تھی۔ معاویہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے سب کچھ جائز سمجھتے تھے۔ لیکن امیرالمؤمنین حق سے بال برابر ہٹنا بھی روا نہ رکھتے تھے

دولت کی بہتات مسلمانوں میں بہت سی خرابیاں پیدا کر چکی تھی پہلے کی سی استقامت باقی نہ رہی تھی۔ معاویہ نے شام سے خزانے دنیا پرستوں کے لئے کھول رکھے تھے اور وہ معاویہ کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ ان میں سب سے بڑی شخصیت فاتح مصر عمرو بن

---

[1] یہ تیر مروان نے چلایا تھا۔ اور پکار اٹھا تھا "عثمان کے قاتل کو قتل کر رہا ہوں" ۔

العاص کی تھی۔ عمرو حضرت عثمانؓ کے سب سے بڑے مخالفوں میں سے تھے۔ اور ان کے قتل میں ان کے پروپیگنڈے کا بڑا حصہ تھا۔ مگر اب خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انہیں مصر کی حکومت کی طلب تھی۔ معاویہ نے دے دینے کا وعدہ کر لیا اور یہ معاویہ کے ہو گئے۔ معاویہ کی کامیابی میں عمروؓ بن العاص کی ڈپلومیسی کا بڑا ہاتھ تھا۔

جنگِ جمل کے بعد امیر المومنینؓ کو صرف معاویہ سے نپٹنا رہ گیا تھا۔ جغرافی موقعہ کا خیال کر کے حضرت نے مدینہ کی بجائے کوفہ کو اپنا مرکز بنا لیا۔ اور جنگی تیاریاں مکمل کر کے لشکرِ شام کی کوبی کو چل پڑے۔

صفین کے مقام پر رن پڑا۔ امیر المومنینؓ نے معاویہ کو بار بار پیغام بھیجا۔ مسلمانوں کی خونریزی کیوں ہو رہی ہے۔ میدان میں نکل آؤ۔ ہم تم لڑ کے فیصلہ کر لیں، مگر معاویہ میں اتنی ہمت کہاں تھی! جانتے تھے۔ کہ امیر المومنینؓ کے ہاتھ میں وہی تلوار موجود ہے، جو اُن کے نانا ماموں اور بھائی کے سر اُڑا چکی ہے۔

صفین کی لڑائی میں جب شامیوں کو اپنی بربادی کا یقین ہو گیا۔ تو انہوں نے فریب سے کام لیا۔ نیزوں پر قرآن لٹکا کے بلند کر دیئے اور چلّانا شروع کیا: "ہمارا تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کر دے"!

معلوم ہوتا ہے امیر المومنینؓ کی فوج میں معاویہ کے ایجنٹ موجود تھے۔ اور اپنا کام کر رہے تھے۔ امیر المومنینؓ نے ہر چند سمجھایا کہ فتح آنکھوں کے سامنے ہے۔ قرآن دکھا کر دھوکا دکھاؤ، مگر بہت سے فوجی سرداروں نے نصیحت ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ آخر لڑائی موقوف ہو گئی اور یقینی فتح ہاتھ سے نکل گئی۔

مگر کتاب اللہ کا فیصلہ کیسے معلوم ہو؟ طے پایا کہ فریقین اپنا اپنا نمائندہ مقرر کر دیں۔ اور دونوں نمائندے مل کر جو متفقہ فیصلہ کریں اُسے مان لیا جائے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنا نمائندہ تجویز کیا۔ امیر المومنینؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ کو مقرر کرنا چاہتے تھے، مگر کوفہ والے پھر اڑ گئے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو نمائندہ بنایا جائے۔ ابو موسیٰؓ امیر المومنین کے مخالف رہ چکے تھے، مگر کوفہ والوں کی ضد سے مجبور ہو کر حضرت نے انہی کو مقرر کر دیا۔ اب امیر المومنین کا نمائندہ

ایسا شخص تھا جو اسی قدر نہیں کہ مخالف رہ چکا تھا۔ بلکہ از حد سادہ لوح بھی تھا۔ اس کے مقابلے میں معاویہ کا نمائندہ، گرگِ باراں دیدہ اور عرب کا مانا ہوا گھاگ تھا!

عمروؓ نے ایک ہی دو ملاقاتوں میں ابوموسیٰؓ کو شیشے میں اتار لیا۔ یہ حضرت مان گئے کہ علیؓ اور معاویہ، دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں سے کہہ دیا جائے کہ کسی اور آدمی کو اپنا خلیفہ بنالیں!

فیصلہ سننے کے لئے جب مسلمانوں کا اجتماع ہوا، تو عمروؓ نے یہ کہہ کر ابوموسیٰؓ کو آگے بڑھا دیا کہ بزرگ ہیں اور پہلے بولنے کا انہی کو حق ہے۔ یہ حضرت اور بھی رو میں آ گئے اور اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ علیؓ اور معاویہ، دونوں کو معزول کر دیا جائے۔ لہٰذا میں علیؓ کو معزول کرتا ہوں!

ابوموسیٰؓ کے بعد عمروؓ نے کہا: "تم سن چکے ہو کہ ابوموسیٰؓ اپنے آدمی علیؓ ابن ابی طالب کو معزول کر چکے ہیں۔ میں بھی علیؓ کو معزول کرتا ہوں۔ لیکن معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہوں۔"

"فیصلہ" محض ڈھکوسلا تھا۔ سب جان گئے، لیکن امیر المومنینؓ کو اس سے بڑا نقصان پہنچا۔ جمعیت میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہی لوگ، جو کتاب اللہ کو حکم ماننے میں پیش پیش تھے، امیر المومنینؓ کے جانی دشمن بن گئے۔ خارجیوں کا فرقہ انہی سے بنا۔ امیر المومنینؓ کو بھی اس فرقے سے لڑنا پڑا اور بعد کی مسلم حکومتوں کو بھی اس فرقے نے بہت پریشان کیا۔ آج بھی یہ فرقہ، عمان اور بعض دوسرے مقامات میں موجود ہے۔

"فیصلہ" تو ڈھونگ ہی تھا۔ مگر صفین کی جنگ ختم ہو گئی۔ اور معاویہؓ حتمی تباہی سے صاف بچ گئے۔ اب امیر المومنینؓ نے کوفہ کا رخ کیا، اور معاویہ پر آخری ضرب لگانے کی تیاری کرنے لگے۔ ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہو چکی تھی۔ اور یلغار شروع ہی ہونے والی تھی۔ کہ ایک خارجی، عبد الرحمان بن ملجم نے دغا بازی سے حملہ کر دیا، امیر المومنینؓ شہید ہو گئے عہ

عہ رمضان سنہ ۴۰ھ

ابن ملجم کی تلوار نے حضرت علی کا کام تمام نہیں کیا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کو قتل کر ڈالا۔ تاریخ کا دھارا ہی بدل ڈالا۔ ابن ملجم کی تلوار نہ ہوتی۔ خلافت "منہاج نبوت پر استوار رہتی اور اُمتِ مسلمہ، بیچ بیچ "خیر اُمت" ہو کر "شھداء علی الناس" کے منصب کی مالک بن جاتی۔ لیکن بدبخت ابن ملجم کی تلوار نے بنی امیہ کی شہنشاہی اور اس کی تمام تخریبوں کے لیے راہ صاف کر دی۔ ابن ملجم کی تلوار سے "خیر اُمت" کا خاتمہ ہو گیا۔

"إنا للّٰه وإنا إليه راجعون"!

(ابن سعد، طبری، ابو الفداء، یعقوبی، الامامۃ والسیاسۃ، اور دوسری کتبِ تاریخ کی طرف توجہ کیجئے)

خیر امنر

عرضِ مرتّب!

نہج البلاغہ جلد اوّل کا ترجمہ "خطبات و کلمات امیر المؤمنینؑ" کے نام سے تمام و کمال میسر کیا ہوا ہے، جلد دوم جو "توقیعات و رقعات امیر المؤمنینؑ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو اس وقت آپ کے پیشِ نظر ہے مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی ندوی کا ترجمہ ہے۔ مولانا ملیح آبادی ترجمہ کے فن میں یکتائے روزگار ہیں اور عربی ادب و انشاء میں ان کی زبان و قلم کو جو غیر معمولی مہارت حاصل ہے وہ اہلِ زبان عربوں سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ وہ عربی کے بلند پایہ مجلہ "الجامعہ" کے مدیر رہ چکے ہیں اور اب حکومتِ ہند کی طرف سے جو عربی کا رسالہ "ثقافۃ الہند" کے نام سے شائع ہو رہا ہے اس کے مدیرِ اعلیٰ ہیں۔

مولانا ملیح آبادی کے اس ترجمہ کی میسرز غلام علی اینڈ سنز نے کتابت کرا لی تھی، پروف اٹھ چکے تھے۔ اور طباعت کا مرحلہ طے ہونے ہی والا تھا کہ مالکان فرم، جناب شیخ نیاز احمد صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب کی یہ رائے ہوئی کہ جس طرح جلد اوّل میں ترجمہ کے ساتھ عربی متن بھی ہے اسی طرح کا التزام جلد دوم میں بھی ہونا چاہیئے، یہ ذمہ داری مجھے سونپی گئی اور میں نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود اسے انجام دینے کی کوشش کی

۱ - مولینا کے پیشِ نظر ابن ابی الحدید کا نسخہ تھا۔ اس نسخہ میں مرتبِ رقعات و توقیعات میں کہیں کہیں بعض جملے اپنی تحقیق کے مطابق گھٹا بڑھا بھی

دیتے ہیں۔ میرے پیش نظر مصری اور ایرانی ایڈیشن تھا۔ میں نے اسی کو ترجیح دی۔ اور ان نسخوں میں جو جملہ کم و بیش نظر آیا اسے متن اور ترجمہ میں بھی کم و بیش کر دیا۔

۲ - ترجمہ میں بالکل شاذ طور پر کہیں کہیں کوئی جملہ ترجمہ ہونے سے رہ گیا تھا۔ میں نے اسے اصل سے مقابلہ کے بعد بڑھا دیا۔

۳ - مولینا ملیح آبادی نے رقعات اور توقیعات کے ترجمہ میں کتاب کی ترتیب ملحوظ نہیں رکھی تھی، اس لئے ان کے اردو ترجمہ اور کتاب کے عربی متن کو تلاش کرنے میں بڑی دشواری پیش آتی، لیکن خدا کا شکر ہے یہ کام سرانجام پا گیا۔ میں نے متن اور ترجمہ کی مطابقت کے بعد ترتیب بدل دی۔

۴ - مولینا ملیح آبادی نے ابی الحدید کے نسخے سے جو باتیں اجزاء کی تھیں وہ عربی اور ایرانی نسخہ میں نہیں تھیں اور ابی الحدید کا نسخہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملا۔ لہٰذا ایسی عبارت میں نے حاشیہ میں منتقل کر دی اس لئے کہ اسکی افادیت سے قارئین کو محروم رکھنا گوارا نہ تھا۔

۵ - جہاں جہاں تشریح کے طور پر میں نے کوئی چیز ترجمہ سے ہٹ کر لکھی ہے۔ وہاں اپنا نام لکھ دیا ہے۔ تاکہ مولینا ملیح آبادی کی عبارت اور مجھ کج مج زبان کی عبارت   خلط ملط نہ ہونے پاتے۔

۶ - الامامۃ السیاسۃ اور بلاغات النسا وغیرہ سے مولینا نے جن تحریروں کا ترجمہ فرمایا تھا۔ انہیں ضمیمہ کے طور پر میں نے شامل کر دیا ہے۔ اس لئے کہ التزام صرف نہج البلاغۃ کے عربی متن کا رکھا ہے سود ہو گیا۔ دوسری کتابوں سے جو تحریرات میسر آئیں، ان کے لئے متن کا التزام ضروری نہ تھا۔ انہیں ضمیمہ میں شامل کر دیا

خدا سے دعا ہے کہ وہ اس ترجمہ کو مقبول بنائے اور اس خدمت کو قبول کرے۔

مولانا ملیح آبادی نے کتاب کا نام مکاتیب امیر المومنین رکھا تھا لیکن معنوی اعتبار سے مجھے رقعات وتوقیعات زیادہ مناسب نظر آیا، اس جسارت کے لئے معذرت خواہ ہوں"

خاکسار

رئیس احمد جعفری

۲۰ اپریل ۱۹۵۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اہلِ کوفہ کے نام خط

مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے ہوئے امیرالمؤمنین نے کوفہ والوں کے نام یہ خط لکھا![1]

من كتاب له عليه السلام

لأهل الكوفة عند مسيره من المدينة الى البصرة

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ جَبْهَةِ الْأَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَمْرِ عُثْمَانَ حَتَّى يَكُونَ سَمْعُهُ كَعِيَانِهِ إِنَّ النَّاسَ طَعَنُوا عَلَيْهِ فَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أُكْثِرُ اسْتِعْتَابَهُ وَأُقِلُّ عِتَابَهُ وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيهِ الْوَجِيفُ وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ وَكَانَ مِنْ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ

اللہ کے بندے علی، امیرالمؤمنین کی طرف سے اہلِ کوفہ کے نام، جو مددگاروں میں پیش پیش اور عرب کے سرخیل ہیں،

اَمّا بعدُ، میں عثمانؓ کا پورا معاملہ تمہارے سامنے اس طرح کھول کے رکھ دیتا ہوں، گویا تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ لوگ عثمانؓ سے شاکی ہوئے۔ مہاجرین میں میری روش یہ تھی کہ عثمانؓ کی رضامندی زیادہ چاہتا تھا۔ اور شکووں سے کم سروکار رکھتا تھا۔ طلحہ اور زبیر کا ان کے ساتھ چلن سرپٹ دوڑنا اور ہلکے سے ہلکا راگ، گلا پھاڑ کے چلانا۔ عائشہؓ بھی ان کے بارے میں غصے سے مغلوب ہو گئی تھیں۔ پھر یہ ہوا کہ ایک گروہ نمودار ہوا اور اس نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی۔ زبردستی

[1] مدینہ سے اس روانگی کے بعد جنگِ جمل پیش آئی۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهِجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا وَجَاشَتْ جَيْشَ الْمِرْجَلِ وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ وَبَادِرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ،

اور جبر سے نہیں ، بلکہ اپنی پوری رضامندی اور دل کی خوشی سے انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دار ہجرت (مدینے) کے باشندے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مدینہ کڑھاؤ کی طرح ابل رہا ہے اسلام کے خلاف بڑا فتنہ اٹھا گیا ہے۔ لہٰذا اپنے امیر کی طرف کوچ کرنے میں جلدی کرو۔

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد وہ غلط فہمیاں رفع ہو جاتی ہیں جو قتل عثمان رضؓ کے سلسلے میں بعض مخصوص لوگوں نے پیدا کر دی تھیں کہ خدا نخواستہ امیرالمؤمنین کا دامن اس حادثہ سے وابستہ تھا۔

(رئیس احمد جعفری)

فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کو خط

وَجَزَاكُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ أَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَامِلِينَ بِطَاعَتِهِ وَالشَّاكِرِينَ لِنِعْمَتِهِ فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ وَدُعِيتُمْ فَأَجَبْتُمْ

خدا تم اہلِ شہر کو تمہارے نبی کے اہلِ بیت کی طرف سے وہ بہترین صلہ بخشے، جو اپنی اطاعت میں سرگرموں اور اپنی نعمت کے شکر گذاروں کو بخشا کرتا ہے، بے شک تم نے حکم سنا اور تعمیل کی۔ دعوت تمہیں پہنچی اور تم نے لبیک کہا۔ؐ

یہ امیر المؤمنین کی طرف سے اعتراف ہے
اس صدق و وفا کا جس کا مظاہرہ اہل کوفہ نے
جناب امیر کے ساتھ کیا تھا۔
(رئیس احمد جعفری)

ؐ کوفے کے باشندوں نے جنگِ جمل میں امیر المؤمنین علیہ السلام کا پورا ساتھ دیا تھا۔ اور شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے تھے۔

بیع نامہ

جو قاضی شریح بن حارث کیلئے تحریر فرمایا

وكتبه لشريح بن الحارث قاضيه
روى ان شريح بن حارث قاضي
امير المؤمنين عليه السلام اشترى
على عهده دارا بثمانين دينارا
فبلغه ذلك فاستدعاه وقال له
بلغني انك ابتعت دارا بثمانين
دينارا وكتبت لها كتابا و
اشهدت فيه شهودا فقال
له شريح قد كان ذلك يا امير
المؤمنين. قال: فنظر اليه نظر
مغضب ثم قال له
يَا شُرَيْحُ أَمَا إِنَّهُ سَيَأْتِيكَ مَنْ لَا
يَنْظُرُ فِي كِتَابِكَ وَلَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَيِّنَتِكَ
حَتَّى يُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصًا وَيُسْلِمَكَ
إِلَى قَبْرِكَ خَالِصًا فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ
لَا تَكُونُ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ
غَيْرِ مَالِكَ أَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِ

روایت ہے امیرالمؤمنین کے قاضی شریح
بن حارث نے ایک مکان اسّی دینار میں خریدا
امیرالمومنین کو خبر ہوئی تو قاضی کو طلب کیا
اور فرمایا سنا ہے تم نے اسّی دینار میں گھر
مول لیا ہے؟ شریح نے اقرار کیا تو
امیرالمؤمنین نے غصّہ کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا
"اے شریح جلد ہی تیرے پاس وہ آ پہنچے گا
جو نہ تیری دستاویز دیکھے گا نہ تیرے گواہوں
ہی کو پوچھے گا۔" وہ بس تجھے گھر سے بیک بینی
و دو گوش نکال باہر کرکے سیدھا قبر میں پہنچا
دے گا۔ اے شریح! اب تجھے سوچ لینا
چاہیئے کہ یہ گھر تو نے غیر کے مال سے تو خریدا
نہیں ہے! اس کی قیمت حرام کی کمائی سے تو
ادا نہیں کی ہے۔ ایسا ہوا ہے تو دنیا کا گھر
بھی تیرے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور آخرت کا گھر
بھی تو نے کھو دیا۔ خریداری کے وقت تو میرے
پاس آتا تو میں ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ ایک

لِكَ! فَإِذَا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا وَدَارَ الْآخِرَةِ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَتَيْتَنِي عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَابًا عَلَى هٰذِهِ النُّسْخَةِ فَلَمْ تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هٰذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقَ وَالنُّسْخَةُ (هٰذِهِ)

هٰذَا مَا اشْتَرَى عَبْدٌ ذَلِيلٌ مِنْ عَبْدٍ قَدْ أُزْعِجَ لِلرَّحِيلِ اشْتَرَى مِنْهُ دَارًا مِنْ دَارِ الْغُرُورِ مِنْ جَانِبِ الْفَانِينَ وَخِطَّةِ الْهَالِكِينَ وَتَجْمَعُ هٰذِهِ الدَّارَ حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ: اَلْحَدُّ الْأَوَّلُ يَنْتَهِي إِلَى دَوَاعِي الْآفَاتِ وَالْحَدُّ الثَّانِي يَنْتَهِي إِلَى دَوَاعِي الْمُصِيبَاتِ وَالْحَدُّ الثَّالِثُ يَنْتَهِي إِلَى الشَّيْطَانِ الْمُغْوِي وَفِيهِ يُشْرَعُ بَابُ هٰذِهِ الدَّارِ

اشْتَرَى هٰذَا الْمُغْتَرُّ بِالْأَمَلِ مِنْ هٰذَا الْمُزْعَجِ بِالْأَجَلِ، هٰذِهِ الدَّارَ بِالْخُرُوجِ مِنْ عِزِّ الْقَنَاعَةِ وَالدُّخُولِ فِي ذُلِّ الطَّلَبِ وَالضَّرَاعَةِ فَمَا أَدْرَكَ هٰذَا الْمُشْتَرِيَ فِيمَا اشْتَرَى مِنْهُ مِنْ دَرَكٍ فَعَلَى مُبَلْبِلِ أَجْسَامِ الْمُلُوكِ وَسَالِبِ نُفُوسِ الْجَبَابِرَةِ وَ

درہم میں بھی تو یہ گھر خریدنا گوارا نہ کرتا۔ وہ دستاویز یہ ہے۔

"یہ ہے وہ جو ایک عاجز بندے نے ایک چل چلاؤ والے بندے سے خریدا ہے اس گھر کی چو حدی اس طرح ہے:

پہلی حد آفتوں کے اسباب پر ختم ہوتی ہے دوسری حد مصیبتوں کے اسباب پر ٹھہرتی ہے تیسری حد منہ کے بل گرا دینے والی خواہشوں پر رکتی ہے۔ اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان تک پہنچتی ہے۔ اور اسی حد میں گھر کا دروازہ کھلتا ہے:

آرزو کے جال میں پھنسے ہوئے اس آدمی نے گھر کا سودا اس آدمی سے کیا ہے جس کا پیچھا موت کر رہی ہے اور قیمت یہ دی ہے کہ قناعت کی عزت تج کے خواہش طلب کی ذلت اوڑھ لی ہے! اگر اس بیع میں خریدار کا کوئی حق تلف ہو تو بادشاہوں کو گرانے والا، جباروں کی جان لینے والا، کسریٰ و قیصر، تبع[1] و حمیر جیسے فرعونوں کی بادشاہیاں مٹانے والا، بائع اور مشتری کو حساب کتاب ثواب و عذاب کے دربار میں لے جا کے

---

[1] یمن کے پرانے بادشاہ تبع کہلاتے تھے۔ حمیر بھی یمن ہی والے ہیں۔

هُم بِلِ مُلْكِ الْفَرَاعِنَةِ، مِثْلِ كِسْرَى وَ
قَيْصَرَ وَ تُبَّعٍ وَحِمْيَرَ، وَمَنْ جَمَعَ الْمَالَ عَلَى
الْمَالِ فَأَكْثَرَ، وَمَنْ بَنَى) وَشَيَّدَ وَزَخْرَفَ
وَنَجَّدَ وَ ادَّخَرَ وَ اعْتَقَدَ. وَ نَظَرَ بِزَعْمِهِ
لِلْوَلَدِ اِشْخَاصُهُمْ جَمِيعاً اِلَى مَوْقِفِ
الْعَرْضِ وَالْحِسَابِ، وَمَوْضِعِ الثَّوَابِ وَ
الْعِقَابِ اِذَا وَقَعَ الْأَمْرُ بِفَصْلِ الْقَضَاءِ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ) شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ
الْعَقْلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَسْرِ الْهَوَى وَسَلِمَ
مِنْ عَلَائِقِ الدُّنْيَا

پیش کرئے جہاں اہل باطل کے لئے خسارہ
ہی ہے عقل اس تحریر کی گواہ ہے۔ جب
خواہش کی قید سے باہر اور علائق دُنیا سے
آزاد ہو۔

ایک سپہ سالار کے نام

إلى بعض امراء جيشه

فَإنْ عَادُو إلَى ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذَلِكَ الَّذِي نُحِبُّ وَإنْ تَوَافَتِ الْأُمُورُ بِالْقَوْمِ إلَى الشِّقَاقِ وَالْعِصْيَانِ فَانْهَدْ بِمَنْ أَطَاعَكَ إلَى مَنْ عَصَاكَ وَاسْتَغْنِ بِمَنِ انْقَادَ مَعَكَ عَمَّنْ تَقَاعَسَ عَنْكَ فَإنَّ الْمُتَكَارِهَ مَغِيبُهُ خَيْرٌ مِنْ مَشْهَدِهِ وَقُعُودُهُ أَغْنَى مِنْ نُهُوضِهِ

اگر وہ سرکش اطاعت کی ٹھنڈک کی طرف لوٹ آئیں تو ہمیں یہی پسند ہے، لیکن اگر پھوٹ اور بغاوت پر ان کے دل جم چکے ہیں تو جو لوگ تمہاری فرمانبرداری کا دم بھر رہے ہیں، انہیں لے کر نافرمانوں کی سرکوبی پر اٹھ کھڑے ہو، دیکھو، جو دل سے تمہارے ساتھ ہیں انہی سے کام لینا۔ جو تم سے بدک رہے ہیں ان کی پروا نہ کرنا۔ جو شخص خوشدلی سے ہمارے ساتھ نہیں اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے۔ اس کا بیٹھے رہنا کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام

إلى معاويه إنَّهُ بايَعَنِي القَوْمُ
الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ
وَعُثْمَانَ. عَلَى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ
فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ
وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ وَإِنَّمَا الشُّورَى
لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ اجْتَمَعُوا
عَلَى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذَلِكَ
لِلَّهِ رِضًا فَإِنْ خَرَجَ عَنْ أَمْرِهِمْ
خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوهُ
إِلَى مَا خَرَجَ مِنْهُ فَإِنْ أَبَى قَاتَلُوهُ
عَلَى اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
وَوَلَّاهُ اللَّهُ مَا تَوَلَّى

وَلَعَمْرِي يَا مُعَاوِيَةُ
لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُونَ
هَوَاكَ لَتَجِدَنِّي أَبْرَأَ النَّاسِ
مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ
أَنِّي كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ
إِلَّا أَنْ تَتَجَنَّى فَتَجَنَّ

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے۔ جنہوں نے ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ سے بیعت کی تھی، لہٰذا نہ تو حاضر کے لئے حق باقی رہ گیا ہے۔ کہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے۔ کہ بیعت سے روگردانی کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لئے ہے اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اسے امام قرار دے دیا۔ تو یہ اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پوری امت کی رضامندی کے لئے کافی ہے اب اگر امت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعتراض یا بدعت کی بنا پر خروج کرتا ہے تو مسلمان اسے حق کی طرف لوٹا دیں گے جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ انکار کرے گا تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ کیونکہ اس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور خدا اسے اس کی گمراہی کے حوالے کر دے گا

اور اے معاویہ! میں قسم کہتا ہوں۔ کہ اگر تو نفس سے ہٹ کر عقل سے کام لے گا

مَا بَدَا لَكَ ، وَالسَّلَامُ

تو مجھے عثمان رضؓ کے خون سے بالکل بری الذمہ پائے گا اور جان جائے گا کہ میرا اس خون سے دور کا بھی لگاؤ نہیں، یہ الگ بات ہے کہ تو اپنے مطلب کے لئے تہمتیں تراشے جو کرنا ہے کر تا رہ!

اس مختصر سے مکتوب میں امیرالمؤمنین نے جس طرح شوریٰ، انتخاب، اصول انتخاب، حدود اطاعت اور تمام امور مہمہ پر جامعیت کے ساتھ دینی اور شرعی طور پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ واقعی کلام کا اعجاز ہے! (رئیس احمد جعفری)

رضی اللہ عنہ

معاویہ کے نام خط!

X

إلى معاويه

أَمَّا بَعْدُ؛ فَقَدْ أَتَتْنِي مِنْكَ مَوْعِظَةٌ مُوَصَّلَةٌ وَرِسَالَةٌ مُحَبَّرَةٌ نَمَّقْتَهَا بِضَلَالِكَ وَأَمْضَيْتَهَا بِسُوءِ رَأْيِكَ وَكِتَابُ امْرِىءٍ لَيْسَ لَهُ بَصَرٌ يَهْدِيهِ وَلَا قَائِدٌ يُرْشِدُهُ قَدْ دَعَاهُ الْهَوَى فَأَجَابَهُ وَقَادَهُ الضَّلَالُ فَاتَّبَعَهُ فَهَجَرَ لَاغِطًا وَضَلَّ خَابِطًا

امّا بعد! تمہارا یہ فریب نصیحت نامہ اور بناوٹی سجاوٹ سے آراستہ خط ملا اسے تم نے اپنی گمراہی سے رچا اور اپنی بد باطنی سے بھیجا ہے۔ تمہارا یہ خط اس آدمی کا خط ہے جس کے پاس نہ روشنی ہے کہ راہ دکھائے نہ رہبر ہے کہ رستہ دکھائے۔ خواہش نے اُسے پکارا اور جواب میں اس نے بے تکلف لبیک کہہ دیا۔ گمراہی نے اُسے چلایا اور وہ گمراہی کے پیچھے لگ گیا۔ اسی لئے اس کا خط بے معنی اور باطل ہے ÷

جریر بن عبداللہ البجلی کے نام

جریر بن عبداللہ کو جنہیں امیرالمومنین علیہ السلام نے قاصد بنا کر شام بھیجا تھا، واپسی میں دیر ہو گئی تو آپ نے ان کے نام یہ خط تحریر فرمایا:۔

إلى جرير بن عبد الله البجلي لما ارسله الى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي فَاحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَصْلِ، وَخُذْهُ بِالْأَمْرِ الْجَزْمِ، ثُمَّ خَيِّرْهُ بَيْنَ حَرْبٍ مُجْلِيَةٍ أَوْ سِلْمٍ مُخْزِيَةٍ، فَإِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَانْبِذْ إِلَيْهِ، وَإِنِ اخْتَارَ السِّلْمَ فَخُذْ بَيْعَتَهُ، وَالسَّلَامُ

اما بعد، میرا خط پاتے ہی معاویہ کو صاف جواب دینے پر مجبور کرو اور کوئی ٹھوس بات اس کے سامنے رکھ کے جواب طلب کرو۔ کہو کہ بربادکن جنگ اور رسواکن امن میں سے ایک کو اپنے لئے پسند کر لے۔ جنگ پسند کرے تو اس سے لڑا جائے گا۔ امن پسند کرے تو اس سے بیعت لے کر واپس چلے آؤ۔ والسلام

؎ جریر کہتے ہیں میں جواب کے انتظار میں چار مہینے دمشق میں پڑا رہا مگر معاویہ ٹال مٹول کرتے رہے دراصل وہ اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ پھر ایک دن ولید بن عقبہ کا خط آیا جس میں جوش دلانے والے شعر درج تھے۔

خط پڑھنے کے بعد معاویہ نے تہہ کیا ہوا ایک کاغذ مجھے دیا۔ جس پر لکھا تھا "معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف" میں سمجھا یہ امیرالمومنین کے خط کا جواب ہے اور کاغذ لے کر چل پڑا معاویہ نے میرے ساتھ قبیلہ عبس کے ایک آدمی کو بھی کر دیا تھا، ہم کوفہ پہنچے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴ پر)

معاویہ کے نام مکتوب

وَكَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا تَكَشَّفَتْ عَنْكَ جَلَابِيبُ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ دُنْيَا قَدْ تَبَهَّجَتْ بِزِينَتِهَا وَخَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا. دَعَتْكَ فَأَجَبْتَهَا وَقَادَتْكَ فَاتَّبَعْتَهَا وَأَمَرَتْكَ فَأَطَعْتَهَا وَإِنَّهُ

تم کیا کرو گے جب دنیا کا یہ خلعت جو پہنے ہو، اُتر جائے گا؟ دُنیا نے اپنی زینت کی نمائش کی، اپنی لذتوں کا جال بچھایا، انہیں اپنی طرف پکارا۔ اور تم دوڑ پڑے۔ دُنیا نے نہیں چلایا، اور تم اس کے پیچھے چل پڑے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) تو مسجد میں بھیڑ لگ گئی۔ سب کو یقین تھا معاویہ نے اپنی بیعت کی دستاویز بھیجی ہے لیکن امیرالمومنینؑ نے جب کاغذ کھولا تو بالکل سادہ نکلا۔ ایک حرف بھی اس میں لکھا نہ تھا! عین اسی وقت عبسی کھڑا ہو گیا اور چلا کر کہنے لگا: قبائل قیس، غطفان اور عبس کے جو لوگ یہاں موجود ہوں، اچھی طرح سن لیں۔ قسم خدا کی میں دمشق میں عثمانؓ کے کرتے کے نیچے پچاس ہزار مردوں کو چھوڑ آیا ہوں جن کی داڑھیاں رو رو کے آنسوؤں سے رنگین ہو گئی ہیں اور وہ قسم کھا چکے ہیں کہ عثمانؓ کے قاتلوں کو جہاں بھی وہ ہوں قتل کر کے دم لیں گے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابوسفیان کا بیٹا تم پر چالیس ہزار ایسے گھوڑوں سے ٹوٹ پڑنے والا ہے، اور جو گھوڑے سبز سے نہیں ہیں ان کا اندازہ خود ہی کر لو۔ پھر اس شخص نے امیرالمومنین کی طرف ایک کاغذ بڑھا کے کہا یہ معاویہ کا خط ہے۔ کھولا گیا تو اس میں یہ شعر درج تھے ۔

أتاني أمر فيه للنفس غمة　　وفيه اجتداع للأنوف أصيل
مصاب أمير المؤمنين وهدة　　تكاد لها صم الجبال تزول

(میرے سامنے ایسا معاملہ آیا ہے جس میں دل کے لئے صدمہ ہے اور بڑی بے عزتی ہے۔ امیرالمومنین کا قتل ایسا واقعہ ہے کہ قریب ہے عظیم الشان پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں)

يُوشِكُ أَنْ يَقِفَكَ وَاقِفٌ عَلَىٰ مَا لَا
يُبْجِيكَ مِنْهُ مِجَنٌّ فَاقْعَسْ عَنْ
هٰذَا الْأَمْرِ وَخُذْ أُهْبَةَ الْحِسَابِ
وَشَمِّرْ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ
وَلَا تُمَكِّنِ الْغُوَاةَ مِنْ سَمْعِكَ
وَإِلَّا تَفْعَلْ أُعْلِمْكَ مَا
أَغْفَلْتَ مِنْ نَفْسِكَ
فَإِنَّكَ مُتْرَفٌ قَدْ أَخَذَ
الشَّيْطَانُ مِنْكَ مَأْخَذَهُ وَ
بَلَغَ فِيكَ أَمَلَهُ وَجَرَىٰ مِنْكَ
مَجْرَى الرُّوحِ وَالدَّمِ وَمَتَىٰ
كُنْتُمْ يَا مُعَاوِيَةُ سَاسَةَ
الرَّعِيَّةِ وَوُلَاةَ أَمْرِ الْأُمَّةِ
بِغَيْرِ قَدَمٍ سَابِقٍ وَلَا
شَرَفٍ بَاسِقٍ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ
مِنْ لُزُومِ سَوَابِقِ الشَّقَاءِ!
وَأُحَذِّرُكَ أَنْ تَكُونَ
مُتَمَادِيًا فِي غِرَّةِ الْأُمْنِيَّةِ
مُخْتَلِفَ الْعَلَانِيَةِ
وَالسَّرِيرَةِ
وَقَدْ دَعَوْتَ إِلَى الْحَرْبِ
فَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا وَاخْرُجْ
إِلَيَّ وَأَعْفِ الْفَرِيقَيْنِ مِنَ

دُنیا نے تمہیں حکم دیا اور تم اس کے فرمانبردار
بن گئے۔ تم بھول گئے کہ کھڑا کرنے والا تمہیں
جلد ہی وہاں کھڑا کر دے گا، جہاں کوئی سپر
بھی چھپا نہ سکے گی۔ لہٰذا اس معاملے سے ہٹ
جاؤ، حساب کی تیاری کرو اور اس بلائے عظیم
سے بچاؤ کی تدبیر کرلو، جو تم پر نازل ہے۔
گمراہوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اپنی روش
سے باز نہ آؤ گے تو سُن لو، میں تمہارے حواس
درست کر دوں گا۔ تم ہو کیا؟ محض عیش پسند
آدمی، شیطان کے شکنجے میں پڑ چکے ہو۔ وہ
تم میں اپنی آرزو پوری کر چکا ہے اور وہی
تمہارا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔

اور اے معاویہ! یہ تو بتاؤ تم رعیت کے
رہبر اور اُمت کی حکومت کے والی کب تھے؟ نہ
اسلام میں تمہیں پیش قدمی حاصل ہوئی نہ جاہلیت
ہی میں کسی بڑے شرف کے تم مالک بنے۔ خدا
کی پناہ ہے بدبختی کے سوابق سے! اور میں تمہیں
پہلے ہی جتائے دیتا ہوں ایسا نہ ہو تم آرزو
کے دھوکے میں بڑھتے چلے جا رہے ہو، اور تمہارا
ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔

اور تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے۔
بہت اچھا، سب لوگوں کو ایک طرف کردو اور
میرے مقابلے پر نکل آؤ۔ ہماری فوجوں کو لڑائی

الْقِتَالِ لِيُعْلَمَ أَيُّنَا الْمَرِينُ
عَلَى قَلْبِهِ وَالْمُغَطَّى عَلَى
بَصَرِهِ. فَأَنَا أَبُو حَسَنٍ قَاتِلُ
جَدِّكَ وَخَالِكَ وَأَخِيكَ شَدْ
خًا يَوْمَ بَدْرٍ وَذٰلِكَ السَّيْفُ
مَعِي، وَبِذٰلِكَ الْقَلْبِ أَلْقَى
عَدُوِّي! مَا اسْتَبْدَلْتُ دِينًا
وَلَا اسْتَحْدَثْتُ نَبِيًّا وَإِنِّي
لَعَلَى الْمِنْهَاجِ الَّذِي تَرَكْتُمُوهُ
طَائِعِينَ. وَدَخَلْتُمْ فِيهِ
مُكْرَهِينَ

وَزَعَمْتَ أَنَّكَ
جِئْتَ ثَائِرًا بِعُثْمَانَ.
وَلَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَقَعَ
دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ
هُنَاكَ إِنْ كُنْتَ طَالِبًا
فَكَأَنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ
تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ إِذَا عَضَّتْكَ
ضَجِيجَ الْجِمَالِ بِالْأَثْقَالِ، وَ
كَأَنِّي بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُونِي
جَزَعًا مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ
وَالْقَضَاءِ الْوَاقِعِ وَمَصَارِعَ
بَعْدَ مَصَارِعَ إِلَى كِتَابِ

سے معاف کر دیا جائے - ہم تم اکیلے ہی نپٹ
لیں تاکہ ظاہر ہو جائے گمراہی کس کے دل پر
چھا چکی ہے اور کون اندھا ہو گیا ہے -

کیا تم بھول گئے کہ میں ہی ابوالحسن ہوں
جس نے بدر کی لڑائی میں تمہارے نانا - ماموں
اور بھائی کے سر اڑا دیئے تھے - وہی تلوار آج
بھی میرے ہاتھ میں ہے - اسی دل کے ساتھ
آج بھی دشمن کا سامنا کرتا ہوں - میں نے نہ اپنا
دین بدلا ہے، نہ نبی کو کھڑا کیا ہے - میں اسی
صراط مستقیم پر استوار ہوں، جسے تم اپنی مرضی
سے چھوڑ چکے ہو اور جس پر اپنے دل کی ناراضی
سے قائم ہوئے تھے -

اور تم نے دعویٰ کیا ہے کہ عثمان رضؓ کے خون
کا بدلہ لینے آئے ہو مگر تمہیں خوب معلوم ہے کہ
عثمان رضؓ کا خون کس جگہ ہے - اگر واقعی اسی خون
کے طالب ہو تو وہاں طلب کرو جہاں وہ ہے
لیکن میں کچھ اور ہی دیکھ رہا ہوں - میں دیکھ رہا
ہوں - کہ جب جنگ تمہیں اپنے دانتوں سے
کاٹنے لگے گی تو تم بوجھل اونٹ کی طرح چیخ
اٹھو گے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے آدمی
تلواروں کی تابڑ توڑ مار سے حتمی موت سے اور
کشتوں پر کشتوں کے لگانے سے کانپ کر مجھے
کتاب اللہ کی طرف پکار نے لگیں گے -

اللّٰهِ وَهِيَ كَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ — حالانکہ وہ کتاب اللہ کے منکر ہو چکے ہیں،

أَوْ مُبَايِعَةٌ حَائِدَةٌ — اُسے ٹھکرا چکے ہیں - اپنی بیعت توڑ چکے ہیں ٭

اس مکتوب کی فصاحت بلاغت سے قطع نظر اسکی معنویت اسکا زور بیان اور اسکی افادیت خاص طور پر غور طلب ہے، وہی جوش ہے، جو ناحق کے مقابلہ میں حق کو عطا ہوتا ہے، وہی ولولہ ہے جو ناموافق حالات میں اور زیادہ اُبھرتا ہے ٭

(رئیس احمد جعفری)

معقل بن قیس الریاحی کو وصیت

شام پر چڑھائی کرتے وقت تین ہزار فوج کا معقل بن قیس کو افسر بنا کر مقدمۃ الجیش کے
لئے یہ وصیت فرمائی :-

لمعقل بن قيس الدياحي حين
أنفذ إلى الشام في ثلاثة آلاف مقدمة له
اِتَّقِ اللهَ الَّذِي لَابُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِهِ وَلَا
مُنْتَهَى لَكَ دُونَهُ وَلَا تُقَاتِلَنَّ إِلَّا مَنْ
قَاتَلَكَ وَسِرِ الْبَرْدَيْنِ وَغَوِّرْ بِالنَّاسِ
وَرَفِّهْ فِي السَّيْرِ وَلَا تَسِرْ أَوَّلَ اللَّيْلِ
فَإِنَّ اللهَ جَعَلَهُ سَكَنًا وَقَدَّرَهُ مُقَامًا
لَا ظَعْنًا فَأَرِحْ فِيهِ بَدَنَكَ وَرَوِّحْ
ظَهْرَكَ فَإِذَا وَقَفْتَ حِينَ يَنْبَطِحُ
السَّحَرُ أَوْ حِينَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ فَسِرْ
عَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَإِذَا لَقِيتَ الْعَدُوَّ فَقِفْ
مِنْ أَصْحَابِكَ وَسَطًا وَلَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ
دُنُوَّ مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ وَلَا تَبَاعَدْ
عَنْ مِنْهُمْ تَبَاعُدَ مَنْ يَهَابُ الْبَأْسَ
حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَآنُهُمْ
عَلَى قِتَالِهِمْ قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَالْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ

خدا سے ڈرتے رہنا، اس سے ملنا لازمی
ہے اور اس کے سوا کہیں تمہارا سفر ختم ہونے
کا نہیں۔ اسی سے لڑنا جو تم سے لڑے۔ دونوں
ٹھنڈے وقت کوچ کرنا۔ دوپہر کو پڑاؤ کرنا،
اور شروع رات میں نہ چلنا کیونکہ خدا نے رات سکون
و قیام کے لئے بنائی ہے سفر کے لئے نہیں۔ تمہیں
اپنے جسم کو بھی آرام دینا چاہیئے اور اپنی سواری کو
بھی۔ پھر جب پو پھٹے اور صبح ہو تو برکت الٰہی
کے ساتھ کوچ کرنا اور جب دشمن کا سامنا ہو
تو اپنے ساتھیوں کے بیچ میں ٹھہرنا دشمن کے اتنے
نزدیک نہ ہو جانا کہ معلوم ہو لڑائی شروع ہی
کر دو گے اور نہ اتنے دور رہنا کہ شک گزرے
جنگ سے جی چراتے ہو۔ میرے حکم کا انتظار کرنا
عداوت تمہیں لڑائی شروع کرنے پر آمادہ نہ کر
دے مگر ہاں یہ کہ دعوت دے کر عذر کا دروازہ
ان پر پہلے بند کر چکے ہو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب

إلى معاوية، جوابا عن كتاب
منه إليه

فَأَمَّا طَلَبُكَ إِلَيَّ الشَّامَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ
لِأُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ أَمْسِ وَ
أَمَّا قَوْلُكَ إِنَّ الْحَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ
إِلَّا حُشَاشَاتِ أَنْفُسٍ بَقِيَتْ أَلَا وَمَنْ أَكَلَهُ
الْحَقُّ فَإِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ فَإ
لَى النَّارِ وَأَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ
فَلَسْتَ بِأَمْضَى عَلَى الشَّكِّ مِنِّي عَلَى الْيَقِينِ
وَلَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا
مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ وَأَمَّا قَوْلُكَ
إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ فَكَذَلِكَ نَحْنُ وَلَكِنْ
لَيْسَ أُمَيَّةُ كَهَاشِمٍ وَلَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ
وَلَا أَبُو سُفْيَانَ كَأَبِي طَالِبٍ وَلَا الْمُهَاجِرُ
كَالطَّلِيقِ وَلَا الصَّرِيحُ كَاللَّصِيقِ وَلَا
الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُدْغِلِ
وَلَبِئْسَ الْخَلَفُ خَلَفاً يَتْبَعُ سَلَفاً هَوَى فِي
نَارِ جَهَنَّمَ
وَفِي أَيْدِينَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِي

تمہاری یہ خواہش کہ شام تمہیں دے دوں
تو میں آج وہ چیز دینے کا نہیں جس سے کل
انکار کر چکا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے
عرب کو کھا ڈالا ہے اور اب کچھ سانسیں ہی باقی
رہ گئی ہیں، تو سن لو جسے حق نے کھایا ہے وہ
جنت سے شاد کام ہو چکا ہے اور جسے باطل نے
کھایا ہے وہ دوزخ کا ایندھن بن گیا ہے ۔
اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم دونوں جنگ اور فوج میں
برابر ہیں تو سمجھ لو، تم شک پر اس قدر تیز نہیں
چل سکتے جس قدر تیز میں یقین پر چل سکتا ہوں
پھر شام والے دنیا کے اتنے خواہشمند نہیں جتنے
عراق والے جنت کے خواہشمند ہیں۔ اور تمہارا
یہ کہنا کہ ہم دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں تو
یہ صحیح ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ نہ امیہ ہاشم
کے برابر ہے، نہ حرب عبد المطلب کے برابر۔
نہ ابوسفیان ابوطالب کے برابر ہے، نہ طلیق،
مہاجر کے برابر۔ نہ باطل والا حق والے کے برابر
ہے، نہ مفسد مومن کے برابر۔ وہ نسل کیسی بری
ہے جو ان بزرگوں کے پیچھے آئی ہے جو جہنم میں

أَذْلَلْنَا بِهَا الْعَزِيزَ وَنَعَشْنَا بِهَا الذَّلِيلَ وَلَمَّا أَدْخَلَ اللّٰهُ الْعَرَبَ فِي دِينِهِ أَفْوَاجًا، وَأَسْلَمَتْ لَهُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ طَوْعًا وَكَرْهًا كُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِي الدِّينِ إِمَّا رَغْبَةً وَإِمَّا رَهْبَةً عَلَى حِينَ فَازَ أَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ بِفَضْلِهِمْ فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيكَ نَصِيبًا وَلَا عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلًا

گر چکے ہیں ۔

اور تمہیں یہ تو یاد ہی نہ رہا کہ ہمارے ہاتھ میں نبوت کی فضیلت بھی ہے اسی نبوت کے ذریعے ہم نے طاقتوروں کو نیچا دکھایا، اور گرے ہوؤں کو سربلند کر دیا اور جب خدا نے عرب کو جوق جوق اپنے دین میں داخل کیا اور یہ قوم اسلام کے آگے خوشی یا ناخوشی سے جھک گئی تو تم ان لوگوں میں سے تھے جو دین میں طمع یا خوف سے داخل ہوئے تھے اور وہ بھی اس وقت جب دین میں سبقت کرنے والے سبقت لے جا چکے تھے اور مہاجرین اوّلین فضیلت سے شادکام ہو چکے تھے تو اب تمہارے لئے سب اچھی بات یہ ہے کہ شیطان کو اپنے دل کا حصہ دار نہ بناؤ اور اپنے آپ پر اسے چھا جانے کا موقع نہ دو؛

ایک عہدے دار کے نام

اِلَی بَعْضِ عُمَّالِهِ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ دَهَاقِينَ اَهْلِ بَلَدِ
كَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً
وَاحْتِقَاراً وَجَفْوَةً وَنَظَرْتُ فَلَمْ
اَرَهُمْ اَهْلاً لِاَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ
وَلَا اَنْ يُقْصَوْا وَيُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ
فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُهُ
بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ وَدَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ
الْقَسْوَةِ وَالرَّأْفَةِ وَامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ
التَّقْرِيبِ وَالْاِدْنَاءِ وَالْاِبْعَادِ وَالْاِ
قْصَاءِ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تمہارے علاقے کے زمینداروں نے
تمہاری سختی، سنگدلی، تحقیر، بے توجہائی کی
شکایت کی ہے میں نے انہیں منہ نہیں لگایا
کہ مشرک ہیں مگر ان سے بے پروائی برتنا بھی
ٹھیک نہ تھا کہ ہم میں ان میں معاہدہ موجود ہے
تو تم ایسا کرو کہ ان کے لئے نرمی کا لباس پہن
لو جس کے کناروں پر سختی کی گوٹ ہو۔ نرمی
اور سختی کے بین بین سلوک کرو۔ نہ ایسا ہو کہ
بالکل دور ہو جائیں اور نہ ایسا کہ بالکل قریب
آجائیں۔ ایک درمیانی برتاؤ ان سے کرنے

گورنر بصرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نام[1]

إلی عبد الله بن عباس و هو عامله علی البصرة

أَعْلَمْ أَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ إِبْلِيسَ وَ مَغْرِسُ الْفِتَنِ فَحَادِثْ أَهْلَهَا بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَ احْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوبِهِمْ

وَ قَدْ بَلَغَنِي تَنَمُّرُكَ لِبَنِي تَمِيمٍ. وَ غِلْظَتُكَ عَلَيْهِمْ وَ إِنَّ بَنِي تَمِيمٍ لَمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ إِلَّا طَلَعَ لَهُمْ آخَرُ. وَ إِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوا بِوَغْمٍ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَ لَا إِسْلَامٍ وَ إِنَّ لَهُمْ بِنَا رَحِماً مَاسَّةً وَ قَرَابَةً خَاصَّةً نَحْنُ مَأْجُورُونَ عَلَى صِلَتِهَا وَ مَأْزُورُونَ عَلَى قَطِيعَتِهَا فَارْبَعْ أَبَا الْعَبَّاسِ رَحِمَكَ اللهُ فِيمَا جَرَى عَلَى لِسَانِكَ وَ يَدِكَ مِنْ خَيْرٍ وَ شَرٍّ، فَإِنَّا شَرِيكَانِ فِي ذَلِكَ وَ كُنْ

تمہیں جاننا چاہیئے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں ابلیس اترتا ہے اور جہاں فتنوں کی کھیتی ہوتی ہے۔ تم بصرہ والوں سے اچھا سلوک کرو ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں نکال دو۔

مجھے خبر ملی ہے کہ اے عبداللہ تو بنی تمیم کے مقابلے میں شیر بن گیا ہے اور ان پر تیری سختیاں جاری ہیں، حالانکہ بنی تمیم وہ ہیں کہ ان کا ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہوتا ہے۔ جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی ان سے کوئی پیش نہ پا سکا۔ پھر ہم سے ان کا رشتہ قریبی ہے۔ تعلق نزدیک کا ہے۔ ہم اس رشتے کو جوڑیں گے تو ثواب پائیں گے، کاٹیں گے تو گناہگار ہوں گے۔ لہٰذا ابن عباس رض خدا کی رحمت ہو تجھ پر! اپنی زبان سے اور ہاتھ سے خیر و شر میں ہشیار رہ کیونکہ تو میری

[1] حضرت ابن عباس رض نے بنی تمیم پر اس لئے سختی کی تھی کہ جنگ جمل میں انہوں نے طلحہ رض اور زبیر رض کا ساتھ دیا۔ بعض شیعان علی ع نے اس برتاؤ کی شکایت کی تو امیرالمؤمنین علیہ السلام نے یہ خط لکھا۔

عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّي بِكَ وَلَا يَفِيلَنَّ رَأْيِي فِيكَ — طرف سے حاکم ہے اور تیرے کاموں کی ذمہ داری
وَالسَّلَامُ

مجھ پر بھی ہے میرے حسنِ ظن کے مطابق ثابت
ہو۔ تجھ سے میرا حسنِ ظن کمزور نہ پڑنے پائے۔

والسلام

یہ مکتوب بھی اس روح اور اسپرٹ کا آئینہ دار
ہے جو عدل و انصاف کے اعتبار سے دورِ مرتضوی
کا مایہ الامتیاز شعار تھی!

(رئیس احمد جعفری)

زیاد بن ابیہ کے نام
ایک خط ۱؎

إلى زياد بن أبيه وهو خليفة
عامل عبد الله بن عباس على البصرة
وعبد الله عامل امير المؤمنين (عليه
السلام) يومئذ عليها وعلى كور الأهواز
وفارس وكرمان

وَإِنِّي أُقْسِمُ بِاللهِ قَسَمًا صَادِقًا
لَئِنْ بَلَغَنِي أَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ
شَيْئًا صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا لَأَشُدَّنَّ عَلَيْكَ
شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيلَ الْوَفْرِ ثَقِيلَ الظَّهْرِ
ضَئِيلَ الْأَمْرِ وَالسَّلَامُ

قسم کھاتا ہوں ——— سچی قسم
کہ مسلمانوں کے مال میں تیری
ذرا سی خیانت بھی سن لوں گا تو ایسی شدت
سے پیش آؤں گا کہ تو بے سروسامان ہو کر رہ
جائے گا تیری پیٹھ بوجھل ہو جائے گی۔ اور
تو کہیں کا بھی نہ رہ جائے گا!

والسلام

۱؎ اسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا گورنر بنایا تھا، اور خود عبداللہ امیر المؤمنین ع کی طرف سے
اس زمانہ میں اہواز ۔ فارس اور کرمان کے گورنر تھے ۔ (جعفری)

زیاد بن ابیہ کے نام ایک اور خط

الیہ ایضًا

فَدَعِ الْإِسْرَافَ مُقْتَصِدًا وَاذْكُرْ
فِي الْيَوْمِ غَدًا وَأَمْسِكْ مِنَ الْمَالِ
بِقَدْرِ ضَرُورَتِكَ وَقَدِّمِ الْفَضْلَ
لِيَوْمِ حَاجَتِكَ
أَتَرْجُو أَنْ يُعْطِيَكَ اللّٰهُ أَجْرَ
الْمُتَوَاضِعِينَ وَأَنْتَ عِنْدَهُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ
وَتَطْمَعُ — وَأَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيمِ
تَمْنَعُهُ الضَّعِيفَ وَالْأَرْمَلَةَ — أَنْ يُو
جِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِينَ وَإِنَّمَا
الْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِمَا أَسْلَفَ وَقَادِمٌ
عَلَى مَا قَدَّمَ وَالسَّلَامُ

اعتدال کی راہ سے اسراف کو چھوڑ دے
آج کے دن کل کو یاد کر۔ جتنی ضرورت ہے
اتنا ہی مال رکھ۔ جو زیادہ ہو اُسے اپنی محتاجی
کے دنوں کے لئے آگے بڑھاتا جا۔[1]
کیا تو امید کرتا ہے کہ خدا تجھے خاکساروں کا
اجر دے گا جب کہ تو اس کے نزدیک متکبروں میں
سے ہے! اور تجھے صدقہ کرنے والوں کا ثواب
ملے گا، جب کہ تو عیش میں لوٹ رہا ہے۔
کمزوروں اور بے نواؤں کو محروم کر چکا ہے۔
آدمی کو اسی عمل کا ثواب ملتا ہے جو وہ انجام
دے چکا ہے۔ آدمی وہ پاتا ہے جو آگے بھیج
چکا ہے۔

---

[1] یعنی آخرت کی زندگی کے لئے جب آدمی محتاج ہوگا۔ نیکیاں کما نہ سکے گا۔

صفین سے واپسی پر اپنی جائداد کے بارے میں وصیّت

بما يعمل في أمواله كتبها بعد منصرفه من صفين

هَذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَالِهِ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ لِيُولِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَيُعْطِيَهُ بِهِ الْأَمَنَةَ

یہ ہے وہ جس کا حکم دیا ہے اللہ کے بندے علی ابن ابی طالب نے اپنی جائداد کے بارے میں اور اس سے اس کی غرض اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی ہے تاکہ اس کے جنت میں جانے اور امن پانے کا ذریعہ بن جائے۔

منها: وَإِنَّهُ يَقُومُ بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ وَيُنْفِقُ فِي الْمَعْرُوفِ فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَحُسَيْنٌ حَيٌّ قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ وَأَصْدَرَهُ مَصْدَرَهُ

اس وقف کا متولی حسن بن علیؑ ہوگا۔ نیکی کے ساتھ اسمیں کھائے گا۔ اور نیکی کے ساتھ خرچ کرے گا۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے گا۔ اور حسینؑ زندہ ہوں تو حسینؑ کا قائم مقام ہوگا اور اسی کی روش پر چلے گا۔

وَإِنَّ لِبَنِي فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِي لِبَنِي عَلِيٍّ وَإِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذَلِكَ إِلَى ابْنَيْ فَاطِمَةَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ وَقُرْبَةً إِلَى رَسُولِ اللهِ وَتَكْرِيماً لِحُرْمَتِهِ وَتَشْرِيفاً لِوُصْلَتِهِ

علیؑ کے اس وقف میں بنی فاطمہؑ اور بنی علیؑ کا حق برابر ہے لیکن میں نے وقف کا متولی فاطمہؑ کے دونوں بیٹوں کو اس لئے بنایا ہے۔ کہ خدا کی خوشنودی اور رسولِ خدا کی قربت حاصل ہو ساتھ ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے کی بزرگی کا بھی اعتراف ہو۔

وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي يَجْعَلُهُ إِلَيْهِ أَنْ

متولی کے لئے ضروری ہے کہ جائیداد

يَتْرُكُ الْمَالَ عَلَى أُصُولِهِ وَيُنْفِقُ مِنْ ثَمَرِهِ
حَيْثُ أُمِرَ بِهِ وَهُدِيَ لَهُ وَأَنْ لَا يَبِيعَ
مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هٰذِهِ الْقُرَى وَدِيَّةً
حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً

وَمَنْ كَانَ مِنْ إِمَائِيَ اللَّاتِي
أَطُوفُ عَلَيْهِنَّ لَهَا وَلَدٌ أَوْ هِيَ حَامِلٌ
فَتُمْسَكُ عَلَى وَلَدِهَا وَهِيَ مِنْ حَظِّهِ
فَإِنْ مَاتَ وَلَدُهَا وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ قَدْ
أُفْرِجَ عَنْهَا الرِّقُّ وَحَرَّرَهَا الْعِتْقُ

کو اصلی حالت پر رہنے دے صرف اس کی آمدنی
وصیت کے مطابق خرچ کرے کسی نخلستان کو
اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کی بہت سی
نسل پیدا نہ ہو جائے۔

اور میری کنیزوں میں سے جو حاملہ ہو، اور
اسے بچہ ہو جائے تو وہ اپنے بچے کی وجہ سے
آزاد ہے اور اگر بچہ مر جائے اور وہ خود زندہ
رہے تو بھی آزاد ہے۔ اس کی غلامی ختم ہو گئی
(اور آزادی مل گئی)

زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے نام فرمان

كان يكتبها لمن يستعمله على الصدقات. وانما ذكرنا هنا جملا منها، ليعلم بها انه كان يقيم عماد الحق ويشرع أمثلة العدل، فى صغير الامور وكبيرها ودقيقها وجليلها

اِنْطَلِقْ عَلَىٰ تَقْوَى اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَلَا تُرَوِّعَنَّ مُسْلِمًا، وَلَا تَجْتَازَنَّ عَلَيْهِ كَارِهًا وَلَا تَأْخُذَنَّ مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِي مَالِهِ، فَإِذَا قَدِمْتَ عَلَى الْحَيِّ فَانْزِلْ بِمَائِهِمْ. مِنْ غَيْرِ اَنْ تُخَالِطَ أَبْيَاتَهُمْ ثُمَّ امْضِ إِلَيْهِمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ حَتَّى تَقُوْمَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ، وَلَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ ثُمَّ تَقُوْلَ عِبَادَ اللّٰهِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ وَلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهُ لِآخُذَ مِنْكُمْ حَقَّ اللّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ. فَهَلْ لِلّٰهِ فِي أَمْوَالِكُمْ مِنْ حَقٍّ فَتُؤَدُّوْهُ

اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے تقوے کے ساتھ اپنے کام پر روانہ ہو۔ خبردار کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا۔ خبردار کسی مسلمان کی طرف سے اس حال میں نہ گذرنا کہ تمہیں ناپسند کرتا ہو خدا کے مقرر کئے ہوئے حق سے زیادہ کچھ نہ لینا جب کسی علاقہ میں پہنچنا تو آبادی کے باہر کنوئیں پر اترنا۔ کسی کے گھر میں نہ اترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ آبادی میں داخل ہونا۔ لوگوں کو سلام کرنا۔ اگر انہوں نے صاحب سلامت نہ کی ہو تو پروا نہ کرنا۔ تم خود پوری صاحب سلامت کرنا۔ اس کے بعد ان سے کہنا خدا کے بندو، اللہ کے ولی اور خلیفہ نے مجھے بھیجا ہے کہ تمہارے مال میں سے خدا کا حق وصول کر لوں۔ تو اب تم بتاؤ کیا خدا کا کوئی حق تمہارے مال میں واجب الادا ہے۔ جسے اس کے ولی کے حوالے کیا جائے؟ تمہارے اس کہنے پر اگر کوئی انکار کرے تو حجت نہ کرنا۔ اگر کہے ہاں ہے تو اس کے ساتھ جانا، مگر اس طرح کہ نہ ڈرانا نہ دھمکانا، نہ ستانا، بلکہ سونا چاندی جو کچھ پیش

إِلَى وَلِيِّهِ؟ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: لَا! فَلَا
تُرَاجِعْهُ وَإِنْ أَنْعَمَ لَكَ مُنْعِمٌ فَانْطَلِقْ
مَعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تُخِيفَهُ وَ تُوعِدَهُ
أَوْ تَعْسِفَهُ أَوْ تُرْهِقَهُ فَخُذْ مَا أَعْطَاكَ
مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنْ كَانَ لَهُ
مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْهَا إِلَّا
بِإِذْنِهِ فَإِنَّ أَكْثَرَهَا لَهُ فَإِذَا أَتَيْتَهَا
فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ مُتَسَلِّطٍ
عَلَيْهِ وَلَا عَنِيفٍ بِهِ وَلَا تُنَفِّرَنَّ
بَهِيمَةً وَلَا تُفْزِعَنَّهَا وَلَا تَسُوءَنَّ
صَاحِبَهَا فِيهَا وَاصْدَعِ الْمَالَ صَدْ
عَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْهُ فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعَرَّ
ضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ ثُمَّ اصْدَعِ الْبَاقِيَ
صَدْعَيْنِ ثُمَّ خَيِّرْهُ فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا
تَعَرَّضَنَّ لِمَا اخْتَارَهُ فَلَا تَزَالُ
كَذَلِكَ حَتَّى يَبْقَى مَا فِيهِ وَفَاءٌ
لِحَقِّ اللَّهِ فِي مَالِهِ فَاقْبِضْ حَقَّ اللَّهِ مِنْهُ
فَإِنِ اسْتَقَالَكَ فَأَقِلْهُ ثُمَّ اخْلِطْهُمَا
ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلًا
حَتَّى تَأْخُذَ حَقَّ اللَّهِ فِي مَالِهِ. وَلَا
تَأْخُذَنَّ عَوْدًا وَلَا هَرِمَةً وَلَا
مَكْسُورَةً وَلَا مَهْلُوسَةً وَلَا
ذَاتَ عَوَارٍ وَلَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا

کرے، لے لینا۔

اور اگر اس کے پاس مویشی اور اونٹ ہیں
تو ان کے گلے میں اس کی اجازت کے بغیر نہ جانا،
کیونکہ اکثر جانور اسی کے تو ہیں، اور جب مالک
کی اجازت سے جانا تو اس طرح نہیں گویا تم افسر
ہو۔ ہرگز کوئی سختی تمہاری طرف سے نہ ہونے
پائے۔ کسی جانور کو نہ بھڑکانا نہ سہمانا نہ مالک کو
اپنے طرز عمل سے رنجیدہ کرنا۔

جو کچھ مال ہو اس کے دو حصے کر دینا اور
مالک کو اختیار دینا کہ اپنے لیے جو حصہ چاہے
پسند کر لے۔ اس کی پسند پر اعتراض نہ کرنا۔ اب
جو ایک حصہ رہا ہے اُسے بھی دو حصوں میں بانٹ
دینا اور مالک سے کہنا کہ جو حصہ چاہے اپنے
لئے پسند کر لے اور تم اس کی پسند پر معترض نہ
ہونا۔ اسی طرح تقسیم در تقسیم کرتے چلے جانا،
یہاں تک کہ اُس مال میں خدا کا جو حق ہے نکل
آئے۔ تم اس حق کو لے لینا۔

لیکن اگر اس کارروائی کے بعد بھی مالک چاہے
کہ پورے مال کی پھر سے تقسیم ہو تو تم بے چون و
چرا منظور کر لینا۔ سب جانوروں کو دوبارہ ملا
دینا۔ اور پہلے کی طرح مالک کی مرضی کے مطابق
تقسیم در تقسیم کرتے چلے جانا، یہاں تک کہ خدا
کا حق بے باق ہو جائے، لیکن کوئی بوڑھا مریل

مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ رَافِقاً بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ
حَتَّى يُوَصِّلَهُ إِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهُ
بَيْنَهُمْ وَلَا تُوَكِّلْ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً
شَفِيقاً وَأَمِيناً حَفِيظاً غَيْرَ مُعَنِّفٍ
وَلَا مُجْحِفٍ وَلَا مُلْغِبٍ وَلَا مُتْعِبٍ
ثُمَّ احْدُرْ إِلَيْنَا مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ
نُصَيِّرْهُ حَيْثُ أَمَرَ اللهُ فَإِذَا أَخَذَهَا
أَمِينُكَ فَأَوْعِزْ إِلَيْهِ أَنْ لَا يَحُولَ
بَيْنَ نَاقَةٍ وَبَيْنَ فَصِيلِهَا وَلَا يَمْصُرَ
لَبَنَهَا فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا وَلَا يَجْهَدَ
نَّهَا رُكُوباً، وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ صَوَاحِبَا
تِهَا فِي ذٰلِكَ وَبَيْنَهَا وَلْيُرَفِّهْ عَلَى
اللَّاغِبِ. وَلْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَالظَّا
لِعِ وَلْيُورِدْهَا مَا تَمُرُّ بِهِ مِنَ الْغُدُرِ
وَلَا يَعْدِلْ بِهَا بَنْتِ الْأَرْضِ
إِلَى جَوَادِّ الطُّرُقِ، وَلْيُرَوِّحْهَا
فِي السَّاعَاتِ وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ
النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ حَتَّى تَأْ
تِيَنَا بِإِذْنِ اللهِ بُدَّناً مُنْقِيَاتٍ
غَيْرَ مُتْعَبَاتٍ وَلَا مَجْهُودَاتٍ
لِنَقْسِمَهَا عَلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ
نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
فَإِنَّ ذٰلِكَ أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ

لنگڑا لولا، بیمار، عیبی جانور نہ لینا ۔

زکوٰۃ کے اس مال کو ایسے آدمی کے سپرد کر دینا جس کے دین پر تمہیں بھروسہ ہو جو مسلمانوں کے مال کا ہمدرد ہو، یہاں تک کہ یہ مال ان کے ولی کے پاس پہنچ جائے، اور ولی ان میں تقسیم کر دے۔ ایسے ہی آدمی کے سپرد کرنا جو خیر خواہ ہو ترس کھانے والا ہو، امین ہو، حفاظت کرنے والا ہو۔ جانوروں کے حق میں بے رحم نہ ہو انہیں دوڑانے، تھکانے، ستانے، دبلا کر ڈالنے والا نہ ہو پھر تم سب کچھ لے کر سستی کئے بغیر ہمارے پاس چلے آنا۔ ہم اس مال کو حکم الٰہی کے مطابق ٹھکانے لگا دیں گے ۔

اور دیکھو جس آدمی کے سپرد جانور کرنا اُسے تاکید کر دینا کہ بچے کو اونٹنی سے الگ نہ کرے اُسے بہت نہ دوہے کہ بچوں کو بھوک سے نقصان پہنچے۔ سواری کر کے اُسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ سوار ہو، مگر دوسری اونٹنیوں میں اور اس میں انصاف سے کام لے۔ باری باری بیٹھے، تھکے ہوئے اونٹوں کو آرام دے۔ جس اونٹ کا کھر پھٹ جائے، یا وہ لنگڑانے لگے تو اس پر ترس کھائے۔ رستے میں جہاں جہاں پانی ملتا جائے جانوروں کو خوب پلائے۔ ہری بھری زمین سے انہیں ہٹا کے شاہراہوں پر نہ چلے۔ اچھی طرح ستانے ،

وَاَقْرَبُ لِرُشْدِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ؛	پانی پینے، اور چرنے کا انہیں موقع دے تاکہ جب ہمارے پاس پہنچیں تو خوب موٹے تازے ہوں، تھکے ماندے، دُبلے پتلے نہ ہوں، ہم انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تقسیم کر دیں گے۔ تم ان سب باتوں پر عمل کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہوگا اور تم ہدایت سے قریب تر ہو جاؤ گے۔ انشاءاللہ

یہ ہے نظم مملکت کا وہ دستور العمل جس سے پھر کبھی دُنیا آشنا نہ ہو سکی اور اب کہ دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت بن چکی ہے۔ کاش یہ دستور العمل پھر اپنایا جا سکے ؛

(رئیس احمد جعفری)

زکوٰۃ کے ایک تحصیلدار کے نام

ومن عهد له عليه السلام
الى بعض عماله وقد بعثه على الصدقة

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ فِي سَرَائِرِ أَمْرِهِ وَ خَفِيَّاتِ عَمَلِهِ حَيْثُ لَا شَاهِدَ غَيْرُهُ وَلَا وَكِيلَ دُونَهُ

امیرالمومنین ؑ نے حکم دیا ہے کہ اپنے ہر عمل میں اور اپنے دل کی گہرائیوں میں بھی خدا سے ڈرتے رہنا۔ جہاں خدا کے سوا نہ کوئی گواہ ہے نہ دلیل ہے۔

وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَعْمَلَ بِشَيْءٍ مِنْ طَاعَةِ اللهِ فِيمَا ظَهَرَ فَيُخَالِفَ إِلَى غَيْرِهِ فِيمَا أَسَرَّ وَمَنْ لَمْ يَخْتَلِفْ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ وَ فِعْلُهُ وَمَقَالَتُهُ فَقَدْ أَدَّى الْأَمَانَةَ، وَ أَخْلَصَ الْعِبَادَةَ وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَجْبَهَهُمْ وَلَا يَعْضَهَهُمْ وَلَا يَرْغَبَ عَنْهُمْ تَفَضُّلًا بِالْإِمَارَةِ عَلَيْهِمْ فَإِنَّهُمُ الْإِخْوَانُ فِي الدِّينِ وَالْأَعْوَانُ عَلَى اسْتِخْرَاجِ الْحُقُوقِ

اور حکم دیا ہے کہ خدا کا کوئی حکم ظاہر میں اس طرح نہ بجا لاتا کہ باطن میں خدا کی نافرمانی ہو جس شخص کے ظاہر و باطن قول و فعل میں اختلاف نہ ہو اُس نے بے شک اپنی امانت پوری کر دی ہے اور خدا کی سچی عبادت بجا لایا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ یہ شخص اپنے ماتحتوں پر افسری نہ جتائے۔ انہیں حیران نہ کرے اور اپنے عہدے کی وجہ سے انہیں حقیر نہ سمجھے۔ کیونکہ سب مسلمان دین میں بھائی بھائی ہیں اور حقوق کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے کے مددگار!

وَإِنَّ لَكَ فِي هٰذِهِ الصَّدَقَةِ نَصِيبًا مَفْرُوضًا، وَحَقًّا مَعْلُومًا وَشُرَكَاءَ أَهْلَ مَسْكَنَةٍ وَضُعَفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ وَإِنَّا مُوَفُّوكَ حَقَّكَ فَوَفِّهِمْ حُقُوقَهُمْ وَ

اس صدقے میں تمہارا حصہ مقرر اور حق معلوم ہے مگر اس میں اور لوگ بھی تمہارے شریک ہیں یہ کون ہیں؟ غریب، کمزور، فاقہ زدہ لوگ ہم تمہیں تمہارا پورا پورا حق دیں گے۔ لہٰذا تم

إِلَّا فَإِنَّكَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُومًا يَوْ
مَ الْقِيَامَةِ وَبُؤْسًا لِمَنْ خَصْمُهُ عِنْدَ اللّٰهِ
الْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِينُ. وَالسَّائِلُونَ
وَالْمَدْفُوعُونَ وَالْغَارِمُ وَابْنُ السَّبِيلِ
وَمَنِ اسْتَهَانَ بِالْأَمَانَةِ وَرَتَعَ فِي
الْخِيَانَةِ وَلَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهُ وَدِينَهُ عَنْهَا
فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ فِي الدُّنْيَا الذُّلَّ وَ
الْخِزْيَ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَذَلُّ وَأَخْزَى
وَإِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ
وَأَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْأَئِمَّةِ. وَالسَّلَامُ

بھی اپنے شریکوں کو ان کا پورا پورا حق دینا، ورنہ
یاد رکھو قیامت کے دن تم سے زیادہ کسی آدمی کے
دشمن نہ ہوں گے اور بدبختی ہے اس کے لئے
جس سے اللہ کے حضور جھگڑا کریں گے۔ فقیر
مسکین، سائل، محروم، مقروض، مسافر۔
✓ یاد رکھو جو کوئی امانت میں غفلت سے کام
لیتا ہے۔ خیانت کے میدان میں چرتا پھرتا ہے
اور اپنے نفس و دین کو اس گندگی سے پاک نہیں
رکھتا تو وہ اس دنیا میں بھی اپنے اوپر بلائیں
نازل کراتا ہے اور آخرت میں بھی وہ سب سے
زیادہ گم کردہ راہ اور روسیاہ ہوگا
سب سے بڑی خیانت، امت کی خیانت
ہے اور سب سے بڑی دغابازی امام سے دغابازی
ہے۔

فالسلام

حضرت حسن علیہ السّلام کیلئے

وصیّت نامہ

صفین کی ہولناک جنگ سے واپسی پر امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب کے لئے یہ وصیت نامہ لکھا جس کی نظیر پیش کرنے سے دُنیا کا اخلاقی ادب قاصر ہے :

للحسن بن علی علیهما السلام، کتبها الیه بحاضرین منصرفاً من صفین مِنَ الْوَالِدِ الفَانِ المُقِرِّ لِلزَّمَانِ المُدْبِرِ الْعُمُرِ الْمُسْتَسْلِمِ لِلدَّهْرِ، الذَّامِّ للدنیا، الساکن مَسَاکِنَ الْمَوْتَى. وَالظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً، اِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَالَا يُدْرِكُ السَّالِكِ سبیل من قَدْ هَلَكَ، غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَ رَهِينَةِ الْأَيَّامِ، وَرَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ وَعَبْدِ الدُّنْيَا، وَتَاجِرِ الْغُرُورِ، وَغَرِيمِ الْمَنَايَا وَأَسِيرِ الْمَوْتِ، وَحَلِيفِ الْهُمُومِ، وَقَرِينِ الْأَحْزَانِ. وَنُصُبِ الآفَاتِ وَصَرِيعِ الشَّهَوَاتِ وَخَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ

أَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ

دل شکستہ، بے بس، بیزارِ دُنیا، مسافرِ عدم آباد، کہن سال پدر کی وصیّت —— کم سِن آرزومند راہرو راہِ مرگ، ہدفِ امراض، اسیرِ دُنیا، تاجرِ غرور، مقروضِ اجل، قیدیِ موت، حلیفِ تردد، قرینِ حزن، نشانۂ آفات، مغلوبِ نفس، جانشینِ اموات نوخیز فرزند کے نام ؛

فرزند! زمانے کی گردش، دُنیا کی بے وفائی آخرت کی نزدیکی نے مجھے ہرطرف سے غافل کر کے صرف آنے والی زندگی کے اندیشوں میں مبتلا کر دیا ہے ، اب مجھے صرف اپنی فکر ہے۔ تمام نشیب فراز پیش نظر ہے بے نقاب حقیقت آنکھوں کے سامنے ہے۔ سچا معاملہ روبرو ہے اسی لئے میں نے یہ وصیّت تیرے لئے لکھی ہے

إدبار الدنيا عني وجموح الدهر علي
وإقبال الآخرة إلي، ما يزعني عن ذكر
من سواي، والاهتمام بما ورائي غير
أني حيث تفرد بي - دون هموم الناس
هم نفسي فصدفني رأيي، وصرفني
عن هواي. وصرح لي محض أمري
فأفضى بي إلى جد لا يكون فيه
لعب وصدق لا يشوبه كذب
ووجدتك بعضي، بل وجدتك
كلي حتى كأن شيئا
لو أصابك أصابني وكأن
الموت لو أتاك أتاني فعناني
من أمرك ما يعنيني من أمر
نفسي فكتبت إليك كتابي
مستظهرا به إن أنا بقيت
لك أو فنيت

فإني أوصيك بتقوى الله
ولزوم أمره. وعمارة
قلبك بذكره والاعتصام
بحبله، وأي سبب أوثق
من سبب بينك وبين الله إن
أنت أخذت به

أحي قلبك بالموعظة،

خواہ تیرے لئے زندہ رہوں یا فنا ہو جاؤں
کیونکہ مجھ میں تجھ میں کوئی فرق نہیں - تو میری
جان ہے - میری روح ہے - تجھ پر آفت
آئے گی تو مجھ پر پہلے آئے گی - تیری موت میری
موت ہوگی ۔

فرزند! (میں تجھے وصیت کرتا ہوں) خدا
سے خوف کر اس کے حکم پر کاربند ہو اس کے
ذکر سے قلب کو آباد کر، اس کی رسی کو مضبوطی
سے تھام، کیونکہ اس رشتے سے زیادہ مستحکم
کوئی رشتہ نہیں - جو تجھ میں اور تیرے خدا میں
موجود ہے بشرطیکہ تو خیال کرے ۔

فرزند! دل کو موعظت سے زندہ کر،
زہد سے مار - یقین سے قوت دے - حکمت
سے روشن کر - موت کی یاد سے اس پر قابو
پا - فانی ہونے کا اس سے اقرار لے - مصائب
یاد دلا کے اسے ہشیار بنا - زمانے کی نیرنگیوں
سے اسے ڈرا - بچھڑ جانے والوں کی حکایتیں
اسے سنا - گزرے ہوؤں کی تباہی سے اسے
عبرت دلا - اُن کی اُجڑی ہوئی بستیوں میں
گشت کر - ان کی عمارتوں کے کھنڈر دیکھ
اور دل سے سوال کر اُن لوگوں نے کیا کیا -
کہاں چلے گئے - کدھر رخصت ہو گئے - کہاں
جا کے آباد ہو گئے ۔

وَأَمِتْهُ بِالزَّهادَةِ، وَقَوِّهِ بِالْيَقِينِ وَنَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ، وَقَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَبَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وَحَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَفُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ وَاعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ وَذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ. وَسِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَآثَارِهِمْ فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا، وَعَمَّا انْتَقَلُوا، وَأَيْنَ حَلُّوا وَنَزَلُوا، فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ وَحَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ وَكَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ وَلَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ، وَدَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لَا تَعْرِفُ وَالْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ وَأَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ فَإِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ. وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ وَأَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَلِسَانِكَ، وَبَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ وَجَاهِدْ فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَلَا تَأْخُذْ

ایسا کرنے سے تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ اپنے دوست و احباب سے جُدا ہو گئے ویرانوں میں جا بسے۔ اور تو بھی بس دیکھتے دیکھتے اُنہی جیسا ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنی جگہ درست کر لے۔ آخرت کو دُنیا کے بدلے نہ بیچ، بے علمی کی حالت میں بولنا چھوڑ دے، بے ضرورت گفتگو سے پرہیز کر جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس سے باز رہ، کیونکہ قدم کا روک لینا، ہولناکیوں میں پھنسنے سے بہتر ہے۔

تو نیکی کی تبلیغ کرے گا تو نیکوں میں سے ہو جائے گا۔ بُرائی کو اپنے ہاتھ سے اپنی زبان سے بُرا ثابت کر۔ بدوں سے الگ رہ خدا کی راہ میں جہاد کر جیسا حق ہے جہاد کرنے کا، خدا کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈر۔ حق کے لئے مصائب کے طوفان میں پھاند پڑ۔ دین میں تفقہ حاصل کر۔ مکروہات کی برداشت کا عادی بن، کیونکہ برداشت کی قوت بہترین قوت ہے۔

سب کاموں میں اپنے لئے خدا کی پناہ تلاش کر، اس طرح تو مضبوط جائے پناہ اور غیر مسخر قلعے میں پہنچ جائے گا۔

اپنے خدا سے دُعا کرنے میں کسی کو شریک نہ کر، کیونکہ بخشش و عطا و حرمان سب

فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَخُضِ الْغَمَرَاتِ
لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ
وَعَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ
وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ، وَ
أَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا إِلَى
إِلٰهِكَ فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ
حَرِيزٍ وَمَانِعٍ عَزِيزٍ وَأَخْلِصْ فِي
الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ
الْعَطَاءَ وَالْحِرْمَانَ. وَأَكْثِرِ الِا
سْتِخَارَةَ وَتَفَهَّمْ وَصِيَّتِي، وَلَا تَذْ
هَبَنَّ عَنْهَا صَفْحًا فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ
مَا نَفَعَ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ
لَا يَنْفَعُ، وَلَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ
تَعَلُّمُهُ، أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي
قَدْ بَلَغْتُ سِنًّا، وَرَأَيْتُنِي أَزْ
دَادُ وَهْنًا، بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي إِلَيْكَ
وَأَوْرَدْتُ خِصَالًا مِنْهَا قَبْلَ
أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ
إِلَيْكَ بِمَا فِي نَفْسِي وَأَنْ
أَنْقُصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ
فِي جِسْمِي أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ
غَلَبَاتِ الْهَوَى، أَوْ فِتَنِ الدُّنْيَا
فَتَكُونَ كَالصَّعْبِ النَّفُورِ

خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ استخارہ زیادہ کیا
کر۔ میری یہ نصیحت خوب سمجھ۔ اس سے روگردانی
نہ کرنا۔ وہی بات ٹھیک ہوتی ہے، جو مفید
ہوتی ہے۔ بے فائدہ علم بیکار ہے۔ اور اسکی
طلب ناروا!

فرزندا! جب میں نے دیکھا کہ آخر عمر کو
پہنچ گیا ہوں اور ضعف بڑھتا جاتا ہے تو یہ وصیت
لکھنے میں مجھے جلدی کرنا پڑی۔ میں ڈرا کہیں
وصیت سے پہلے ہی مجھے موت آجائے یا جسم
کی طرح عقل بھی کمزور پڑ جائے، یا مجھ پر نفس
کا غلبہ ہو جائے یا دنیاوی فکریں مجھے گھیر لیں
اور تو سرکش گھوڑے کی طرح قابو سے باہر ہو جائے
نو عمروں کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے
جو ہر بیج قبول کر لیتی ہے۔

اسی خیال سے میں نے وصیت لکھنے میں
جلدی کی، تا کہ دل کے سخت ہونے اور ذہن
کے دوسری طرف لگ جانے سے پہلے ہی
تو اس معاملے کو سمجھ لے جس کے تجربے و تحقیق
سے اگلوں نے تجھے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس کی
راہ کی تگ و دو اور تجربے کی تلخیوں سے تجھے
بچا لیا ہے۔ وہ چیز تیرے پاس بلا کلفت آ
رہی ہے جس کی جستجو میں ہمیں خود نکلنا پڑا
تھا۔ اب وہ سب تیرے سامنے آ رہا ہے، جو

وَإِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَ
رْضِ الْخَالِيَةِ، مَا أُلْقِيَ فِيهَا شَيْءٌ
قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ
قَبْلَ أَنْ يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَيَشْتَغِلَ
لُبُّكَ، لِتَسْتَقْبِلَ بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ
الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ أَهْلُ التَّجَارِبِ
بُغْيَتَهُ وَتَجْرِبَتَهُ فَتَكُونَ قَدْ
كُفِيتَ مَؤُونَةَ الطَّلَبِ وَعُو
فِيتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ فَأَتَاكَ
مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ، وَ
اسْتَبَانَ لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ
عَلَيْنَا مِنْهُ

أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي — وَإِنْ لَمْ أَكُنْ
عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِي
فَقَدْ نَظَرْتُ فِي أَعْمَالِهِمْ وَ
فَكَّرْتُ فِي أَخْبَارِهِمْ وَسِرْتُ
فِي آثَارِهِمْ، حَتَّى عُدْتُ كَأَحَدِ
هِمْ بَلْ كَأَنِّي بِمَا انْتَهَى إِلَيَّ
مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ مَعَ
أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ فَعَرَفْتُ
صَفْوَ ذَلِكَ مِنْ كَدَرِهِ وَنَفْعَهُ
مِنْ ضَرَرِهِ، فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ
مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِيلَهُ وَتَوَخَّيْتُ

جو شاید ہماری نگاہوں سے بھی اوجھل رہ گیا
ہو۔

فرزندا! میری عمر تو اتنی دراز نہیں جتنی
اگلوں کی ہوا کرتی تھی، تاہم میں نے ان کی
زندگی پر غور اور ان کے حادثات میں تفکر کیا ہے
ان کے پیچھے بحث و جستجو میں نکلا ہوں حتیٰ کہ
اب میں انہی میں کا ایک فرد ہو چکا ہوں۔
بلکہ ان کے حالات سے حد درجہ واقف
ہونے کی وجہ سے گویا اُن کا اور ان کے
بزرگوں کا ہم سن بن گیا ہوں۔

اسی طرح جہاں کا شیریں و تلخ، سفید و
سیاہ، سود و زیاں سب مجھ پر کھل گیا ہے۔ ہم
سب میں سے میں نے تیرے لئے ہر اچھی بات
چن لی ہے ہر خوشنما چیز منتخب کر لی ہے۔
ہر بری اور غیر ضروری بات تجھ سے دور رکھی
ہے اور چونکہ مجھے تیرا ویسا ہی خیال ہے
جیسا شفیق باپ کو بیٹے کا ہوتا ہے۔ اس
لئے میں نے چاہا کہ یہ وصیت ایسی حالت
میں ہو کہ تو ابھی کم عمر ہے۔ دنیا میں نو وارد
ہے تیرا دل سلیم ہے نفس پاک ہے۔
پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے صرف
کتاب اللہ اور اس کی تفسیر کی تشریحات اور
اس کے احکام حلال و حرام کی تعلیم دوں گا

لَكَ جَمِيلَهُ وَصَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَ
لَهُ وَرَأَيْتُ حَيْثُ عَنَانِي
مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيقَ
وَأَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَبِكَ - أَنْ
يَكُونَ ذَلِكَ وَأَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ، وَ
مُقْتَبَلُ الدَّهْرِ، ذُو نِيَّةٍ سَلِيمَةٍ وَنَفْسٍ
صَافِيَةٍ، وَأَنْ أَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ
اللّٰهِ وَتَأْوِيلِهِ، وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَ
أَحْكَامِهِ، وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ (ق) لَا
أُجَاوِزُ لَكَ إِلَى غَيْرِهِ، ثُمَّ أَشْفَقْتُ
أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ
فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَآرَائِهِمْ مِثْلَ
الَّذِي الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ فَكَانَ إِحْكَامُ
ذَلِكَ عَلَى مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ
لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِكَ إِلَى أَمْرٍ
لَا آمَنُ عَلَيْكَ بِهِ الْهَلَكَةَ، وَرَجَوْتُ
أَنْ يُوَفِّقَكَ اللّٰهُ لِرُشْدِكَ وَأَنْ يَهْدِيَكَ
لِقَصْدِكَ فَعَهِدْتُ إِلَيْكَ وَصِيَّتِي هَذِهِ
وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ
بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي، تَقْوَى اللّٰهِ وَالْاقْتِصَارُ
عَلَى مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالْأَخْذُ بِمَا مَضَى
عَلَيْهِ الْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَالصَّالِحُونَ مِنْ
أَهْلِ بَيْتِكَ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا

پھر خوف ہوا مبادا تجھے بھی اسی طرح شکوک و
شبہات گھیر لیں جس طرح لوگوں کو نفس پروری
کی وجہ سے گھیر چکے ہیں، لہٰذا میں نے یہ وصیت
ضروری سمجھی - یہ تجھ پر شاق ہو سکتی ہے مگر
میں نے اسے پسند کر لیا اور گوارا نہ کیا - کہ
ایسی راہ میں تجھے تنہا چھوڑ دوں جس میں ہلاکت
کا اندیشہ ہے - امید ہے کہ خدا میری وصیت کے
ذریعے تجھے ہدایت دے گا - اور سیدھی راہ کی
طرف تیری راہنمائی کرے گا ۔
فرزند! تیری جس بات سے میں خوش ہوں گا
یہ ہے کہ تو خدا سے خوف کرے - اس کے فرائض
کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرے اپنے اسلاف
اور خاندان کے بزرگوں کی راہ پر گامزن ہو کیونکہ
جس طرح آج تو اپنے آپ کو دیکھتا ہے اسی
طرح کل وہ بھی اپنے آپ کو دیکھتے تھے - اور
جس طرح تو غور کرتا ہے وہ بھی غور کرتے تھے
آخر تجربوں نے انہیں مجبور کر دیا کہ سیدھی راہ
پر آ جائیں - اور فضول باتوں سے پرہیز کریں ۔
لیکن اگر تیری طبیعت یہ قبول نہ کرے
اور انہی کی طرح بذاتِ خود تجربے حاصل کرنے
پر مصر ہو تو بسم اللہ تجربہ شروع کر، مگر عقل
والوں کے ساتھ، شبہوں اور جھگڑوں میں پھنسے
بے الجھے کر نہیں اور اس سے پہلے کہ یہ کام تو شروع

لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ وَفَكَّرُوا
كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ ثُمَّ رَدَّهُمْ آخِرُ
ذٰلِكَ إِلَى الْأَخْذِ بِمَا عَرَفُوا وَالْإِمْسَاكِ
عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ
تَقْبَلَ ذٰلِكَ دُونَ أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا
فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذٰلِكَ بِتَفَهُّمٍ وَتَعَلُّمٍ
لَا بِتَوَرُّطِ الشُّبُهَاتِ وَعُلُوِّ الْخُصُومَاتِ
وَابْدَأْ قَبْلَ نَظَرِكَ فِي ذٰلِكَ بِالِاسْتِعَانَةِ
بِإِلٰهِكَ، وَالرَّغْبَةِ إِلَيْهِ فِي تَوْفِيقِكَ وَتَرْكِ
كُلِّ شَائِبَةٍ أَوْلَجَتْكَ فِي شُبْهَةٍ أَوْ
أَسْلَمَتْكَ إِلَى ضَلَالَةٍ فَإِذَا أَيْقَنْتَ
أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ فَخَشَعَ، وَتَمَّ رَأْيُكَ
فَاجْتَمَعَ، وَكَانَ هَمُّكَ فِي ذٰلِكَ هَمًّا
وَاحِدًا، فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ لَكَ وَإِنْ
أَنْتَ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ
وَفَرَاغِ نَظَرِكَ وَفِكْرِكَ فَاعْلَمْ أَنَّكَ
إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَتَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ۔
وَلَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ
وَالْإِمْسَاكُ عَنْ ذٰلِكَ أَمْثَلُ

فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي، وَاعْلَمْ
أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ، وَ
أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ، وَأَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ
الْمُعِيدُ وَأَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي وَأَنَّ

کرے، اپنے خدا سے مدد کا خواستگار ہو، اس
کی توفیق کا طالب ہو اور ہر قسم کے شبہات سے
پرہیز کر کیونکہ شبہات تجھے حیرت و گمراہی میں
ڈال دیں گے اور جب تجھے یقین ہو جائے کہ قلب
صاف ہو کر قبضے میں آ گیا ہے عقل پختہ ہو کر
جم گئی ہے اور ذہن میں یکسوئی پیدا ہو چکی
ہے۔ تو اس وقت اس وادی میں قدم رکھ،
ورنہ تیرے لئے یہ راہ تاریک ہوگی، اور تو
اس میں بھٹکتا پھرے گا، حالانکہ طالب دین کو
نہ بھٹکنا چاہیئے، نہ حیرت میں پڑنا چاہیئے،
ایسی حالت میں طالب دین کے لئے اس راہ سے
دور رہنا ہی بہتر ہے۔

اے میرے فرزند! میری وصیت خوب سمجھ اور جان
لے کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے ہاتھ
میں زندگی بھی ہے، جو پیدا کرنے والا ہے،
وہی مارنے والا بھی ہے، جو فنا کرتا ہے، وہی
حیات نو بھی بخشتا ہے، اور جو مصیبت میں
ڈال کے امتحان لیتا ہے وہی نجات بھی دیتا
ہے۔

یقین کر دنیا کا قیام، اللہ کے اس ٹھہرائے
ہوئے قانون پر ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی
ہیں اور ابتلا و آزمائش بھی پیش آتی ہے اور
پھر آخرت میں آخری جزا دی جاتی ہے۔ جس

الدُّنيَا لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا
اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ النَّعْمَاءِ وَالِابْتِلَاءِ وَالْجَزَاءِ
فِي الْمَعَادِ أَوْ مَا شَاءَ مِمَّا لَا نَعْلَمُ فَإِنْ أَشْكَلَ
عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَا
لَتِكَ بِهِ فَإِنَّكَ أَوَّلَ مَا خُلِقْتَ جَاهِلًا
ثُمَّ عُلِّمْتَ وَمَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ
وَيَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ وَيَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ
ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَاعْتَصِمْ بِا
لَّذِي خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ وَسَوَّاكَ وَلْيَكُنْ
لَهُ تَعَبُّدُكَ، وَإِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ
وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ، أَنَّ أَحَدًا لَمْ يُنْبِئْ عَنِ
اللّٰهِ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَارْضَ
بِهِ رَائِدًا وَإِلَى النَّجَاةِ قَائِدًا
فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً وَإِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ
فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ وَإِنِ اجْتَهَدْتَ
مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ
شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ، وَلَرَأَيْتَ آثَارَ
مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ وَلَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ
وَصِفَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ كَمَا
وَصَفَ نَفْسَهُ لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ وَلَا
يَزُولُ أَبَدًا، وَلَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ

کا ہمیں علم نہیں۔ اگر کوئی بات تیری سمجھ میں نہ
آئے تو انکار نہ کر دے بلکہ اسے اپنی کم فہمی پر
محمول کر کے عذر کر، کیونکہ اول اول تو جاہل
ہی پیدا ہوا تھا۔ پھر بتدریج علم حاصل ہوا اور
ابھی نہیں معلوم کتنی باتیں ہیں جن سے تو لاعلم ہے
جن میں تیری عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اور
بصیرت کام نہیں دیتی، لیکن بعد میں تجھے ان کا
علم ہو جاتا ہے۔ پس تیری وابستگی اسی ذات
سے ہو جس نے تجھے پیدا کیا ہے، رزق دیا ہے
اور تیری خلقت پوری کی ہے، اسی کے لئے
تیری عبادت ہو۔ اسی کی طرف تیرا سر جھکے اسی
سے تیری خشیت ہو۔

فرزندا خدا کی بابت کسی نے ایسی تعلیم نہیں
دی، جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے،
پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا رہنما بنا اور
اور نجات کے لئے انہی کو قطب نما تصور کر۔
میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کوتاہی نہیں
کی ہے، اور یقین کر اپنی بھلائی کے لئے تو کتنا
ہی غور کرے، میرے برابر غور نہ کر سکے گا۔

فرزندا! اگر تیرے پروردگار کا کوئی شریک
ہوتا اس کے بھی رسول آتے۔ اس کی سلطنت
و حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے۔ اس کے
افعال و اعمال بھی ظاہر ہوتے، مگر نہیں، وہ

أَوَّلِيَّةٍ وَ آخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَايَةٍ عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ، فَإِذَا عَرَفْتَ ذٰلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ وَقِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَكَثْرَةِ عَجْزِهِ وَعَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَالْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوبَتِهِ وَالشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْكَ إِلَّا بِحَسَنٍ وَلَمْ يَنْهَكَ إِلَّا عَنْ قَبِيحٍ

اللہ تو ایک ہی ہے جیسا کہ خود اس نے اپنے بارے میں فرما دیا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، سب سے اوّل ہے مگر خود اس کی ابتدا نہیں سب سے آخر ہے، مگر خود اس کی انتہا نہیں اس کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ قلب کے تصور اور بصر کے ادراک پر اس کی ربوبیت موقوف ہو۔

پس تیرا عمل ویسا ہو جیسا اس شخص کا ہوتا ہے جس کی حیثیت چھوٹی ہے، مقدرت کم ہے اور اپنے پروردگار کی طرف اس کی اطاعت کی جستجو میں، اس کی عقوبت کی دہشت میں اور اس کے غضب کے خوف میں جس کی محتاجی بہت بڑی ہے۔ یاد رکھ تیرے پروردگار نے تجھے اچھی باتوں ہی کا حکم دیا ہے اور صرف بُرائیوں سے منع کیا ہے۔

يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَحَالِهَا وَزَوَالِهَا وَانْتِقَالِهَا وَأَنْبَأْتُكَ عَنِ الْآخِرَةِ وَمَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا، وَ ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا وَتَحْذُوَ عَلَيْهَا، إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ فَأَمُّوا مَنْزِلًا خَصِيبًا، وَجَنَابًا مَرِيعًا فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ وَفِرَاقَ الصَّدِيقِ وَخُشُونَةَ السَّفَرِ، وَجُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ وَمَنْزِلَ قَرَارِهِمْ فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ أَلَمًا وَلَا يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَمًا وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ قَرَّبَهُمْ .

فرزند! میں نے تجھے دنیا کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ اس کی حالت بتا دی ہے۔ اس کے ناپائدار اور ہرجائی ہونے کی خبر سنا دی ہے۔ آخرت کی حالت بھی تیرے پیش نظر کر دی ہے اور اس کی لذت و نعیم کی بھی خبر دے دی ہے۔ میں نے مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے تاکہ تو عبرت حاصل کرے اور ان پر عمل پیرا ہو۔

مِنْ مَنْزِلِهِمْ وَأَدْنَاهَا مِنْ مَحَلِّهِمْ وَمَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَلَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ وَيَصِيرُونَ إِلَيْهِ!

جن لوگوں نے دُنیا کو پرکھ لیا ہے، اس کی جدائی سے گھبراتے نہیں۔ ان کی مثال ایسے مسافر کی ہے جو ناموافق اور قحط زدہ علاقہ چھوڑ کر سرسبز و زرخیز علاقے کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ یہ مسافر راہ کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ احباب کی جدائی گوارا کرتے ہیں، سفر کی مشقتیں اُٹھاتے ہیں، خوراک کی خرابی سہتے ہیں تاکہ کشادہ اور آرام دہ مقام تک پہنچ جائیں۔ کسی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے، کبھی خرچ سے جی نہیں چراتے۔ اُن کے لئے ہر وہ قدم جو منزلِ مقصود کی طرف بڑھتا ہے سب سے زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ دُنیا سے چمٹے ہوئے ہیں اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے ان کی مثال اُس مسافر جیسی ہے جو سرسبز و شاداب زمین چھوڑ کر قحط زدہ زمین کی طرف چلا ہے اس کے لئے یہ سفر بدترین اور خوفناک سفر ہوگا۔ اصلی مقام کی جدائی اور نئے مقام میں آمد کو بھیانک مصیبت سمجھے گا۔

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا وَلَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ، وَأَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ، وَاسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُ مِنْ غَيْرِكَ وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ، وَلَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَإِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ

وَاعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ وَآفَةُ الْأَلْبَابِ فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَلَا تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ. وَإِذَا كُنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ

فرزندا! اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے اپنے لئے پسند ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کر اور جو بات خود اپنے لئے ناپسند کرتا ہے ان کے حق میں بھی ناپسند کر۔ کسی پر ظلم نہ کر کیونکہ دوسرے

وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ. وَمَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَاَنَّهُ لَا غِنَىٰ لَكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الاِرْتِيَادِ وَقَدِّرْ بَلَاغَكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَىٰ ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ فَيَكُونَ ثِقْلُ ذٰلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ وَاِذَا وَجَدْتَ مِنْ اَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ اِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ اِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَحَمِّلْهُ اِيَّاهُ وَاَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَاَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ وَاغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ عَقَبَةً كَؤُوداً الْمُخِفُّ فِيهَا اَحْسَنُ حَالاً مِنَ الْمُثْقِلِ وَالْمُبْطِئُ عَلَيْهَا اَقْبَحُ حَالاً مِنَ الْمُسْرِعِ وَاَنَّ مَهْبَطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ عَلَىٰ جَنَّةٍ اَوْ عَلَىٰ نَارٍ فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُولِكَ وَوَطِّئِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِكَ فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ وَلَا اِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ

کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا۔ سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ جس طرح تیری خواہش ہے کہ وہ تجھ سے پیش آئیں۔ لوگوں کی جو باتیں ناپسند ہوں وہ اپنی بھی ناپسند کر۔ اگر لوگ تجھ سے وہی برتاؤ کریں جو تو اُن سے کرتا ہے تو اُسے ٹھیک سمجھ۔ بغیر علم کے کچھ نہ کہہ۔ اگرچہ تیرا علم کتنا ہی کم ہو اور ایسی بات کسی کے حق میں ہرگز نہ کہہ جو خود تو ان سے اپنے لئے سننا نہیں چاہتا۔

خود پسندی حماقت ہے اور نفس کے لئے ہلاکت، لہٰذا سلامت روی سے اپنی راہ طے کر[1] دوسروں کے لئے خزانچی نہ بن اور جب تجھے خدا سے روشنی ملجائے تو تیرا تمام تر خوف صرف اپنے پروردگار سے ہو۔

فرزند! تیرے سامنے ایک دُور دراز، دُشوار گذار سفر درپیش ہے۔ اس سفر میں حسن طلب کی بڑی ضرورت ہے۔ اس سفر میں تیرا زادِ راہ ضرورت سے زیادہ نہ ہونے پائے کیونکہ اگر تو طاقت سے زیادہ بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھا کے چلے گا تو تیرے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔ لہٰذا

---

[1] بخیل اس کے سوا اور کیا ہے کہ دُوسروں کا خزانچی ہے۔ خود خرچ نہیں کرتا دُوسروں کے لئے چھوڑ جاتا ہے اور وہ اسے بے دردی سے اُڑا ڈالتے ہیں۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ وَ
تَكَفَّلَ لَكَ بِالْإِجَابَةِ وَأَمَرَكَ أَنْ تَسْأَ
لَهُ لِيُعْطِيَكَ، وَتَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ وَلَمْ
يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُهُ عَنْكَ وَلَمْ
يُلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْهِ وَلَمْ يَمْنَعْكَ
إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ. وَلَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ
(وَلَمْ يُعَيِّرْكَ بِالْإِنَابَةِ) وَلَمْ يَفْضَحْكَ
حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى، وَلَمْ يُشَدِّدْ
عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْإِنَابَةِ وَلَمْ يُنَاقِشْكَ بِا
لْجَرِيمَةِ وَلَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ
بَلْ جَعَلَ نُزُوعَكَ عَنِ الذَّنْبِ حَسَنَةً
وَحَسَبَ سَيِّئَتَكَ وَاحِدَةً وَحَسَبَ
حَسَنَتَكَ عَشْرًا، وَفَتَحَ لَكَ بَابَ
الْمَتَابِ (وَبَابَ الْاِسْتِعْتَابِ)
فَإِذَا نَادَيْتَهُ سَمِعَ نِدَاءَكَ، وَإِذَا
نَاجَيْتَهُ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَأَفْضَيْتَ
إِلَيْهِ بِحَاجَتِكَ وَأَبْثَثْتَهُ ذَاتَ نَفْسِكَ
وَشَكَوْتَ إِلَيْهِ هُمُومَكَ
وَاسْتَكْشَفْتَهُ كُرُوبَكَ
وَاسْتَعَنْتَهُ عَلَى أُمُورِكَ وَسَأَلْتَهُ
مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَى
إِعْطَائِهِ غَيْرُهُ مِنْ زِيَادَةِ الْأَعْمَارِ وَصِحَّةِ

اگر تجھے کے مزدور تیرا زادِ راہ قیامت تک لیے
اُٹھانے کو مل رہے ہوں۔ تو انہیں غنیمت جان
اور اپنا بوجھ اُن پر رکھ دے، تاکہ کل ضرورت
پر یہ توشہ تجھے کام دے، مقدرت کی حالت میں
تیرا توشہ بار ہو جانا چاہیئے کہ مبادا ضرورت آگھیرے
اور تو کچھ نہ پاتے، دولت مندی کے زمانے
میں اگر کوئی قرض مانگے تو فوراً دے دے،
تاکہ ناداری کے زمانے میں وہ تجھے واپس مل جائے
فرزندا! تیرے سامنے ایک کٹھن گھاٹی ہے
اس گھاٹی میں ایک ہلکا پھلکا آدمی بوجھل آدمی
سے بہتر ہے اور سست رفتار تیز رفتار سے
بدتر ہے۔ تیرا اس گھاٹی سے گذرنا لازمی ہے
اس کے بعد جنت ہے یا دوزخ، لہٰذا آخری منزل
پر پہنچنے سے پہلے اپنا پیش خیمہ بھیج دے اور
قیام سے پہلے ہی جگہ ٹھیک کر لے، کیونکہ مرجانے
کے بعد نہ معذرت ممکن ہوگی نہ دنیا کی طرف
واپسی ۔

یقین کر جس کے دستِ تصرف میں آسمان و
زمین کے خزانے ہیں اس نے مانگنے کی اجازت
دے دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرما لیا
ہے۔ اس نے کہا مانگ (دیا) جائے گا، رحم کی التجا
کر، رحم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اور تیرے
درمیان حاجب کھڑے نہیں کئے جو تجھے اس کے

الْاَبْدَانِ وَسَعَةِ الْاَرْزَاقِ ثُمَّ جَعَلَ
فِي يَدَيْكَ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِمَا أَذِنَ
لَكَ فِيهِ، مِنْ مَسْأَلَتِهِ فَمَتَى شِئْتَ
اُسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ اَبْوَابَ نِعْمَتِهِ
وَاُسْتَمْطَرْتَ شَآبِيبَ رَحْمَتِهِ. فَلَا
يُقْنِطَنَّكَ اِبْطَاءُ اِجَابَتِهِ فَاِنَّ الْعَطِيَّةَ
عَلَى قَدْرِ النِّيَّةِ، وَرُبَّمَا اُخِّرَتْ عَنْكَ
الْاِجَابَةُ لِيَكُونَ ذٰلِكَ اَعْظَمَ لِاَ
جْرِ السَّائِلِ وَاَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْاٰمِلِ
وَرُبَّمَا سَأَلْتَ الشَّيْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَاُو
تِيْتَ خَيْرًا مِنْهُ عَاجِلًا اَوْ آجِلًا
أَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ فَلَرُ
بَّ اَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهُ فِيهِ هَلَاكُ
دِيْنِكَ لَوْ اُوتِيْتَهُ فَلْتَكُنْ مَسْاَ
لَتُكَ فِيمَا يَبْقَى لَكَ جَمَالُهُ وَيُنْفَى
عَنْكَ وَمَالُهُ وَالْمَالُ لَا يَبْقَى لَكَ
وَلَا تَبْقَى لَهُ
وَاعْلَمْ اَنَّكَ اِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْاٰ
خِرَةِ لَا لِلدُّنْيَا وَلِلْفَنَاءِ لَا لِلْبَقَاءِ وَلِلْمَوْتِ
لَا لِلْحَيَاةِ وَاَنَّكَ فِي مَنْزِلِ قُلْعَةٍ.
وَدَارِ بُلْغَةٍ وَطَرِيقٍ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّكَ
طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ
وَلَا يَفُوتُهُ طَالِبُهُ وَلَا بُدَّ اَنَّهُ مُدْرِكُهُ

حضور پہنچنے سے روکیں نہ سفارشیوں ہی کا تجھے
محتاج بنایا ہے، جو اس کے سامنے تیری سفارش
کریں۔ تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی تجھے نہ محروم
کرتا ہے نہ تجھ سے انتقام لیتا ہے اور جب تو
دوبارہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ نہ
تجھ پر طعنہ زن ہوتا ہے، نہ تیری پردہ دری
کرتا ہے، حالانکہ تو اس کا مستحق ہوتا ہے۔
وہ توبہ کے قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا۔ اپنی
رحمت سے مایوس ہونے نہیں دیتا، بلکہ اس نے
توبہ کو نیکی قرار دیا ہے، ایک بدی کو وہ بزرگ
برتر ایک ہی گنتا ہے، مگر ایک نیکی کو دس
شمار کرتا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا
ہے۔ وہ تیری پکار سنتا ہے تیری مناجات
کان دھرتا ہے،
تو اس سے مرادیں مانگتا ہے۔ دل کی حالت
بیان کرتا ہے۔ اپنی بپتا سناتا ہے۔ اپنی مصیبتوں
کی فریاد کرتا ہے۔ اپنی مشکلوں میں مدد مانگتا ہے،
تو اس سے عمر کی درازی جسم کی تندرستی، رزق
کی کشادگی چاہتا ہے اور اس کی رحمت کے ایسے
ایسے خزانے طلب کرتا ہے، جو اس کے سوا کوئی
اور دے نہیں دے سکتا تھا
غور کرو اس نے طلب کی اجازت دے کر
اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تیرے حوالے

فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرٍ أَنْ يُدْرِكَكَ وَأَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذٰلِكَ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ

يَا بُنَيَّ، أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ، وَتُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ حَتَّى يَأْتِيَكَ وَقَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ وَشَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ وَلَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ

وَإِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا وَتَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا فَقَدْ نَبَّأَ اللهُ عَنْهَا وَنَعَتْ لَكَ نَفْسَهَا وَتَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ وَسِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا، وَيَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا، نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ وَأُخْرَى مُهْمَلَةٌ قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا وَرَكِبَتْ مَجْهُولَهَا سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا وَلَا مُسِيمٌ

کر دی ہیں۔ تو جب چاہے دعا کر کے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا لے، رحمتوں کا مینہ برسا لے۔

لیکن اگر اجابتِ دعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو، کیونکہ قبولِ دعا کا مدار نیت کی صحت پر ہے۔ کبھی اجابتِ دعا میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے۔ امیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی مانگتا ہے اور محروم رہتا ہے، مگر جلد یا بدیر طلب سے زیادہ اسے دے دیا جاتا ہے یا پھر محرومی ہی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں تو انسان کی عاقبت ہی برباد ہو جائے۔

پس تیری دعا انہی باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے سودمند ہیں اور جو نقصان دہ ہیں وہ دور رہیں۔ سن لے مال و دولت بڑی چیز نہیں۔ مال تیرے لئے ہے تو مال کے لئے نہیں ہے۔

فرزند! تو آخرت کے لئے پیدا ہوا ہے نہ کہ دنیا کے لئے۔ فناہ کے لئے بنا ہے نہ کہ بقا کے لئے۔ تو ایک ایسے مقام میں ہے جو ڈانواڈول ہے اور تیاری کرنے کی جگہ ہے محض آخرت کا راستہ ہے۔ موت تیرے تعاقب میں لگی ہوئی ہے۔ تو لاکھ بھاگے بچ نہیں سکتا

يُسِيمُهَا سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا
طَرِيقَ الْعَمَى وَاَخَذَتْ بِاَبْصَارِ
هِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى فَتَا
هُوا فِي حَيْرَتِهَا، وَغَرِقُوا
فِي نِعْمَتِهَا وَاتَّخَذُوهَا
رَبًّا فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَلَعِبُوا
بِهَا وَنَسُوا مَا وَرَاءَهَا!!

رُوَيْدًا يُسْفِرُ الظَّلَامُ
كَاَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْاَظْعَانُ
يُوشِكُ مَنْ اَسْرَعَ اَنْ
يَلْحَقَ

وَاُعْلَمْ (يَابُنَيَّ) أَنَّ مَنْ
كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
فَاِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَاِن كَانَ
وَاقِفًا، وَيَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَ
اِنْ كَانَ مُقِيمًا وَادِعًا

وَاُعْلَمْ يَقِينًا اَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ
اَمَلَكَ، وَلَنْ تَعْدُوَ اَجَلَكَ وَ
اَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ
قَبْلَكَ فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَ
اَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ، فَاِنَّهُ رُبَّ

ایک نہ ایک دن تجھے شکار ہو جانا ہی ہے
لہٰذا ہشیار رہ کہ موت ایسی حالت میں نہ آجائے
کہ تو ابھی توبہ و انابت کی فکر ہی میں ہو اور وہ
درمیان میں حائل ہو جائے۔ ایسا ہوا تو
بس تو نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

فرزندا موت پر، اپنے عمل پر اور موت
کے بعد کی حالت پر ہمیشہ تیرا دھیان رہے
تاکہ جب اس کا پیام پہنچے تو تیرا سب کچھ پہلے
سے ٹھیک ٹھاک ہو، اور تجھے اچانک اس
پیام کو سننا پڑے۔

فرزندا دنیا میں دنیا داروں کی محویت
اور اس کی طلب میں ان کی سابقت تجھے فریب
نہ دے۔ کیونکہ خدا نے دنیا کی حقیقت کھول
دی ہے، خدا ہی نے نہیں خود دنیا نے بھی اپنے
فانی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اپنی برائیوں
پر سے نقاب اٹھا دی ہے۔ دنیا دار تو بھونکنے
والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں
جو ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقت ور
کمزوروں کو کھاتے ہیں۔ بڑے چھوٹوں کو ہڑپ
کر جاتے ہیں۔ ان میں کچھ تو بندھے ہوئے
اونٹ ہیں جو نقصان کرنے سے مجبور ہیں اور

طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ، وَلَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ، وَأَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَإِنْ سَاقَتْكَ إِلَى غَائِبٍ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضًا وَلَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرًّا وَمَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِشَرٍّ وَيُسْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ

کچھ چھٹے ہوئے اونٹ ہیں جو ہر طرح کا نقصان کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی عقل گم ہے۔ انجان رستوں پر پڑے ہوئے ہیں مصائب کی ناہموار وادیوں میں بلائیں اور آفتیں چرنے کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں نہ کوئی ان کا نگہبان ہے نہ رکھوالا۔ دُنیا انہیں تاریک گزرگاہوں میں لے گئی ہے، روشنی کے مینار ان کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں، دُنیا کی بھول بھلیاں میں پھنس گئے ہیں، اس کی لذتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسی کو اپنا رب بنا لیا ہے۔ وہ ان کے ساتھ کھیل رہی ہے اور وہ اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ افسوس انہوں نے آنے والی زندگی بالکل فراموش کردی ہے۔

وَإِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ الْهَلَكَةِ، وَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَكُونَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قِسْمَكَ وَآخِذٌ سَهْمَكَ وَإِنَّ الْيَسِيرَ مِنَ اللهِ. سُبْحَانَهُ أَعْظَمُ وَأَكْرَمُ مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَإِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ

عنقریب تاریکی چھٹ جائے گی اور قافلہ منزل پر پہنچ جائے گا۔ لیل و نہار کے مرکب پر جو سوار ہے وہ تو برابر رواں دواں ہی ہے، چاہے کسی جگہ کھڑا ہی کیوں نہ ہو۔ مسافر ہے گو بآرام کہیں مقیم ہی کیوں نہ ہو۔

فرزندا تو اپنی سب امیدوں میں کامیاب ہو نہیں سکتا۔ زندگی سے زیادہ جی نہیں سکتا، تو بھی اسی راہ پر چلا جا رہا ہے جس پر تجھ سے پہلے لوگ جا چکے ہیں۔ لہٰذا اپنی طلب میں اعتدال مدنظر رکھ۔ کمائی میں سلامت روی سے

وَتَلَافِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ

وَحِفْظُ مَا فِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ
وَ حِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ
مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدِ غَيْرِكَ وَمَرَارَ
ةُ الْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ
وَالْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى
مَعَ الْفُجُورِ. وَالْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ
وَرُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ مَنْ
أَكْثَرَ أَهْجَرَ وَمَنْ تَفَكَّرَ
أَبْصَرَ! قَارِنْ أَهْلَ الْخَيْرِ
تَكُنْ مِنْهُمْ وَبَايِنْ
أَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ!
بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ وَظُلْمُ
الضَّعِيفِ أَفْحَشُ الظُّلْمِ إِذَا
كَانَ الرِّفْقُ خُرْقًا كَانَ
الْخُرْقُ رِفْقًا رُبَّمَا كَانَ
الدَّوَاءُ دَاءً وَالدَّاءُ دَوَاءً وَرُبَّمَا
نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ وَغَشَّ
الْمُسْتَنْصَحُ وَإِيَّاكَ وَالِاتِّكَالَ
عَلَى الْمُنَى فَإِنَّهَا بَضَائِعُ الْمَوْتَى
وَالْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ، وَ
خَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ
بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ
غُصَّةً لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ

تجاوز نہ کر۔ یاد رکھ، کوئی کوئی طلب ایسی بھی
ہوتی ہے جو حرماں نصیبی کی طرف لے جاتی ہے
نہ ہر مانگنے والے کو ملتا ہے نہ ہر خوددار محروم
رہتا ہے۔

ہر قسم کی ذلت سے اپنے آپ کو بچا، چاہے
وہ کیسی ہی مرغوبات کی طرف لے جانے والی ہو!
کیونکہ عزت کا معاوضہ تجھے کبھی مل ہی نہیں سکتا
دوسروں کا غلام نہ بن، کیونکہ خدا نے تجھے
آزاد پیدا کیا ہے۔ وہ بھلائی بھلائی نہیں، جو
برائی سے آئے، وہ دولت، دولت نہیں جو ذلت
کی راہ سے حاصل ہو۔

خبردار! خبردار! تجھے حرص و ہوس ہلاکت
کے گھاٹ پر نہ لے جائے جہاں تک ممکن ہو اپنے
اور خدا کے درمیان کسی کے احسان کو نہ آنے دے،
کیونکہ تجھے تیرا حصہ بہرحال مل کے رہے گا۔ خدا
کا دیا ہوا تھوڑا، مخلوق کے دیئے ہوئے بہت
سے کہیں زیادہ بھی ہے اور شریفانہ بھی، اگرچہ
مخلوق کے پاس بھی جو کچھ ہے خدا ہی کا دیا ہوا ہے
خاموشی کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوتی
ہے اس کا تدارک آسان ہے۔ مگر گفتگو سے
جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک مشکل ہے
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مشک کا منہ باندھ کر
ہی پانی روکا جاتا ہے؟

وَلَا كُلُّ غَائِبٍ يَؤُوبُ وَمِنَ
الْفَسَادِ إِضَاعَةُ الزَّادِ وَ
مَفْسَدَةُ الْمَعَادِ وَلِكُلِّ
أَمْرٍ عَاقِبَةٌ سَوْفَ يَأْتِيكَ
مَا قُدِّرَ لَكَ، التَّاجِرُ
مُخَاطِرٌ وَرُبَّ يَسِيرٍ
أَنْمَى مِنْ كَثِيرٍ وَلَا خَيْرَ
فِي مُعِينٍ مَهِينٍ وَلَا صَدِيقٍ
ظَنِينٍ سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا
ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ وَلَا تُخَا
طِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ
وَإِيَّاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ مَطِيَّةُ
اللَّجَاجِ ؛ أَحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ
أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ ؛ عَلَى
الصِّلَةِ وَعِنْدَ صُدُودِهِ
عَلَى اللُّطْفِ وَالْمُقَارَبَةِ، وَ
عِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ، وَ
عِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَى الدُّنُوِّ
وَعِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ وَ
عِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ حَتَّى
كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ وَكَأَنَّهُ
ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ وَإِيَّاكَ أَنْ
تَضَعَ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ

اپنا مال نہ خرچ کرنا دوسروں کے سامنے
ہاتھ پھیلانے سے کہیں اچھا ہے۔
ناامیدی کی تلخی، سوال کرنے سے بہتر ہے
اور آبرو کے ساتھ محنت مزدوری بدکاری کی
دولت سے بہتر ہے۔
آدمی اپنا راز، خود ہی خوب چھپا سکتا ہے
کبھی آدمی اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی
مار لیتا ہے۔
جو زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطی کرتا ہے۔
نیکوں کی صحبت اختیار کرو نیک ہو جاؤ گے
بدوں کی صحبت سے پرہیز کرو گے، بدی سے
دور رہو گے۔
حرام کھانا، بدترین کھانا ہے۔
کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔
جب نرمی سختی بن جائے تو سختی نرمی بن
جاتی ہے۔
کبھی دوا بیماری ہو جاتی ہے، اور بیماری
دوا۔
کبھی بدخواہ خیر خواہی کر جاتا ہے اور
خیر خواہ بدخواہی،
موہوم امیدوں پر تکیہ نہ کرو، کیونکہ مُردوں
کا سرمایہ ہیں۔
تجربے یاد رکھنے کا نام عقل ہے۔ بہترین

أو أن تفعله بغيرِ أهلِهِ، لا
تتّخِذنَّ عدوّ صديقِك
صديقًا فتعادي صديقك
وامحض أخاك النّصيحة .
حسنةً كانت أو قبيحةً
وتجرّع الغيظ فإنّي لم أرجرْ
عةً أحلى منها عاقبةً ولا
ألذّ مغبّةً ولِنْ لِمن غالظك
فإنّه يوشكُ أن يلين لك
وخُذْ على عدوّك بالفضلِ
فإنّه أحلى الظّفرين وإن أردت
قطيعة أخيك فاستبقِ له
مِن نفسِك بقيّةً يرجعُ
إليها إن بدا له ذلك
يومًا ما ومن ظنّ بك
خيرًا فصدّق ظنّه ولا
تُضيعنّ حقّ أخيك اتّكا
لًا على ما بينك وبينه ؛
فإنّه ليس لك بأخٍ من
أضعت حقّه ولا يكن
أهلك أشقى الخلق بك ولا
ترغبنّ فيمن زهد عنك
ولا يكوننّ أخوك على

تجربہ وہ ہے جو نصیحت آموز ہے۔
موقعے سے فائدہ اٹھاؤ اس سے پہلے کہ
۔ تمہارے خلاف ہو جاتے۔
ہر کوشش کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا۔
ہر جانے والا واپس نہیں آتا۔
مال کا ضائع کرنا اور عاقبت کا بگاڑنا فساد
عظیم ہے۔
انسان کی قسمت مقدر ہو چکی ہے۔ جو کچھ
تیرے نوشتہ تقدیر میں ہے جلد یا دیر سے سامنے
آجائے گا۔
تاجر ایک لحاظ سے قمار باز ہوتا ہے کبھی
قلت میں کثرت سے زیادہ برکت ہوتی ہے۔
توہین کرنے والے مددگار اور بدظن رکھنے
والے دوست میں ذرا بھلائی نہیں۔
جب تک زمانہ ساتھ دے زمانے کا ساتھ دو
حرص تجھے اندھا کر دے اور عداوت تجھے
بے عقل نہ بنانے پائے۔
دوست دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو،
وہ دوری اختیار کرے تو تم نزدیک ہو جاؤ۔
وہ سختی کرے تو تم نرمی کرو۔ وہ غلطی کرے تو
تم اس کے لئے عذر تلاش کرو۔ دوست کے ساتھ
ایسا برتاؤ کرو گویا تم غلام ہو اور وہ آقا لیکن
خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو نا اہل کے ساتھ

مُقَاطَعَتِكَ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى
صِلَتِهِ وَلَا يَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ
أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ وَلَا
يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ
فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَنَفْعِكَ
وَلَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ
تَسُوءَهُ

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْ
قَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ
فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ. مَا
أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ
وَالْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَى إِنَّ لَكَ
مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ
وَإِنْ جَزِعْتَ عَلَى مَا تَفَلَّتَ
مِنْ يَدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلَى
كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ. اسْتَدِلَّ
عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ
(فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ) وَلَا تَكُو
نَنَّ مِمَّنْ لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا
إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلَامِهِ فَإِنَّ
الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ وَ
الْبَهَائِمَ لَا تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ
اُطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُومِ

نہ ہو۔
دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ
دوست بھی دشمن ہو جائے گا۔
دوست کو بے لاگ نصیحت کرو اچھی لگے
یا بُری لگے۔
غصّہ پی جایا کرو۔ میں نے غصّے کے جام سے
زیادہ میٹھا کوئی جام نہیں دیکھا۔
جو تم سے سختی کرے، تم اس سے نرمی کرو
خود بخود نرم پڑ جائے گا۔
دوستی کاٹنا ضروری ہی ہو تو بھی کچھ نہ کچھ
لگاؤ باقی رکھو تاکہ جب چاہو دوستی کو جوڑ سکو۔
جو تم سے حسنِ ظن رکھے اس کے حسنِ ظن کو
جھوٹا نہ ہونے دو۔
دوست کے حقوق اس گھمنڈ میں تلف
نہ کرو کہ دوست ہے کیونکہ جس کے حقوق
تلف کو دیئے جاتے ہیں وہ دوست نہیں رہتا۔
ایسے نہ ہو جاؤ کہ تمہارا خاندان ہی تمہارے
ہاتھوں سب سے زیادہ بدبخت بن جائے۔
جو کوئی بے پروائی ظاہر کرے اس کی طرف
نہ جھکو۔
دوست دوستی توڑنے میں اور تم دوستی جوڑنے
میں برابر نہ ہو۔ تمہارا پلّہ ہمیشہ بھاری رہے۔
نیکی سے زیادہ بدی میں تیز نہ ہو۔

بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ الْيَقِينِ
مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ وَالصَّاحِبُ
مُنَاسِبٌ، وَالصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ
غَيْبُهُ. وَالْهَوَى شَرِيكُ الْعَنَاءِ
رُبَّ قَرِيبٍ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ،
وَرُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ
وَالْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ
مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ
وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلَى قَدْرِهِ كَانَ
أَبْقَى لَهُ وَأَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ
بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ
وَمَنْ لَمْ يُبَالِكَ فَهُوَ عَدُوُّكَ
قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكًا
إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكًا. لَيْسَ
كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَلَا كُلُّ فُرْصَةٍ
تُصَابُ وَرُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ
قَصْدَهُ وَأَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ
أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ
وَقَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ
الْعَاقِلِ مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ
وَمَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ لَيْسَ
كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ إِذَا تَغَيَّرَ
السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ سَلْ عَنِ

ظالم کے ظلم سے تنگ دل نہ ہو، کیونکہ وہ خود
اپنا نقصان اور تمہارا نفع کر رہا ہے۔
جو تمہیں خوش کرے اس کا صلہ یہ نہیں کہ تم
اسے رنج پہنچاؤ۔
فرزند! رزق دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جس
کی تو جستجو کرتا ہے۔ دوسرا وہ جو تیری جستجو
کرتا ہے پس اگر تو جستجو چھوڑ دے تو رزق خود ہی
تیرے پاس آ جائے گا۔
دنیا میں تیرا حصہ بس اتنا ہے، جتنے سے تو
اپنی عاقبت درست کر سکے۔
اگر تو اس چیز پر رنج کرتا ہے جو تیرے
ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر اس چیز پر رنج کر
جو تیرے ہاتھ میں نہیں آئی ہے۔
آئندہ کو گذشتہ سے خبر سمجھو۔
ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن پر نصیحت
نہیں، ملامت اثر کرتی ہے۔ دانا آدمی معمولی تادیب
سے مان جاتا ہے مگر چوپایہ مار سے باز آتا ہے۔
خواہشوں اور دل کے وسوسوں کو
صبر و یقین کی عزیمتوں سے زائل کر دو۔
جو کوئی راہ اعتدال سے تجاوز کرتا ہے بدراہ
ہو جاتا ہے۔
دوست رشتہ دار کی طرح ہے، سچا دوست
وہی ہے جو پیٹھ پیچھے حق دوستی ادا کرے۔

اَلرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ وَعَنِ الْجَارِ
قَبْلَ الدَّارِ إِيَّاكَ اَنْ تَذْكُرَ
مِنَ الْكَلَامِ مَا كَانَ مُضْحِكًا
وَاِنْ حَكَيْتَ ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِكَ
وَاِيَّاكَ وَمُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَاِنَّ
رَأْيَهُنَّ اِلَى أَفْنٍ وَعَزْمَهُنَّ اِلَى
وَهْنٍ وَاُكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ اَبْصَارِ
هِنَّ بِحِجَابِكَ اِيَّاهُنَّ فَاِنَّ شِدَّةَ
الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ، وَلَيْسَ خُرُو
جُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ اِدْخَالِكَ مَنْ
لَا يُوثَقُ بِهٖ عَلَيْهِنَّ وَاِنِ اسْتَطَعْتَ
أَنْ لَا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ
وَلَا تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ اَمْرِهَا
جَاوَزَ نَفْسَهَا. فَاِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ
وَلَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ وَلَا تَعْدُ
بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا وَلَا تُطْمِعْهَا
فِي أَنْ تَشْفَعَ بِغَيْرِهَا وَاِيَّاكَ وَ
التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ۔
فَاِنَّ ذٰلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ اِلَى
السُّقْمِ وَالْبَرِيئَةَ اِلَى الرَّيْبِ وَ
اُجْعَلْ لِكُلِّ اِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ
عَمَلًا تَأْخُذُهٗ بِهٖ، فَاِنَّهٗ أَحْرَى
اَنْ لَا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ وَأَكْرِمْ

نفس کی خواہشوں اور بدبختیوں میں ساجھا ہے
کتنے اپنے ہیں جو غیروں سے زیادہ غیر ہیں
اور کتنے غیر ہیں جو اپنوں سے زیادہ عزیز ہیں
پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔
جس نے راہِ حق چھوڑ دی اس کا رستہ
تنگ ہے۔
جو اپنی حیثیت پر رہتا ہے اس کی عزت
باقی رہتی ہے۔
سب سے زیادہ مضبوط تعلق وہ ہے جو
آدمی اور خدا کے مابین ہے۔
جو کوئی تیری پروا نہیں کرتا، وہ تیرا دشمن
ہے۔
جب امید میں موت ہو تو ناامیدی زندگی
بن جاتی ہے۔
نہ ہر عیب ظاہر ہوتا ہے نہ ہر موقع سے
فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔
کبھی آنکھوں والا ٹھوکر کھا جاتا ہے اور
اندھا سیدھی راہ چلا جاتا ہے۔
بدی کو دور رکھو کیونکہ جب چاہو گے
لوٹ آئے گی۔
احمق سے دوستی کاٹنا عقلمند سے دوستی
جوڑنے کے برابر ہے۔
جو دنیا پر بھروسہ کرتا ہے دنیا اس سے

عَشِيرَتَكَ فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ وَأَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ وَيَدُكَ الَّتِي بِهَا تَصُولُ۔

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَدُنْيَاكَ وَأَسْأَلُهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ، فِي الْعَاجِلَةِ وَالْآجِلَةِ، وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالسَّلَامُ۔

بے وفائی کرجاتی ہے اور جو دُنیا کو ٹھکراتا ہے دُنیا اُسے گرا دیتی ہے۔

ہر تیر نشانے پر نہیں بیٹھتا۔

جب حاکم بدلتا ہے تو زمانہ بھی بدل جاتا ہے۔

سفر سے پہلے سفر کے ساتھیوں کو دیکھ لو ٹھہرنے سے پہلے پڑوسیوں کی جانچ کرلو۔

خبردار! تمہاری گفتگو میں ہنسانے والی کوئی بات نہ ہو، اگرچہ کسی دوسرے کا مقولہ ہی کیوں نہ ہو۔

خبردار! عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے اور ارادہ ضعیف پردے میں بٹھا کر ان کی نگاہوں کی حفاظت کرو۔ بداطوار لوگوں کی ان میں آمد و رفت ان کے بے پردہ رہنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ جتنی الوسع اپنے سوا کسی سے انہیں مطلب نہ رکھنے دو۔

عورت کو اس کی ذات کے سوا کسی بات میں خود مختار نہ ہونے دو، کیونکہ عورت پھول ہے جلاد نہیں ہے۔

عورت کو لوگوں کی سفارش کرنے کا عادی نہ بناؤ۔

بے جا رقابت ظاہر نہ کرو، کیونکہ اس سے

پاک باز اور بے لاگ عورت کی بھی برائی کی
طرف رہنمائی ہوتی ہے ؎

اپنے نوکروں میں سے ہر ایک کے ذمے
کوئی نہ کوئی کام رکھو تاکہ وہ تمہاری خدمت
کو ایک دوسرے پر نہ ٹالیں ؎

اپنے کنبے کی عزت کرو، کیونکہ وہ تمہارا
بازو ہے جس سے اُڑتے ہو، بنیاد ہے جس
پر ٹھہرتے ہو، ہاتھ ہے جس سے لڑتے ہو؎

فرزندا! میں تیری دُنیا و عقبیٰ خدا کے
سپرد کرتا ہوں۔ اور دونوں جہان میں اس ذاتِ
برتر سے تیرے لئے فلاح و بہبود کی دُعا
کرتا ہوں ؎

والسلام

قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام

الیٰ قثم بن العباس وھو عامله
علیٰ مکة

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ عَيْنِي بِالْمَغْرِبِ
كَتَبَ إِلَيَّ يُعْلِمُنِي أَنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْمَوْ
سِمِ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. الْعُمْيِ الْقُلُوبِ
الصُّمِّ الْأَسْمَاعِ الْكُمْهِ الْأَبْصَارِ.
الَّذِينَ يَلْتَمِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ. وَ
يُطِيعُونَ الْمَخْلُوقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ
وَيَجْتَلِبُونَ الدُّنْيَا دَرَّهَا بِالدِّينِ ـ وَ
يَشْتَرُونَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الْأَبْرَارِ
وَالْمُتَّقِينَ وَلَنْ يَفُوزَ بِالْخَيْرِ
إِلَّا عَامِلُهُ وَلَا يُجْزَى جَزَاءَ الشَّرِّ
إِلَّا فَاعِلُهُ فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ
قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ وَالنَّاصِحِ اللَّبِيبِ
وَالتَّابِعِ لِسُلْطَانِهِ الْمُطِيعِ
لِإِمَامِهِ وَإِيَّاكَ وَمَا
يُعْتَذَرُ مِنْهُ وَلَا تَكُنْ
عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِرًا وَلَا

مغربی ممالک میں میرے جاسوس نے
خبر دی ہے کہ موسم حج میں شام کے کچھ
لوگ شریک ہوں گے۔ فساد پھیلانے کے
لئے انہیں بھیجا گیا ہے۔ یہ لوگ دل کے اندھے
کانوں کے بہرے اور آنکھوں سے چٹ ہیں۔
باطل کی راہ سے حق تلاش کرتے ہیں۔ خالق کی
معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں۔
دین بیچ کے دنیا کی گائے دوہتے ہیں۔ ابرار و
اتقیاء کو آخرت میں ملنے والے ثواب پر دنیا
کے فوری فائدوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ یاد رکھو
بھلائی اسی کو ملتی ہے۔ جو نیکی کے کام کرتا ہے
اور شر اسی کے حصے میں آتا ہے جو بدی سے
آلودہ رہتا ہے۔ تم ہوشیار رہو۔ اپنے منصب کے
فرائض اس آدمی کی طرح پورے کرو۔ جو تدبر
کے ساتھ مضبوط رہتا ہے۔ خیر خواہی کے ساتھ
عقل سے کام لیتا ہے۔ اپنے حاکم کا حکم بجا
لاتا ہے۔ اور اپنے امام کی اطاعت کرتا ہے
خبردار! ایسا کوئی کام نہ کرنا کہ معذرت کی ضرورت

عِنْدَ الْبَأْسَاءِ فَشِلاً وَالسَّلَامُ

پڑے، خبردار! ایسے نہ ہو جانا کہ خوشحالی میں اتراؤ اور جب مشکل پیش آجائے تو ناکارہ ثابت ہو۔

والسلام

یہ تھا وہ ہدایت نامہ جو بارگاہِ مرتضوی سے ان لوگوں کو عطا ہوتا تھا، جو کسی منصب پر مامور کیے جاتے تھے اور یہ صرف قول ہی نہ تھا۔ اس پر سختی سے محاسبہ بھی ہوتا رہتا تھا!

(جعفری)

معاویہ کے نام ایک مکتوب

إلى معاوية

فَاتَّقِ اللّٰهَ فِيمَا لَدَيْكَ. وَانْظُرْ
فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ وَارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ
مَالَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهِ فَإِنَّ لِلطَّاعَةِ
أَعْلَامًا وَاضِحَةً، وَسُبُلًا نَيِّرَةً
وَمَحَجَّةً نَهْجَةً وَغَايَةً
مَطْلُوبَةً يَرِدُهَا الْأَكْيَاسُ
وَيُخَالِفُهَا الْأَنْكَاسُ مَنْ
نَكَبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ
وَخَبَطَ فِي التِّيهِ وَغَيَّرَ اللّٰهُ
نِعْمَتَهُ وَأَحَلَّ بِهِ نِقْمَتَهُ
فَنَفْسَكَ نَفْسَكَ نَقَدْ بَيَّنَ
اللّٰهُ لَكَ سَبِيلَكَ وَحَيْثُ
تَنَاهَتْ بِكَ أُمُورُكَ فَقَدْ
أَجْرَيْتَ إِلَى غَايَةِ خُسْرٍ
وَمَحَلَّةِ كُفْرٍ وَإِنَّ نَفْسَكَ
قَدْ أَوْلَجَتْكَ شَرًّا، وَأَقْحَمَتْكَ
غَيًّا. وَأَوْرَدَتْكَ الْمَهَالِكَ،

جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ تم پر خدا کا جو حق ہے اس کا خیال رکھو اور اس سب کا علم حاصل کرو جس سے جاہل رہنے پر ہرگز معاف نہیں کیے جاؤ گے، اطاعت کے نشان واضح ہیں، راستے روشن ہیں، شاہراہیں کھلی ہوئی ہیں اور اس کی منزل ایسی ہے جس کی طلب کی جاتی ہے۔ عقلمند اس کی جستجو کرتے ہیں اور بے سمجھ کمینے ہی اس سے منہ موڑتے ہیں۔ جو کوئی اس سے ہٹ گیا ہے حق سے بھی دور ہو گیا ہے اور ضلالت کے اندھیرے میں بھٹک رہا ہے۔ خدا اپنی نعمت اس سے دور کر دے گا اور اس پر اپنا غضب نازل کرے گا، لہٰذا فکر کرو اپنے نفس کی
اپنے نفس کی! کیونکہ خدا تمہیں تمہارا راستہ بتا چکا ہے اور آج بھی جہاں تک تمہارے معاملات پہنچ چکے ہیں وہ جگہ بھی خسران کی حد اور کفر کا مقام ہے۔

وَأَوْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ	تمہارے نفس نے تمہیں شر کے حوالے کر دیا ہے۔ گمراہی میں جھونک دیا ہے۔ تہلکوں میں ڈال دیا ہے اور تمہاری راہیں سنگلاخ بنا دی گئی ہیں ۔

معاویہؓ کے نام ان مکاتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیرالمؤمنین آخر وقت تک اتمام حجت فرماتے ہوئے موعظۂ حسن سے کام لیتے رہے، اور صداقت کی تلقین فرماتے رہے۔

(رئیس احمد جعفری)

معاویہ کے نام ایک اہم خط![1]

إلی معاویۃ	
وَأَرْدَیْتَ جِیلاً مِنَ النَّاسِ کَثِیْرًا	"تم نے انسانوں کی ایک پوری نسل
خَدَعْتَهُمْ بِغَیِّكَ وَأَلْقَیْتَهُمْ فِی مَوْجِ	گمراہ اور ہلاک کر ڈالی ہے اپنی ضلالت سے
بَحْرِكَ تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ، وَتَتَلَاطَمُ	دھوکہ دیا اور اپنے باطل کے سمندر کی موجوں
بِهِمُ الشُّبُهَاتُ فَجَازُوا عَنْ وِجْهَتِهِمْ	پر انہیں ڈال دیا ہے۔ اس سمندر میں گھٹا ٹوپ
	اندھیرے ان پر چھائے ہوئے ہیں اور شبہات

[1] اللہ کے بندے علی امیر المؤمنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام:-

اَمّا بعد دنیا اس کے سوا کیا ہے کہ تجارت کی جگہ ہے اور دنیا کا نفع نقصان آخرت ہے۔ پس خوش قسمت ہے وہ جس کا مال تجارت اس دنیا میں عمل صالح ہے اور جو دنیا کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھتا اور اس کی حقیقت جانتا ہے۔

میں تمہیں نصیحت کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ تمہارا حشر مجھے معلوم ہے۔ تمہارے حق میں خدا کا فیصلہ کیسے بدل سکتا ہے؛ لیکن خدا نے علماء کے لئے ضروری ٹھہرا دیا ہے کہ علم کی امانت ادا کرتے، نیک و بد بتاتے اور سب کو اچھی نصیحت کرتے رہیں اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو خدا کو خاطر میں نہیں لاتے اور جن پر کلمۂ عذاب نافذ ہو چکا ہے، یاد رکھو خدا تاک میں ہے اور تمہاری یہ دنیا جلد ہی تم سے منہ موڑ لینے والی تمہارے لئے سامان حسرت بن جانے والی ہے۔ پس اپنی کجروی و ضلالت سے باز آ جاؤ خصوصاً اب کہ بوڑھے ہو چکے ہو عمر ختم ہونے پر آ گئی ہے تمہارا حال تو اس سڑے پھٹے کپڑے جیسا ہو چکا ہے کہ ایک طرف سے سیدھا کیا جاتا ہے تو دوسری طرف سے گلنے لگتا ہے۔

وَنَكَصُوا عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ وَتَوَلَّوْا عَلَىٰ
أَدْبَارِهِمْ وَعَوَّلُوا عَلَىٰ أَحْسَابِهِمْ
إِلَّا مَنْ فَاءَ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ فَإِنَّهُمْ
فَارَقُوكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ وَهَرَبُوا إِلَى
اللهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ إِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ
وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ فَاتَّقِ اللهَ
يَا مُعَاوِيَةُ فِي نَفْسِكَ وَجَاذِبِ الشَّيْطَانَ
قِيَادَكَ فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ وَالْآ
خِرَةَ قَرِيبَةٌ مِنْكَ وَالسَّلَامُ

کی لہریں انہیں اٹھانے تلاطم مچا رہی ہیں۔
وہ نکلے تھے حق کی طلب میں مگر پڑ گئے باطل کی
ڈگر پر۔ اُلٹے پاؤں لوٹ گئے۔ منہ گھما کر چل
پڑے اور اپنے قبائلی حسب نسب کو کافی
سمجھ بیٹھے۔ مگر کچھ اہل بصیرت بھی تھے۔ انہوں
نے تمہیں ٹھونک بجا کے دیکھا اور تم سے الگ
ہوگئے۔ تمہاری امداد و اعانت سے کٹ کر
اللہ کی طرف نکل بھاگے، کیونکہ تم انہیں مشکلات
میں ڈال چکے تھے اور راہ راست سے دور ہٹا
لئے گئے تھے۔

اے معاویہ اپنے نفس کے معاملے میں خدا سے
ڈر۔ شیطان کے ہاتھ سے اپنی مہار چھین لے
اس لئے کہ دنیا جلد ہی تجھ سے منقطع ہو جانے
والی ہے، یاد رکھ آخرت تجھ سے بہت قریب ہے
والسلام ؎

؎ معاویہ نے مذکورہ خط کا جواب گستاخی سے دیا۔ اور قتل کی دھمکی بھی دی۔ اس پر
امیرالمؤمنین نے لکھا:۔
جس گمراہی کا تم اظہار کر رہے ہو، وہ تمہارے قبیلے اور خاندان کی قدیم گمراہی کے مشابہ ہے
کفر اور باطل آرزوؤں نے تمہارے رشتہ داروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد پر کھڑا کیا تھا نتیجہ تو تم
جانتے ہی ہو کیا ہوا۔ سب کے سب کھیت رہے اور ان سے کچھ بھی بنائے نہ بنی۔ ایسے موقعوں پر مجھی سے
ان کا سابقہ پڑا کرتا تھا۔ میں ہی ان سے لڑا کرتا تھا۔ ان کا حسد میری تلوار ہی نے توڑا تھا۔ ان کے
سرداروں کو ـــــ ضلالت کے سرداروں کو ـــــ میرے ہی ہاتھوں نے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴ پر

محمد بن ابی بکرؓ کی دلجوئی کے لئے

امیر المومنینؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کی جگہ مالک اشتر نخعی کو مصر کا گورنر بنایا تو خبر ملی کہ محمد بہت غمگین ہیں۔ اس دوران میں مالک مصر پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے، امیر المومنینؑ نے محمد کو لکھا :۔

الی محمد بن ابی بکر لما بلغه توجده من عزله بالاشتر عن مصر ثم توفی الاشتر فی توجهه الی مصر قبل وصوله الیها

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الْأَشْتَرِ إِلَى عَمَلِكَ، وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذٰلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجُهْدِ، وَلَا ازْدِيَاداً فِي الْجِدِّ، وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مَؤُونَةً وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وِلَايَةً. إِنَّ

اشتر کی وجہ سے تمہارے ملال خاطر کا حال معلوم ہوا۔ میں نے اشتر کو تمہاری جگہ اس لئے نہیں دی تھی کہ تمہیں کمزور یا نااہل سمجھتا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ اس عہدے کے بدلے تمہیں ایسا عہدہ دوں جس کا معاملہ آسان ہو اور تمہیں مصر کی حکومت سے زیادہ پسند آئے۔ جس شخص کو میں نے مصر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ ہمارا بڑا خیر خواہ اور دشمن پر بہت سخت تھا۔ خدا کی رحمت ہو اس پر اس نے اپنے دن پورے کر لئے اور اپنی موت کو

حاشیہ بقیہ از صفحہ نمبر ۹۳

"موت کے گھاٹ اتارا تھا اور اب انشاء اللہ ان کی اولاد کو بھی ان پرکھوں سے ملا دینے والا ہوں گا۔ کیسی بری اولاد ہے وہ اولاد جو ان بدترین اجداد کے پیچھے چلا دی جائے گی، جن کا ٹھکانہ دوزخ میں ہو چکا ہے۔ والسلام

اَلرَّجُلَ الَّذِی کُنْتُ وَلَّیْتُهُ أَمْرَ مِصْرَ کَانَ
رَجُلًا لَنَا نَاصِحًا وَعَلٰی عَدُوِّنَا شَدِیْدًا
نَاقِمًا فَرَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَقَدِ اسْتَکْمَلَ أَیَّامَهُ
وَلَاقٰی حِمَامَهُ وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُوْنَ أَوْلَا
هُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهُ
فَأَصْحِرْ لِعَدُوِّكَ وَامْضِ عَلٰی بَصِیْرَتِكَ
وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ وَادْعُ إِلٰی
سَبِیْلِ رَبِّكَ وَأَکْثِرِ الْاِسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ
یَکْفِكَ مَا أَهَمَّكَ وَیُعِنْكَ عَلٰی مَا نَزَلَ
بِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

لبیک کہا ہم اس سے رضامند ہیں۔ خدا کی
رضامندیاں بھی اس کے شامل حال ہوں اور
زیادہ سے زیادہ ثواب اس کے حصے میں آئے۔
اب تم یہ کرو کہ دشمن کے مقابلے میں
نکلو۔ اپنی بصیرت پر گامزن رہو اور جو کوئی
تم سے لڑے اس کے لئے تیار رہو۔ اپنے رب
کے رستے کی طرف دعوت دو اور خدا سے
برابر استعانت کی التجائیں کرتے رہو۔ وہ
تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہاری مشکلیں آسان
ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ ۔

محمد بن ابی بکرؓ کے قتل پر عبداللہ بن عباس کو خط

الی عبد اللہ بن العباس بعد مقتل
محمد بن ابی بکر

أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ
وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ
قَدِ اسْتُشْهِدَ فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَدًا
نَاصِحًا وَعَامِلًا كَادِحًا. وَسَيْفًا قَاطِعًا
وَرُكْنًا دَافِعًا وَقَدْ كُنْتُ حَثَثْتُ
النَّاسَ عَلَى لِحَاقِهِ وَأَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهِ
قَبْلَ الْوَقْعَةِ وَدَعَوْتُهُمْ سِرًّا
وَجَهْرًا وَعَوْدًا وَبَدْءًا: فَمِنْهُمُ
الْآتِي كَارِهًا وَمِنْهُمُ الْمُعْتَلُّ
كَاذِبًا وَمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلًا
أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ فَرَجًا عَا
جِلًا فَوَاللّٰهِ لَوْلَا طَمَعِي عِنْدَ لِقَائِي عَدُوِّي
فِي الشَّهَادَةِ وَتَوْطِينِي نَفْسِي عَلَى الْمَنِيَّةِ

دشمن نے مصر فتح کر لیا اور اللہ کی رحمت
ہو محمد بن ابی بکرؓ پر جو شہید ہو گیا اس خیر خواہ
فرزند[1] کی شہادت کا ثواب ہمارے لئے خدا ہی
کے پاس ہے۔ یہ فرزند زبردست جدوجہد
کرنے والا تھا۔ تیغ براں تھا۔ مدافعت کا ستون
تھا۔ حادثے سے پہلے میں نے لوگوں کو اس
کی حمایت میں کھڑے ہونے کے لئے ہر ممکن طریقے
سے ابھارا۔ علانیہ اور خفیہ دعوتیں دیں۔ جوش
دلانے میں کسر اٹھا رکھی مگر ہوا یہ کہ جو آئے
تھے دل کی ناخوشی سے آئے تھے۔ کچھ
لوگوں نے جھوٹے عذر کر دیئے۔ اور کچھ
لوگ پاؤں توڑ کے بیٹھ رہے۔ خدا سے دعا
ہے کہ مجھے ان لوگوں سے چھٹکارا دے دے
جلد سے جلد چھٹکارا دے دے۔ اگر دشمن
سے دو بدو جنگ کرتے ہوئے شہادت

---

[1] فرزند اس لئے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر امیرالمومنینؑ نے محمد کی والدہ سے شادی کر لی تھی اور محمد کو اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔

لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَمْقَى مَعَ هٰؤُلَاءِ يَوْمًا وَاحِدًا . وَلَا أَلْتَقِيَ بِهِمْ أَبَدًا

کی آمد نہ ہوتی اور مرجانے پر دل ٹھہر نہ چکا ہوتا تو میں ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی نہ گزارتا ۔ ان سے ملنے کی میرے دل میں کبھی خواہش ہی پیدا نہ ہوتی ۔

عقیل بن ابی طالب کے خط کا جواب

إلى أخيه عقيل بن أبي طالب في
ذكر جيش أنفذه إلى بعض الأعداء و
هو جواب كتاب كتبه اليه عقيل
فسرحت إليه جيشا كثيفا من
المسلمين فلما بلغه ذلك شمر هاربا ونكص
نادما فلحقوه ببعض الطريق وقد طفلت
الشمس للإياب فاقتتلوا شيئا كلا ولا
فما كان إلا كموقف ساعة حتى نجا
جريضا بعد ما أخذ منه بالمخنق ولم
يبق منه غير الرمق فلأيا بلأي ما نجا.
فدع عنك قريشا وتركاضهم في الضلال
وتجوالهم في الشقاق وجماحهم في
التيه فإنهم قد أجمعوا على حربي كإ
جماعهم على حرب رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم قبلي، فجزت قريشا

میں نے دشمن کے مقابلے پر ایک بڑی
فوج بھیجی تھی۔ فوج کی خبر پاتے ہی وہ بھاگ
نکلا۔ مگر فوج نے رستے میں آلیا سورج ڈوب
رہا تھا۔ ایک ہی جھڑپ ہوئی تھی کہ دشمن کے
پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ نکلا۔

تم قریش کو گمراہی میں دوڑنے دو۔ پھوٹ
میں جولانی کرنے دو۔ غرضیکہ ان کی منہ زوری
کی پروا نہ کرو۔ انہوں نے میری جنگ پر بھی
اسی طرح ایکا کر لیا ہے جس طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ پر ایک ہو گئے تھے
خدا قریش سے میرا بدلہ لے۔ انہوں نے میرا
رشتہ کاٹا اور میری ماں کے بیٹے کی حکومت
مجھ سے چھینی[1]۔

تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے
دریافت کی ہے تو میری رائے یہ ہے کہ گمراہوں

---

[1] امیرالمومنینؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی اور آپؐ نے فرمایا تھا۔ میری ماں کے بعد فاطمہ میری ماں ہیں۔ اسی لئے امیرالمومنین نے یہ لفظ استعمال کئے ہیں۔

عَنِّي الْجَوَازِي فَقَدْ قَطَعُوا رَحِمِي وَ
سَلَبُونِي سُلْطَانَ ابْنِ أُمِّي
وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِي فِي
الْقِتَالِ فَإِنَّ رَأْيِي قِتَالُ الْمُحِلِّينَ حَتَّى أَلْقَى
اللهَ لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزَّةً
وَلَا تَفَرُّقُهُمْ عَنِّي وَحْشَةً وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ
أَبِيكَ ـ وَلَوْ أَسْلَمَهُ النَّاسُ ـ مُتَضَرِّعًا
مُتَخَشِّعًا وَلَا مُقِرًّا لِلضَّيْمِ وَاهِنًا وَلَا سَلِسَ
الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ، وَلَا وَطِيءَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ
الْمُتَقَعِّدِ وَلٰكِنَّهُ كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ
فَإِنْ تَسْأَلِينِي: كَيْفَ أَنْتَ؟ فَإِنَّنِي
صَبُورٌ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيبُ
يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ تُرَى بِي كَآبَةٌ
فَيَشْمَتَ عَادٍ أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ

سے برابر جنگ کرتے رہنا چاہیے یہاں تک
کہ خدا کے حضور پہنچ جاؤں۔ اپنے گرد لوگوں
کی کثرت دیکھ کر نہ میرا حوصلہ بڑھتا ہے نہ ان
کے چھوڑ کر بکھر جانے سے مجھے وحشت ہوتی ہے
خبردار! اپنے باپ کے بیٹے کو اگرچہ سب لوگ
چھوڑ دیں کبھی لرزاں و ترساں خیال نہ کرنا کسی
حال میں بھی اسے خوف سے کانپنے والا، ذلت
کی طرف جھکنے والا، ہمت ہار کے بیٹھ جانے
والا نہ پاؤ گے۔ وہ اپنی لگام کسی کے ہاتھ میں
دینے والا نہیں، بلکہ وہ ویسا ہے جیسا بنی سلیم
کے شاعر نے کہا ہے:

فان تسألینی کیف انت فانی
صبور علی ریب الزمان صلیب

(محبوبہ اگر تو میرا حال پوچھتی ہے تو سن میں
زمانے کے صدموں کا مقابلہ مضبوطی سے کر
رہا ہوں)

یعز علی ان تری بی کآبة
فیشمت عاد او یساء حبیب

(مجھے گوارا نہیں کہ اداس ظاہر ہوں، جس پر
دشمن خوش ہوں اور دوست کڑھیں)

اہل مصر کے نام خط
جب اُشتر کو اُن کا گورنر بنایا

إلى أهل مصر لما ولى عليهم الأشتر

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ غَضِبُوا لِلّٰهِ حِينَ عُصِيَ فِي أَرْضِهِ وَذُهِبَ بِحَقِّهِ فَضَرَبَ الْجَوْرُ سُرَادِقَهُ عَلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، وَالْمُقِيمِ وَالظَّاعِنِ فَلَا مَعْرُوفٌ يُسْتَرَاحُ إِلَيْهِ وَلَا مُنْكَرٌ يُتَنَاهَى عَنْهُ

أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَا يَنَامُ أَيَّامَ الْخَوْفِ وَلَا يَنْكُلُ عَنِ الْأَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوْعِ أَشَدَّ عَلَى الْكُفَّارِ مِنْ حَرِيقِ النَّارِ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ أَخُو مَذْحِجٍ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ فِيمَا طَابَقَ الْحَقَّ فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ لَا كَلِيلُ الظُّبَةِ وَلَا نَابِي الضَّرِيبَةِ فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَنْفِرُوا فَانْفِرُوا وَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا

اللہ کے بندے، علی امیر المؤمنینؑ کا خط ان لوگوں کے نام جو خدا کے لئے اس وقت غضب ناک ہوئے جب خدا کی نافرمانی زمین پر ہو رہی تھی۔ خدا کا حق اٹھ گیا تھا، ظلم نے اپنی طنابیں نیک اور فاجر پر تان دی تھیں۔ نہ نیکی پر عمل کیا جاتا تھا، نہ منکر سے اجتناب کیا جاتا تھا۔

اَمّا بعد میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو اندیشے کے دنوں میں سوتا نہیں۔ خوف کی گھڑی میں دشمن سے ڈرتا نہیں، فاجروں پر بلائے بے درماں ہے وہ مالک بن الحارث مذحجی ہے تم اس کی سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو اگر حق کے مطابق ہو۔ یہ شخص اللہ کی تلوار ہے ایسی تلوار جس کی باڑھ نہ کند ہوتی ہے، نہ کاٹ میں کمی کرتی ہے۔ اگر وہ تمہیں حکم دے کہ چلو، تو

فَأَقِيمُوهُ فَإِنَّهُ لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ وَلَا يُؤَخِّرُ وَلَا يُقَدِّمُ إِلَّا عَنْ أَمْرِي وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهِ عَلَى نَفْسِي لِنَصِيحَتِهِ لَكُمْ وَشِدَّةِ شَكِيمَتِهِ عَلَى عَدُوِّكُمْ

چل پڑو۔ علم دے کر بیٹھے رہو تو بیٹھے رہو کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھے گا نہ پیچھے ہٹے گا۔ نہ کوئی پس و پیش کرے گا۔ مجھے خود اس شخص کی ضرورت تھی۔ مگر میں نے اپنے مقابلے میں تمہیں ترجیح دی۔ وہ تمہاری خیر خواہی کرے گا اور تمہارے دشمن پر بہت سخت ثابت ہو گا۔

ایک عہدہ دار کے نام مکتوب[1]

الی بعض عمالہ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي وَ جَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْثَقَ مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ: فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ وَ أَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِيَتْ. وَهٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ فَنَكَتْ وَشَغَرَتْ قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ. فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ فَلَا ابْنَ عَمِّكَ آسَيْتَ وَ لَا الْأَمَانَةَ أَدَّيْتَ وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنِ اللّٰهَ تُرِيدُ بِجِهَادِكَ وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ. وَ

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا۔ اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا۔ خود اپنے خاندان کے بھی کسی آدمی کو تم سے زیادہ اپنی خیر خواہی مددگاری اور امانت کی حفاظت میں قابل اعتماد نہ سمجھا تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچا کے بیٹے کے خلاف سخت ہو گیا ہے۔ دشمن کا زور بڑھ رہا ہے قوم کی امانت فساد کا شکار بن گئی ہے امت آوارہ اور بے سری ہو گئی ہے تو تم نے بھی اپنے چچیرے بھائی سے نگاہیں پھیر لیں۔ کٹنے والوں کے ساتھ کٹ گئے۔ بے وفاؤں کے ساتھ بے وفا بن گئے۔ غداروں کے ساتھ غداری کی ڈگر پر چل پڑے۔ تم نے نہ اپنے چچیرے بھائی کی رفاقت کی نہ اپنی امانت ادا کی، گویا اپنے جہاد سے تم خدا کی رضامندی نہیں چاہتے تھے گویا اپنے پروردگار کی طرف سے تم کسی کھلی

---

[1] یہ تحقیق نہ ہو سکا، خط کس کے نام ہے۔ بظاہر تو امیر المومنین کے کسی چچیرے بھائی کے نام ہی ہے۔

كَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ هٰذِهِ
الْأُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ وَتَنْوِي غِرَّتَهُمْ
عَنْ فَيْئِهِمْ فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ
فِي خِيَانَةِ الْأُمَّةِ أَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ. وَ
عَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ
عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِمُ الْمَصُونَةِ لِأَرَامِلِهِمْ
وَأَيْتَامِهِمُ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ
الْأَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيرَةَ.
فَحَمَلْتَهُ إِلَى الْحِجَازِ رَحِيبَ الصَّدْرِ
بِحَمْلِهِ غَيْرَ مُتَأَثِّمٍ مِنْ أَخْذِهِ كَأَنَّكَ
لَا أَبَا لِغَيْرِكَ. حَدَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ
تُرَاثًا مِنْ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَسُبْحَانَ
اللّٰهِ أَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ؟ أَوَ مَا
تَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ. أَيُّهَا الْمَعْدُودُ
كَانَ عِنْدَنَا مِنْ ذَوِي الْأَلْبَابِ
كَيْفَ تُسِيغُ شَرَابًا وَطَعَامًا وَ
أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَامًا
وَتَشْرَبُ حَرَامًا؟ وَتَبْتَاعُ
الْإِمَاءَ وَتَنْكِحُ النِّسَاءَ مِنْ
مَالِ الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ
وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ
الَّذِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ
الْأَمْوَالَ وَأَحْرَزَ بِهِمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ

نظریں پڑ رہی تھیں، گویا اس امت کو اُس کی دُنیا
میں تم دھوکا دینا اور غفلت میں پا کے کا اس
کا مالِ غنیمت ہڑپ کر جانا چاہتے تھے، اسی لئے
جب خیانت نے موقعہ دیا تو تم نے جست
لگائی اور اُمت کا وہ سب مال اڑا لیا جس تک
تمہارا ہاتھ پہنچ سکا، حالانکہ یہ مال اُمت کی
بیواؤں اور یتیموں کے لئے رکھا گیا تھا۔ تم اُمت
کے مال پر اسی طرح جھپٹ پڑے جس طرح تیز
طرار بھیڑیا زخمی مجبور بکری کو جھاپ پڑتا ہے
پھر تم اس مال کو اس خوشدلی اور خندہ پیشانی
سے حجاز لے گئے۔ جس میں ذرا ندامت نہ تھی۔
ضمیر کی ذرا ملامت نہ تھی! تیرے غیر کا بُرا ہو!
تو اس مال کو اپنے گھر اس طرح لے گیا۔ جیسے
تیرے باپ یا ماں کا ترکہ ہے! سبحان اللہ! کیا
قیامت پر سے بھی تیرا ایمان اٹھ گیا ہے۔ کیا
خدا کے حضور حساب دینے کا خوف بھی تیرے
دل سے نکل چکا ہے؛
اے شخص! جسے ہم عقلمند سمجھا کرتے تھے،
تیرے جی کو کھانا پانی کیسے لگتا ہے جب کہ تو
جانتا ہے کہ حرام کھا رہا ہے، حرام پی رہا ہے
تو کنیزیں خریدتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا
ہے مگر کس مال سے؛ یتیموں، مسکینوں، مومنوں
مجاہدوں کے مال سے! اس مال سے جو خدا نے

فَاتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْ إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ
أَمْوَالَهُمْ ؛ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ
ثُمَّ أَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْكَ لَأُعْذِرَنَّ
إِلَى اللّٰهِ فِيكَ . وَلَأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِي
الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَدًا إِلَّا
دَخَلَ النَّارَ ! وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْحَسَنَ وَ
الْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ
مَا كَانَتْ لَهُمَا عِنْدِي هَوَادَةٌ
وَلَا ظَفِرَا مِنِّي بِإِرَادَةٍ حَتَّىٰ آخُذَ
الْحَقَّ مِنْهُمَا وَ أُزِيلَ الْبَاطِلَ
عَنْ مَظْلَمَتِهِمَا ؛ وَأُقْسِمُ
بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَا أَخَذْتُهُ
مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَلَالٌ لِي
أَتْرُكُهُ مِيرَاثًا لِمَنْ
بَعْدِي فَضَحِّ رُوَيْدًا فَكَأَنَّكَ
قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَىٰ
وَدُفِنْتَ تَحْتَ الثَّرَىٰ .
وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ
بِالْمَحَلِّ الَّذِي يُنَادِي .
الظَّالِمُ فِيهِ بِالْحَسْرَةِ
وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ فِيهِ
الرَّجْعَةَ وَلَاتَ حِينَ

مومنوں، مجاہدوں کو غنیمت میں دیا تھا لو
جس سے اس ملک کی حفاظت کی تھی!
کیوں نہ ایسا ہو کہ اب بھی تو خدا سے ڈرے
اور امت کو اس کا مال لوٹا دے اگر تو یہ نہیں
کرے گا اور خدا تجھے میرے ہاتھ میں کر دے گا! تو
تیرے بارے میں خدا کے سامنے میرا عذر
پورا ہو کے رہے گا ۔ اپنی تلوار سے تجھے
ماروں گا جس کی ضرب جس کسی پہ بھی پڑی دوزخ
کا ہو رہا!
قسم خدا کی اگر حسن اور حسین بھی وہ کرتے
جو تو نے کیا ہے تو ہرگز مجھ سے کوئی رعایت
نہ پاتے ۔ ہرگز کسی طرح کی نرمی نہ دیکھتے، یہاں
تک کہ میں خدا کا حق ان سے اگلوا لیتا اور ان
کے ظلم سے پیدا ہونے والے باطل کو مٹا دیتا؛
اور میں اللہ رب العالمین کی قسم کھاتا
ہوں کہ میں نے مسلمانوں کے بیت المال میں سے
جو حلال مال لیا ہے مجھے ہرگز منظور نہیں کہ
اپنے بعد والوں کے لئے اسے میراث بنا کے
چھوڑ جاؤں؛
ذرا دھیرے دھیرے چل، او چرنے والے!
تو گویا اب جنگل کے پاس پہنچا ہوا ہے گویا
خاک کے نیچے توپ دیا گیا ہے، جہاں
ظالم حسرت سے چلاتا ہے اور کوتاہی کرنے

مناص والا واپسی کی آرزو کرتا ہے۔ مگر وہاں
بھاگنے کا موقع کہاں!

اس مکتوب کا ایک ایک حرف اس روح
کا آئینہ دار ہے جو امیر المؤمنین کے اندر کام
کر رہی تھی یعنی حقوق عباد میں خدا کا خوف،
ذمہ داری کا بے پناہ احساس دوسروں کے افعال سے
اپنے آپ کو بری نہ سمجھنا، اور یہی سچا تقویٰ ہے
(رئیس احمد جعفری)

گورنر بحرین عمر بن ابی سلمہ کے نام

الی عمر بن أبی سلمة المخزومی
وکان عامله علی البحرین فعزله واستعمل
نعمان بن عجلان الزرقی مکانه

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ وَلَّيْتُ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِيَّ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَنَزَعْتُ يَدَكَ بِلَا ذَمٍّ لَكَ، وَلَا تَثْرِيبٍ عَلَيْكَ فَلَقَدْ أَحْسَنْتَ الْوِلَايَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ فَأَقْبِلْ غَيْرَ ظَنِينٍ. وَلَا مَلُومٍ وَلَا مُتَّهَمٍ. وَلَا مَأْثُومٍ فَلَقَدْ أَرَدْتُ الْمَسِيرَ إِلَى ظَلَمَةِ أَهْلِ الشَّامِ وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَشْهَدَ مَعِي فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى جِهَادِ الْعَدُوِّ وَإِقَامَةِ عَمُودِ الدِّينِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

میں نے اب بحرین کی حکومت نعمان بن عجلان زرقی کو دی ہے اور تمہیں معزول کر دیا ہے مگر اس حالت میں کہ تم سے نہ کوئی خطا ہوئی ہے۔ نہ تم پر کوئی الزام آتا ہے۔ تم نے اپنی حکومت خوب چلائی اور اپنی امانت پوری کر دی تم میرے پاس چلے آؤ۔ تم سے نہ کوئی بدگمانی ہے، نہ تم پر کوئی ملامت ہے نہ کوئی تہمت ہے، نہ تمہاری وقعت میں کمی آئی ہے۔

در اصل میں ظالمان شام پر چڑھائی کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ جنگ میں تم بھی میرے ساتھ رہو۔ تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دشمن کے جہاد میں اور ستون دین کی استواری میں مدد لی جاتی ہے۔

اردشیر خرہ[1] کے عامل مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے نام

الی مصقلة بن هبیرة الشیبانی.
وهو عامله علی أردشیر خرة.
بلغني عنك أمر إن كنت فعلته
فقد أسخطت إلهك وأغضبت إمامك
أنك تقسم فيء المسلمين الذي حازته
رماحهم وخيولهم وأريقت
عليه دماؤهم فيمن اعتامك من
أعراب قومك فوالذي فلق الحبة
وبرأ النسمة لئن كان ذلك حقا
لتجدن بك علي هوانا ولتخفن
عندي ميزانا فلا تستهن بحق ربك
ولا تصلح دنياك بمحق دينك فتكون
من الأخسرين أعمالا

مجھے ایک ایسی بات کی خبر ملی ہے کہ اگر واقعی تم اس کے مرتکب ہوتے ہو تو تم نے اپنے خدا کو ناراض اور اپنے امام کو خفا کر لیا ہے تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جو ان کے نیزوں اور گھوڑوں نے حاصل کیا ہے اور جس پر ان کا خون بہا ہے اپنی قوم کے بدوؤں میں بانٹ رہے ہو! قسم اس ذات کی جس نے بیج چھوڑا اور جاندار کو پیدا کیا ہے، اگر یہ خبر صحیح نکلی تو تم میری نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ میرے سامنے ہلکا ہو جائے گا۔ خبردار اپنے پروردگار کے حق کو معمولی نہ سمجھو۔ دین برباد کر کے دنیا آباد نہ کرو، کرو گے تو اخسرین اعمالاً میں سے ہو جاؤ گے۔

---

[1] ایران کے ایک علاقے کا نام

زیاد بن ابیہ کے نام —— ایک خط

زیاد، امیرالمومنین علیہ السلام کا وفادار عہدہ دار تھا بڑا عاقل اور منتظم سمجھا جاتا تھا، اسی لئے امیر معاویہ اسے توڑ کے اپنی طرف کرلینا چاہتے تھے۔ جب وہ کسی طرح قابو میں نہ آیا تو لکھا تم تو میرے بھائی ہو، ابوسفیان کے بیٹے۔ امیرالمومنینؑ کے بعد زیاد معاویہ سے مل گیا تھا۔

الی زیاد بن ابیه وقد بلغه أن معاویة کتب الیه یرید خدیعته باستلحاقه

وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ وَيَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ فَاحْذَرْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ يَأْتِي الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ لِيَقْتَحِمَ غَفْلَتَهُ وَيَسْتَلِبَ غِرَّتَهُ

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلْتَةٌ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَنَزْغَةٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّيْطَانِ لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ وَلَا يُسْتَحَقُّ بِهَا إِرْثٌ وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَا

معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تم سے خط و کتابت شروع کی ہے تاکہ تمہاری عقل کو ٹھوکر کھلائے اور تمہاری استقامت میں رخنہ ڈالے معاویہ سے ہوشیار رہو۔ معاویہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیطان ہے۔ مومن پر آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں سے وار کرتا ہے کہ جدھر بھی موقع ملجائے اپنا عمل دخل کرلے۔

عمر کے زمانے میں ابوسفیان کے منہ سے یوں ہی ایک بات نکل گئی تھی۔ یہ بات شیطان کا ایک وسوسہ تھی جس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے۔ نہ وراثت کا حق مقرر ہوتا ہے۔ ایسی بات کو پکڑنے والا، ہوا کو پکڑنے والے کی طرح ہے۔

عَلَى الْمُدَّعِ وَالتَّوَطِ الْمُدَّبَذْبِ
فَلَمَّا قَرَأَ زِيَادُ الْكِتَابَ قَالَ شَهِدَ
بِهَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَلَمْ تَزَلْ فِي نَفْسِهِ
حَتَّى ادَّعَاهُ مُعَاوِيَةُ.

(زیاد نے خط پڑھ کر نعرہ لگایا: بخدا
گواہی دے دی (یعنی ابوسفیان کے
بیٹے ہونے کی)

امیر المؤمنین کی شہادت کے واقعہ ہائلہ کے
بعد زیاد نے امیر معاویہ کی رفاقت میں اور اس کے
بیٹے عبداللہ بن زیاد نے کربلا کے میدان میں جو کچھ
کیا اس سے تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی واقف
ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

عثمان بن حنیف انصاری گورنر بصرہ کے نام

الی عثمان بن حنیف انصاری
وھو عامله علی البصرة وقد بلغه
انه دعی الی ولیمه قوم من اهلها
فمضی الیها

أَمَّا بَعْدُ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ: فَقَدْ
بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلاً مِنْ فِتْيَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ
دَعَاكَ إِلَى مَأْدُبَةٍ فَأَسْرَعْتَ إِلَيْهَا
تُسْتَطَابُ لَكَ الْأَلْوَانُ وَتُنْقَلُ إِلَيْكَ
الْجِفَانُ. وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ
إِلَى طَعَامِ قَوْمٍ عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ.
وَغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ فَانْظُرْ إِلَى مَا تَقْضَمُهُ
مِنْ هَذَا الْمَقْضَمِ فَمَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ
عِلْمُهُ فَالْفِظْهُ وَمَا أَيْقَنْتَ بِطِيبِ
وُجُوهِهِ فَنَلْ مِنْهُ
أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَأْمُومٍ إِمَاماً
يَقْتَدِي بِهِ وَيَسْتَضِيءُ بِنُورِ عِلْمِهِ

امّا بعد! ابن حنیف، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کے ایک بے فکرے نے تمہیں دعوت دی اور تم دوڑ پڑے، ہر قسم قسم کے کھانے تھے، تم مزا لے لے کے کھاتے تھے اور تمہارے آگے بڑی بڑی قابیں بڑھائی جاتی تھیں ۔

میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم ایسے لوگوں کی دعوت قبول کرو گے، جن کے دروازے پر محتاج دھتکارے جاتے ہیں اور جن کے دسترخوان پر صرف مالدار بُلائے جاتے ہیں ۔

اب سوچو اس دعوت میں تم نے کیا کھایا ہے۔ جس کھانے کی حلت مشتبہ ہو، اسے تھوک کر نکال ڈالو، اور جس کی حلت کا اطمینان ہو تو خیر کوئی مضائقہ نہیں ۔

بات یہ ہے کہ ایک امام ہوتا ہے۔ لوگ اس کی پیروی کرتے، اور اس کے نورِ علم سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ تمہارے امام کے لئے

الا وان امامكم قد اكتفى
من دنياه بطمريه ومن
طعمه بقرصيه الا وانكم
لا تقدرون على ذلك ولكن
أعينوني بورع واجتهاد وعفة
وسداد. فوالله ما كنزت من
دنياكم تبرا ولا ادخرت
من غنائمها وفرا ولا أعددت
لبالي ثوبي طمرا كانت في ا
أيدينا فدك من كل ما أظلته
السماء فشحت عليها نفوس
قوم، وسخت عنها نفوس قوم
آخرين ونعم الحكم الله
وما أصنع بفدك وغير فدك
والنفس مظانها في غد جدث
تنقطع في ظلمته آثارها. وتغيب
أخبارها وحفرة لو زيد في
فسحتها وأوسعت يدا

اس دنیا کے ساز و سامان میں سے پہننے کو دو
گدڑیاں اور کھانے میں دو روٹیاں بہت ہے
لیکن معلوم ہوتا ہے تم سب ایسا نہیں کر سکتے
البتہ اپنی پرہیزگاری، ریاضت، عفت و نیکی
سے میری مدد کر سکتے ہو۔

بخدا تمہاری اس دنیا میں سے میں نے
نہ چاندی سونا جمع کیا ہے نہ اور کوئی دولت
اپنی اس تن کی گدڑی کے سوا کوئی اور گدڑی
سینت نہیں رکھی ہے۔

بے شک اس آسمان کے نیچے ایک فدک[1]
ہی ہمارا تھا، مگر کچھ لوگوں نے بخل سے کام لیا
اور کچھ لوگوں کے منہ پھول گئے۔ سچ ہے
سب سے اچھا حکم اللہ ہی ہے!

اور میں کیا کروں گا فدک کو اور غیر فدک
کو جبکہ نفس کی جگہ کل قبر ہے جس کے اندھیرے
میں زندگی کے سب آثار مٹ جائیں گے اور
ہستی کی تمام خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ کھودنے
والے اس گڑھے کو کشادہ بھی کر دیں تو کیا ہوتا

---

[1] فدک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گاؤں تھا۔ وہاں کے نخلستان آپ نے آدھے آدھ
پر باشندوں ہی کے ہاتھ میں چھوڑ دیے تھے۔ تمام شیعہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ نے فدک حضرت فاطمہ علیہا السلام
کو بخش دیا تھا۔ مگر خلیفہ اول نے اسے تسلیم نہیں کیا اور کہا رسول اللہ اس سے مسلمانوں کی خبر گیری کیا
فرمایا کرتے تھے میں بھی کروں گا اور اس کا منتظم رہوں گا۔

حَافِرُهَا لَأَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَ
الْمَدَرُ وَسَدَّ فُرَجَهَا التُّرَابُ
الْمُتَرَاكِمُ، وَإِنَّمَا هِيَ نَفْسِي أَرُو
ضُهَا بِالتَّقْوَى لِتَأْتِيَ آمِنَةً يَوْمَ
الْخَوْفِ الْأَكْبَرِ وَتَثْبُتَ عَلَى جَوَا
نِبِ الْمَزْلَقِ وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَيْتُ
الطَّرِيقَ إِلَى مُصَفَّى هٰذَا الْعَسَلِ
وَلُبَابِ هٰذَا الْقَمْحِ وَنَسَائِجِ هٰذَا
الْقَزِّ وَلٰكِنْ هَيْهَاتَ أَنْ يَغْلِبَنِي
هَوَايَ وَيَقُودَنِي جَشَعِي، إِلَى
تَخَيُّرِ الْأَطْعِمَةِ وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ
أَوِ الْيَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ
فِي الْقُرْصِ وَلَا عَهْدَ لَهُ
بِالشِّبَعِ أَوْ أَبِيتَ مِبْطَانًا وَحَوْلِي
بُطُونٌ غَرْثَى وَأَكْبَادٌ حَرَّى
أَوْ أَكُونَ كَمَا قَالَ الْقَائِلُ:
وَحَسْبُكَ دَاءً أَنْ تَبِيتَ بِبِطْنَةٍ
وَحَوْلَكَ أَكْبَادٌ تَحِنُّ إِلَى
الْقِدِّ. أَأَقْنَعُ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ
يُقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا
أُشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ
الدَّهْرِ، أَوْ أَكُونَ أُسْوَةً
لَهُمْ فِي جُشُوبَةِ الْعَيْشِ. فَمَا

ہے، پتھر اور مٹی سے وہ بھر تنگ ہو جائے گا
اس کی وسعت مٹی کی تہوں سے بند ہو جائے گی
یہ میرا نفس ہے جسے تقویٰ الٰہی کے ذریعے
مغلوب کر رہا ہوں، تا کہ خوف اکبر کے دن امن
میں رہے اور صراط پر پھسل نہ پڑے۔
اگر میں چاہتا تو آسانی سے اس شہد مصفیٰ
سے، گیہوں کے خلاصے سے اس نرم ریشم سے
تن آسانیاں مہیا کر سکتا تھا، مگر یہ کہاں ممکن؟
خواہش مجھے مغلوب نہیں کر سکتی، حرص اچھے
کھانوں پر مجھے رجھا نہیں سکتی جبکہ حجاز میں
یا یمامہ میں شاید کوئی ایسا ہو، جسے ایک
روٹی کی بھی امید نہیں، جس نے کبھی شکم سیری
جانی ہی نہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں شکم سیر
ہوں اور میرے گرد بھوکے پیٹ اور پیاسے
جگر بلبلا رہے ہوں؟ کیا میں ایسا ہو جاؤں
جیسا شاعر نے کہا ہے ؎
وحسبک داء ان تبیت ببطنۃ
وحولک اکباد تحن الی القد
(یہ بیماری کیا کم ہے کہ تمہارا پیٹ کھانوں سے
بھرا ہو۔ لوگ چیچھڑوں تک کو ترس رہے ہوں)
کیا اس پر خوش ہو جاؤں کہ مجھے امیر المومنین
کہا جاتا ہے، مگر مومنوں کی مصیبتوں میں ان کا
شریک حال نہ ہوں، روکھی سوکھی زندگی میں

خُلِقْتُ لِيَشْغَلَنِي أَكْلُ الطَّيِّبَاتِ
كَالْبَهِيمَةِ الْمَرْبُوطَةِ هَمُّهَا
عَلَفُهَا؛ أَوِ الْمُرْسَلَةِ شُغُلُهَا
تَقَمُّمُهَا تَكْتَرِشُ مِنْ أَعْلَافِهَا
وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا أَوْ أُتْرَكَ
سُدًى وَأُهْمَلَ عَابِثًا، أَوْ أَجُرَّ
حَبْلَ الضَّلَالَةِ أَوْ أَعْتَسِفَ طَرِيقَ
الْمَتَاهَةِ وَكَأَنِّي بِقَائِلِكُمْ
يَقُولُ إِذَا كَانَ هٰذَا قُوتَ
ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَدْ قَعَدَ
بِهِ الضَّعْفُ عَنْ قِتَالِ الْأَقْرَانِ
وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ؟ أَلَا وَ
إِنَّ الشَّجَرَةَ الْبَرِّيَّةَ أَقْوَى.
وُقُودًا. وَأَبْطَأُ خُمُودًا! وَأَنَا
مِنْ رَسُولِ اللهِ كَالصِّنْوِ مِنَ
الصِّنْوِ؛ وَالذِّرَاعِ مِنَ الْعَضُدِ
وَاللهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلَى
قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا وَلَوْ
أَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِقَا
بِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا وَسَأَجْهَدُ
فِي أَنْ أُطَهِّرَ الْأَرْضَ مِنْ
هٰذَا الشَّخْصِ الْمَعْكُوسِ؛

ان کے لئے نمونہ نہ بنوں؛ اس لئے تو مجھے پیدا
نہیں کیا گیا کہ اچھے کھانوں میں میرا دل اس بندھے
ہوئے چوپائے کی طرح اٹکا رہے۔ جسے اپنے
چارے دانے کے سوا کوئی فکر نہ ہوتی، یا کھلے
ہوئے جانور کی طرح ہو جاؤں جس کا کام
بس چرنا ہے۔ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور
ماسوا سے غافل رہتا ہے، کیا میرے لئے
مناسب ہے کہ یونہی بے مطلب، بے نامرہ
عبث زندگی بسر کروں؛ بے مقصد اپنے
دن پورے کرتا ہوں؛ گمراہی کی رسی کھینچتا پھروں
یا حیرانی کا شکار ہو جاؤں؛
اور گویا میں تمہارے کسی کہنے والے کا کہنا
سن رہا ہوں کہ ابوطالب کے بیٹے کی خوراک کا
یہ حال ہے تو کمزوری نے اسے برابر والوں کی
جنگ اور بہادروں کے مقابلے سے ضرور بٹھا
دیا ہوگا۔ لیکن نہیں بات ایسی نہیں ہے۔ کیا
تم نہیں جانتے کہ میدانی درخت بہت مضبوط
ہوتا ہے اور تر و تازہ پیڑ نازک ہوتے ہیں
بیابانی لکڑی کا ایندھن زیادہ آگ دیتا اور
دیر میں بجھتا ہے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم، دونوں ایسے ہیں، جیسے ایک ہی جڑ
کے دو نخل، جیسے کلائی اور بازو[1] بخدا پورا عرب

[1] غرض یہ ظاہر کرنا ہے کہ رسول اللہؐ کی خوراک بھی نہایت معمولی تھی اس پر بھی سب سے زیادہ طاقت ور تھے امیر المومنین رسول اللہؐ سے کچھ جدا نہیں کہ الگ حال ہو۔

وَالْجِسْمِ الْمَرْكُوسِ حَتَّى
تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ
حَبِّ الْحَصِيدِ

(وَمِن هذا الكتاب
وهو آخره)

إِلَيْكِ عَنِّي يَا دُنْيَا فَحَبْلُكِ
عَلَى غَارِبِكِ قَدِ انْسَلَلْتُ مِنْ
مَخَالِبِكِ وَأَفْلَتُّ مِنْ حَبَائِلِكِ
وَاجْتَنَبْتُ الذَّهَابَ فِي مَدَاحِضِكِ
أَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِينَ غَرَرْتِهِمْ
بِمَدَاعِبِكِ أَيْنَ الْأُمَمُ الَّذِينَ
فَتَنْتِهِمْ بِزَخَارِفِكِ؟ فَهَا هُمْ
رَهَائِنُ الْقُبُورِ، وَمَضَامِينُ
اللُّحُودِ! وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتِ شَخْصاً
مَرْئِيّاً وَقَالَباً حِسِّيّاً لَأَقَمْتُ
عَلَيْكِ حُدُودَ اللّٰهِ فِي عِبَادٍ غَرَرْ
تِهِمْ بِالْأَمَانِي وَأُمَمٍ
أَلْقَيْتِهِمْ فِي الْمَهَاوِي وَمُلُوكٍ
أَسْلَمْتِهِمْ إِلَى التَّلَفِ وَأَوْرَدْتِهِمْ
مَوَارِدَ الْبَلَاءِ إِذْ لَا وِرْدَ وَلَا
صَدَرَ هَيْهَاتَ مَنْ وَطِئَ
دَحْضَكِ زَلِقَ، وَمَنْ رَكِبَ
لُجَجَكِ غَرِقَ وَمَنِ ازْوَرَّ

بھی مجھ سے لڑائی میں ایکا کر لے تو بھی میں پیٹھ
پھیرنے کا نہیں بلکہ موقع پاتے ہی اس کی گردن
پر ٹوٹ پڑوں گا۔ میری کوشش رہے گی کہ زمین
کو اس شخص (معاویہ) سے پاک کر دوں جس کی
عقل بھی اُلٹی ہے اور جسم بھی اُلٹا ہے تاکہ دودھ
کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے۔

اے دُنیا دُور ہو مجھ سے جہاں جانا ہو،
چلی جا! میں تیرے چنگل سے نکل چکا ہوں تیرے
جال سے چھٹ چکا ہوں، تیری کھائی ٹھوکروں
سے اپنے پاؤں بچا چکا ہوں وہ لوگ کہاں ہیں
جنہوں نے تیرے چونچلوں سے دھوکہ کھایا؟
وہ قومیں کیا ہوئیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں
میں پھانسا؟ دیکھو، وہ قبروں میں بند ہیں اور زمین
کی مٹی بن چکے ہیں۔ واللہ اگر تو کوئی ایسا وجود
ہوتی جس کے جسم ہوتا، جسے دیکھا جا سکتا،
جسے پکڑا جا سکتا تو میں تجھے اس جرم پر خدا
کی مقرر کی ہوئی سزا ضرور دیتا۔ تو نے نہ جانے
کتنے انسانوں کو جھوٹی آرزوؤں کے جال میں
پھنسایا اور ہلاکتوں کے حوالے کر دیا۔ کتنے
بادشاہوں کو بربادیوں کے سپرد اور تباہیوں کے
گھاٹ اتار دیا۔ ہیہات! تیرے پھسلاوے پر
جس نے پاؤں رکھا پھسل گیا۔ تیری موجوں پر
جو سوار ہوا ڈوب گیا۔ لیکن جو تیرے جال سے

معاویہ کے نام ایک مکتوب گرامی

الی معاویة

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُزْرِيَانِ
بِالْمَرْءِ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ
وَيُبْدِيَانِ خَلَلَهُ عِنْدَ مَنْ يَعِيبُهُ
وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكٍ
مَا قُضِيَ فَوَاتُهُ. وَقَدْ رَامَ
أَقْوَامٌ أَمْرًا بِغَيْرِ الْحَقِّ
فَتَأَوَّلُوا عَلَى اللهِ فَأَكْذَبَهُمْ. فَاحْذَرْ يَوْمًا يَغْتَبِطُ
فِيهِ مَنْ أَحْمَدَ عَاقِبَةَ
عَمَلِهِ وَيَنْدَمُ مَنْ
أَمْكَنَ الشَّيْطَانَ مِنْ قِيَادِهِ
فَلَمْ يُجَاذِبْهُ
وَقَدْ دَعَوْتَنَا إِلَى حُكْمِ
الْقُرْآنِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ
وَلَسْنَا إِيَّاكَ أَجَبْنَا وَلَكِنَّا

یاد رکھو سرکشی اور دروغ سے آدمی اپنے دین میں بھی رسوا ہو جاتا ہے اور دنیا میں بھی یہ خصلتیں سمجھنے والوں پر آدمی کی اصلیت کھول دیتی ہیں۔ تم خوب جانتے ہو کہ عثمان رض کا خون ختم ہو چکا ہے اور تم اسے پا نہیں سکتے ایک اور گروہ نے بھی حق کو چھوڑ کر ایسی ہی بات چاہی تھی اور خدا کے خلاف تاویل کر گزرے تھے، مگر خدا نے انہیں جھٹلایا[1]۔ پس تم اس دن سے ڈرو، جب وہی آدمی خوش ہوگا جس نے اپنے عمل کا نتیجہ محمود بنا لیا ہے اور اس کے حصے میں ندامت آئے گی جس نے اپنی لگام شیطان کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اس سے چھیننا نہیں چاہتا۔ تم نے ہمیں قرآن کی طرف بلایا ——— تم اہل قرآن نہ تھے ——— اس پر بھی ہم نے قرآن کی طرف تمہاری دعوت قبول کر لی ــ دراصل ہم نے

---

[1] جنگ جمل والوں کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی خون عثمان رض کا نعرہ بلند کر کے اٹھے تھے۔

أَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِي حُكْمِهِ وَ السَّلَامُ ۔	تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہا بلکہ قرآن کو حکم ٹھہرانے میں خود محکم قرآن کی تعمیل کی ہے ۔ والسلام

اس مکتوب میں امیر المؤمنین نے واضح کیا ہے ، کہ وہ پیہم اور مسلسل عدوان و طغیان کے باوجود کس طرح امیر معاویہ کو طرح دیتے رہے اور اصلاح احوال کی توقع کرتے رہے ۔

(رئیس احمد جعفری)

معاویہ کے نام ایک معرکہ آرا خط

الیٰ معاویة

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا وَابْتَلَى فِيهَا أَهْلَهَا لِيَعْلَمَ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَلَسْنَا لِلدُّنْيَا خُلِقْنَا، وَلاَ بِالسَّعْيِ فِيهَا أُمِرْنَا وَإِنَّمَا وُضِعْنَا فِيهَا لِنُبْتَلَى بِهَا وَقَدِ ابْتَلاَنِي اللّٰهُ بِكَ وَابْتَلاَكَ بِي فَجَعَلَ أَحَدَنَا حُجَّةً عَلَى الآخَرِ، فَعَدَوْتَ عَلَى الدُّنْيَا بِتَأْوِيلِ الْقُرْآنِ فَطَلَبْتَنِي بِمَا لَمْ تَجْنِ يَدِي وَلاَ لِسَانِي وَعَصَبْتَهُ أَنْتَ وَأَهْلُ الشَّامِ بِي وَأَلَّبَ عَالِمُكُمْ جَاهِلَكُمْ وَقَائِمُكُمْ قَاعِدَكُمْ فَاتَّقِ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ وَنَازِعِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ وَاصْرِفْ إِلَى الآخِرَةِ وَجْهَكَ فَهِيَ طَرِيقُنَا وَطَرِيقُكَ وَاحْذَرْ أَنْ يُصِيبَكَ اللّٰهُ مِنْهُ بِعَاجِلِ قَارِعَةٍ تَمَسُّ الأَصْلَ وَتَقْطَعُ الدَّابِرَ؛ فَإِنِّي أُولِي لَكَ بِاللّٰهِ أَلِيَّةً غَيْرَ

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے دُنیا آخرت کے لئے بنائی ہے اور دُنیا والوں کو آزمائش میں رکھ دیا ہے کہ ظاہر ہو جائے سب سے اچھے عمل والا کون ہے۔ ہم نہ دُنیا کے لئے پیدا ہوئے ہیں، نہ دُنیا کمانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، بلکہ ہم دُنیا میں صرف اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ ہماری آزمائش کی جائے۔ اسی اصول پر خدا نے تمہیں میری آزمائش بنا دیا ہے اور مجھے تمہاری آزمائش ٹھہرا دیا ہے۔ تم مجھ پر حجت قرار دے دیئے گئے ہو اور میں تم پر۔ مگر تم قرآن کی تاویل کر کے دنیا کی طرف مڑ گئے۔ اور مجھ سے ایسا مواخذہ کرنے لگے جس کا جرم نہ میرے ہاتھ نے کیا اور میری زبان اس سے آشنا ہوئی، مگر تم نے اور تمہارے ساتھی شامیوں نے اسے میرے سر تھوپ دیا۔ تمہارے عالم نے جاہل کو برانگیختہ کیا اور کھڑے لوگوں نے بیٹھے ہوؤں کو ورغلایا ہے۔

اے شخص! اپنے نفس کے معاملے میں خدا سے

فَأُجْرِ بِهِ لَئِنْ جَمَعَتْنِي وَإِيَّاكَ جَوَامِعُ الْأَقْدَارِ لَا أَزَالُ بِبَاحَتِكَ حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ

ڈر اپنی نکیل شیطان کے ہاتھ سے چھینے میں جھگڑا کر اور اپنا رُخ آخرت کی طرف پھیر دے کہ آخرت ہی ہم سب کی منزل ہے اور اس بات سے ڈر کہ خدا کی طرف سے کوئی ناگہانی آفت تجھ پر ٹوٹ پڑے اور تیرا تسمہ بھی باقی نہ رہنے دے[1]

معاویہ! میں تجھ سے ایسی قسم کھاتا ہوں جو ٹوٹنے والی نہیں کہ اگر جوامع تقدیر نے مجھے اور تجھے جمع کر دیا تو اس وقت تک تیرے آنگن سے نہیں ہٹوں گا جب تک خدا ہم میں فیصلہ نہ کر دے اور خدا ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

---

[1] امیرالمؤمنین کا یہ اندازہ حرف بحرف پورا ہوا اور معاویہ کے بعد چند ہی سال میں حکومت بھی خاندان سے نکل گئی اور خود خاندان بھی پردۂ گمنامی میں چھپ گیا۔

مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام عجیب خط

إلى أهل الكوفة عند مسيره
من المدينة إلى البصرة
أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي خَرَجْتُ مِنْ حَيِّي
هٰذَا إِمَّا ظَالِمًا وَإِمَّا مَظْلُومًا وَإِمَّا
بَاغِيًا وَإِمَّا مَبْغِيًّا عَلَيْهِ وَإِنِّي أُذَكِّرُ
مَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي هٰذَا لَمَّا نَفَرَ إِلَيَّ
فَإِنْ كُنْتُ مُحْسِنًا أَعَانَنِي وَإِنْ كُنْتُ
مُسِيئًا اسْتَعْتَبَنِي

میں اپنے اس مقام سے جا رہا ہوں،
اور اس حال میں ہوں کہ ظالم ہوں یا مظلوم
سرکش ہوں یا خود مجھ پر سرکشی کی گئی ہے
میں خدا کے نام پر ان سب لوگوں سے کہتا
ہوں جن کے پاس میرا خط پہنچے کہ جوق جوق
چلے آئیں اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اگر
میں حق پر استوار نکلوں تو میرا ساتھ دیں یا
بھٹک گیا ہوں تو مجھے سیدھی راہ پکڑا کر دیں

طلحہؓ اور زبیرؓ کے نام[1]

إلى طلحة والزبير ذكر أبو جعفر الإسكافي في كتاب المقامات في مناقب أمير المؤمنين عليه السلام

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ عَلِمْتُمَا وَإِنْ كَتَمْتُمَا أَنِّي لَمْ أُرِدِ النَّاسَ حَتَّى أَرَادُونِي وَلَمْ أُبَايِعْهُمْ حَتَّى بَايَعُونِي وَإِنَّكُمَا مِمَّنْ أَرَادَنِي وَبَايَعَنِي وَإِنَّ الْعَامَّةَ لَمْ تُبَايِعْنِي لِسُلْطَانٍ غَالِبٍ وَلَا لِعَرَضٍ حَاضِرٍ فَإِنْ كُنْتُمَا بَايَعْتُمَانِي طَائِعَيْنِ فَارْجِعَا وَتُوبَا إِلَى اللَّهِ مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ كُنْتُمَا بَايَعْتُمَانِي كَارِهَيْنِ فَقَدْ جَعَلْتُمَا لِي عَلَيْكُمَا السَّبِيلَ بِإِظْهَارِكُمَا الطَّاعَةَ وَإِسْرَارِكُمَا الْمَعْصِيَةَ وَلَعَمْرِي مَا كُنْتُمَا بِأَحَقِّ الْمُهَاجِرِينَ بِالتَّقِيَّةِ وَالْكِتْمَانِ وَإِنَّ دَفْعَكُمَا

اما بعد! تم دونوں اچھی طرح جانتے ہو اگرچہ چھپاتے ہو۔ کہ میں لوگوں کی طرف نہیں بڑھا تھا۔ لوگ ہی میری طرف بڑھے تھے میں نے انہیں اپنی بیعت کی طرف نہیں بلایا تھا۔ وہ خود ہی میری بیعت کے لئے آئے تھے اور میں نے بیعت قبول کر لی۔ تم دونوں بھی میری طرف بڑھے تھے اور تم دونوں نے میری بیعت کی تھی لوگوں نے میری بیعت نہ کسی طاقت کے خوف سے نہ کسی نفع کی لالچ میں کی تھی۔ پس اگر تم نے بھی میری بیعت اپنی مرضی سے کی تھی، تو لوٹ آؤ اور جلد سے جلد توبہ کر لو اور اگر مجبوری سے کی تھی، تو بھی اپنے خلاف میری حجت تمام کر چکے ہو۔ اس لئے کہ ظاہر کرتے رہے فرمانبرداری اور چھپاتے رہے نافرمانی۔ بخدا مہاجرین میں تم جیسوں کے لئے تقیہ و کتمان ہرگز مناسب نہ تھا۔ بیعت میں داخل ہونے

---

[1] ابوجعفر اسکافی نے اپنی کتاب "مقامات" میں مناقب امیرالمومنین کے سلسلہ میں اسے درج کیا ہے (جعفری)

هٰذَا الْأَمْرِ مِنِّي، قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَا فِيهِ
كَانَ أَوْسَعَ عَلَيْكُمَا مِنْ خُرُوجِكُمَا
مِنْهُ بَعْدَ إِقْرَارِكُمَا بِهِ

وَ قَدْ زَعَمْتُمَا أَنِّي قَتَلْتُ عُثْمَانَ
فَبَيْنِي وَ بَيْنَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي وَ
عَنْكُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ يُلْزَمُ
كُلُّ امْرِئٍ بِقَدْرِ مَا احْتَمَلَ فَارْ
جِعَا أَيُّهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَأْيِكُمَا فَإِنَّ
الْآنَ أَعْظَمَ أَمْرِكُمَا الْعَارُ مِنْ قَبْلِ
أَنْ يَجْتَمِعَ الْعَارُ وَ النَّارُ وَ السَّلَامُ

سے پہلے اس معاملے میں تمہیں مخالفت کی
گنجائش تھی ۔ اب گنجائش کہاں کہ اقرار کر چکنے
کے بعد خارج ہو جاؤ ۔

تم دعوے کرتے ہو کہ میں نے عثمان کو
قتل کیا ہے، تو آؤ ہم اپنے درمیان مدینہ کے
ان لوگوں کو حکم بنا دیں جو مجھ سے بھی الگ ہیں،
اور تم سے بھی الگ ہیں ۔ اس کے بعد ہم میں سے
ہر ایک کے حصے میں وہی آئے گا، جو اس نے
لیا ہے ۔

اے سن رسیدہ بزرگو! اپنی روش سے باز آ
جاؤ ۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ دنیا
کی رسوائی اٹھانا پڑے گی، مگر یہ بھی تو سوچو، بعد
میں دنیا کی رسوائی کے ساتھ دوزخ بھی جمع ہو
جائے گی ۔ والسلام

مالک اشتر نخعی کو وصیت

یہ نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں نہ کالج تھے نہ یونیورسٹیاں، نہ علم سیاست مدون ہوا تھا، نہ عربوں کو حکمرانی کا تجربہ تھا۔ اس پر بھی امیرالمومنین نے انتہائی اختصار و بلاغت سے حکمرانی اور سیاست مدن کے جو اصول اس تحریر میں جمع کر دیئے ہیں، آج بھی ان سے متمدن حکمران مستغنی نہیں ہو سکتے۔

كتبه للأشتر النخعي لما ولاه على مصر وأعمالها حين اضطرب أمر محمد بن أبي بكر وهو أطول عهد وأجمع كتبه للمحاسن

بسم الله الرحمن الرحيم

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللهِ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ حِينَ وَلَّاهُ مِصْرَ جِبَايَةَ خَرَاجِهَا وَجِهَادَ عَدُوِّهَا وَاسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ وَإِيثَارِ طَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

یہ ہے وہ وصیت جس کا حکم دیا ہے اللہ کے بندے علیؑ امیرالمومنین نے مالک بن الحارث اشتر کو جب اسے مصر کا گورنر بنایا تا کہ اس ملک کا خراج جمع کرے، اس کے دشمنوں سے لڑے، اس کے باشندوں کی سود و بہبود کا خیال رکھے اور اس کی زمین کو آباد کرے۔

مالک کو حکم دیا ہے تقویٰ الٰہی کا، اطاعت خداوندی کو مقدم رکھنے کا اور کتاب اللہ کے مقرر کئے ہوئے فرائض و سنن کی پیروی کا، اس لئے آدمی کی سعادت انہی کی پیروی سے وابستہ ہے اور ان سے انکار کرنے اور انہیں گنوا دینے

كِتَابِهِ مِنْ فَرَائِضِهِ وَسُنَنِهِ الَّتِي لَا يَسْعَدُ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا وَلَا يَشْقَى إِلَّا مَعَ جُحُودِهَا وَإِضَاعَتِهَا

میں سراسر بدبختی ہے۔

وَأَنْ يَنْصُرَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِقَلْبِهِ وَيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَإِنَّهُ جَلَّ اسْمُهُ قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ وَإِعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ

اور حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں اپنے دل سے اپنے ہاتھ سے، اپنی زبان سے سرگرم رہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کی نصرت پر کمربستہ ہوگا نصرت و تائید خداوندی اسے حاصل رہے گی۔

وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْسِرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَيَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ اللّٰهُ

اور حکم دیا ہے کہ خواہشوں کے موقع پر اپنے نفس کو توڑے، سرکشی کے وقت اسے روکے کیونکہ نفس برائی کی طرف لے جاتا ہے مگر یہ کہ خدا کا رحم آدمی کے شامل حال ہو جائے۔

ثُمَّ اعْلَمْ يَا مَالِكُ أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُوَلٌ قَبْلَكَ مِنْ عَدْلٍ وَجَوْرٍ وَأَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ الْوُلَاةِ قَبْلَكَ وَيَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ وَإِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْرِي اللّٰهُ لَهُمْ عَلَى أَلْسُنِ عِبَادِهِ فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الذَّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ فَامْلِكْ هَوَاكَ وَشُحَّ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ الْإِنْصَافُ مِنْهَا فِيمَا أَحَبَّتْ

اس کے بعد اے مالک میں تجھے ایسے ملک میں بھیج رہا ہوں جس پر تجھ سے پہلے بھی حکومتیں گذر چکی ہیں، عادل بھی اور ظالم بھی۔ لوگ تیری حکومت کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تو اگلے حاکموں کی حکومتوں کو دیکھتا رہا ہے اور تیرے حق میں بھی وہی کہا جائے گا جو تو ان حاکموں کے حق میں کہا کرتا تھا۔

تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ نیک آدمی اس آواز سے پہچانا جاتا ہے جو خدا اپنے بندوں کی زبان پر اس کے لئے جاری کر دیتا ہے۔

أَوْ كَرِهْتَ وَأَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ
لِلرَّعِيَّةِ وَالْمَحَبَّةَ لَهُمْ. وَاللُّطْفَ
بِهِمْ وَلَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعًا
ضَارِيًا تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ فَإِنَّهُمْ
صِنْفَانِ: إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ أَوْ
نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ
وَتَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلَلُ وَيُؤْتَى عَلَى
أَيْدِيهِمْ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاءِ فَأَعْطِهِمْ
مِنْ عَفْوِكَ وَصَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تُحِبُّ
أَنْ يُعْطِيَكَ اللّٰهُ مِنْ عَفْوِهِ وَصَفْحِهِ
فَإِنَّكَ فَوْقَهُمْ وَوَالِي الْأَمْرِ عَلَيْكَ
فَوْقَكَ وَاللّٰهُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاكَ وَقَدِ
اسْتَكْفَاكَ أَمْرَهُمْ وَابْتَلَاكَ بِهِمْ
وَلَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ لِحَرْبِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ
لَا يَدَيْ لَكَ بِنِقْمَتِهِ وَلَا غِنَى بِكَ عَنْ
عَفْوِهِ وَرَحْمَتِهِ وَلَا تَنْدَمَنَّ عَلَى عَفْوٍ
وَلَا تَبْجَحَنَّ بِعُقُوبَةٍ وَلَا تُسْرِعَنَّ
إِلَى بَادِرَةٍ وَجَدْتَ مِنْهَا مَنْدُو
حَةً وَلَا تَقُولَنَّ إِنِّي مُؤَمَّرٌ آمُرُ
فَأُطَاعُ فَإِنَّ ذٰلِكَ إِدْغَالٌ فِي الْقَلْبِ
وَمَنْهَكَةٌ لِلدِّينِ وَتَقَرُّبٌ
مِنَ الْغِيَرِ وَإِذَا أَحْدَثَ لَكَ
مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ سُلْطَانِكَ أُبَّهَةً

لہٰذا تیرا دل پسند ذخیرہ عمل صالح کا ذخیرہ ہو۔ یہ ذخیرہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ تجھے اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو۔ جو چیز حلال نہیں ہے۔ اس کے لئے تیرا دل کتنا ہی مچلے اپنے آپ کو اس سے دُور رکھ۔

یہ بھی جان لو کہ محبوبات و مکروہات میں نفس کی مخالفت کرنا ہی نفس سے انصاف کرنا ہے۔

اپنے دل میں رعایا کے لئے رحم، محبت، لطف پیدا کرنا۔ خبردار، رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ انہیں لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے۔

رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے:۔ تمہارے دینی بھائی یا مخلوقِ خدا ہونے کے لحاظ سے تمہارے جیسے آدمی۔ لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں۔ جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں۔ تم اپنے عفو و کرم کا دامن خطاروں کے لئے اسی طرح پھیلا دینا جس طرح تمہاری آرزو ہے کہ خدا تمہاری خطاؤں کے لئے اپنا دامنِ عفو و کرم پھیلائے۔

کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو۔ خلیفہ تمہارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم

أَوْ مَخِيلَةً فَانْظُرْ إِلَى عِظَمِ مُلْكِ اللهِ فَوْقَكَ وَقُدْرَتِهِ مِنْكَ عَلَى مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ نَفْسِكَ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ يُطَامِنُ إِلَيْكَ مِنْ طِمَاحِكَ وَيَكُفُّ عَنْكَ مِنْ غَرْبِكَ وَيَفِيءُ إِلَيْكَ بِمَا عَزَبَ عَنْكَ مِنْ عَقْلِكَ

إِيَّاكَ وَمُسَامَاةَ اللهِ فِي عَظَمَتِهِ وَالتَّشَبُّهَ بِهِ فِي جَبَرُوتِهِ فَإِنَّ اللهَ يُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ وَيُهِينُ كُلَّ مُخْتَالٍ

أَنْصِفِ اللهَ وَأَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ وَمِنْ خَاصَّةِ أَهْلِكَ وَمَنْ لَكَ فِيهِ هَوًى مِنْ رَعِيَّتِكَ فَإِنَّكَ إِلَّا تَفْعَلْ تَظْلِمْ وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللهِ كَانَ اللهُ خَصْمَهُ دُونَ عِبَادِهِ وَمَنْ خَاصَمَهُ اللهُ أَدْحَضَ حُجَّتَهُ وَكَانَ لِلَّهِ حَرْبًا حَتَّى يَنْزِعَ أَوْ يَتُوبَ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَدْعَى إِلَى تَغْيِيرِ نِعْمَةِ اللهِ وَتَعْجِيلِ نِقْمَتِهِ مِنْ إِقَامَةٍ عَلَى ظُلْمٍ. فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ دَعْوَةَ الْمُضْطَهَدِينَ وَهُوَ لِلظَّالِمِينَ بِالْمِرْصَادِ

وَلْيَكُنْ أَحَبُّ الْأُمُورِ إِلَيْكَ أَوْسَطَهَا فِي الْحَقِّ. وَأَعَمَّهَا فِي الْعَدْلِ وَأَجْمَعَهَا لِرِضَا الرَّعِيَّةِ

ہے۔ خلیفہ نے تمہیں گورنر بنایا ہے اور مصر کی ترقی و اصلاح کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے ؛

خدا سے لڑائی نہ مول لینا۔ کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں۔ خدا کے عفو و رحمت سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے ؛

عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا۔ غصہ آتے ہی دھڑ سے نہ پڑنا بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصے کو پی جانا ؛

خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں اور اب میں ہی سب کچھ ہوں سب کو میری تابعداری کرنا چاہیئے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے ؛

اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ — خدا — کی طرف دیکھنا جو تمہارے اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے جو تم خود بھی اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی۔ حدت گھٹ جائے گی۔ بھٹکی ہوئی عقل لوٹ آئے گی ؛

فَإِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ بِرِ
ضَا الْخَاصَّةِ وَإِنَّ سُخْطَ الْخَاصَّةِ
يُغْتَفَرُ مَعَ رِضَا الْعَامَّةِ وَلَيْسَ
أَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ أَثْقَلَ عَلَى الْوَالِي
مَؤُونَةً فِي الرَّخَاءِ وَأَقَلَّ مَعُو
نَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ وَأَكْرَهَ لِلْإِنْصَا
فِ وَأَسْأَلَ بِالْإِلْحَافِ وَأَقَلَّ شُكْراً
عِنْدَ الْإِعْطَاءِ وَأَبْطَأَ عُذْراً عِنْدَ
الْمَنْعِ وَأَضْعَفَ صَبْراً عِنْدَ مُلِمَّاتِ
الدَّهْرِ مِنْ أَهْلِ الْخَاصَّةِ وَإِنَّمَا عِمَادُ
الدِّينِ وَجِمَاعُ الْمُسْلِمِينَ وَالْعُدَّةُ
لِلْأَعْدَاءِ الْعَامَّةُ مِنَ الْأُمَّةِ فَلْيَكُنْ
صِغْوُكَ لَهُمْ وَمَيْلُكَ مَعَهُمْ

وَلْيَكُنْ أَبْعَدَ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ
وَأَشْنَأَهُمْ عِنْدَكَ أَطْلَبُهُمْ لِمَعَايِبِ
النَّاسِ فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوباً الْوَالِي أَحَقُّ
مَنْ سَتَرَهَا فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا
غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ
تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ وَاللَّهُ يَحْكُمُ
عَلَى مَا غَابَ عَنْكَ فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ
مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللَّهُ مِنْكَ
مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ
أَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ

خبردار! خدا کے ساتھ اس کی عظمت میں
بازی نہ لگانا، اس کی جبروت میں تشبہ اختیار
نہ کرنا، کیونکہ خدا جبار کو ذلیل کرتا ہے
اور مغروروں کو نیچا دکھا دیتا ہے۔

اپنی ذات کے معاملے میں اپنے خاص عزیزوں
کے معاملے میں اور ان کے معاملے میں جنہیں تم
اپنی رعایا میں سے چاہتے ہو، خدا سے بھی
انصاف کرنا اور خدا کے بندوں سے بھی انصاف
کرنا۔ یہ نہ کرو گے تو ظلم کرنے لگو گے۔

یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم
کرتا ہے تو خود خدا اپنے مظلوم بندوں کی طرف
سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے اور مطلب یہ ہے
خدا جس کا حریف بن جائے اس کی حجت باطل
ہو جاتی ہے۔ وہ خدا سے لڑائی ٹھاننے کا
مجرم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ باز آ جائے اور
توبہ کر لے۔ خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر
بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے
زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو
اختیار کر لے۔ یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا
اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے۔

تمہیں سب سے زیادہ پسند وہ راہ
ہونا چاہیئے جو حق کے لحاظ سے سب سے
زیادہ درمیانی، انصاف کی رو سے سب سے

كُلَّ حِقْدٍ وَاَقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ، وَتَغَابَ عَنْ كُلِّ مَالَا يَصِحُّ لَكَ وَلَا تَعْجَلَنَّ إِلَى تَصْدِيْقِ سَاعٍ فَإِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌ وَإِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِيْنَ وَلَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُوْرَتِكَ بَخِيْلاً يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ وَيَعِدُكَ الْفَقْرَ وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُوْرِ وَلَا حَرِيْصًا يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ، فَإِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّى يَجْمَعُهَا سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ

إِنَّ شَرَّ وُزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيْرًا وَمَنْ شَرِكَهُمْ فِي الْآثَامِ فَلَا يَكُوْنَنَّ لَكَ بِطَانَةً فَإِنَّهُمْ أَعْوَانُ الْأَثَمَةِ وَإِخْوَانُ الظَّلَمَةِ وَأَنْتَ وَاجِدٌ مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَنَفَاذِهِمْ وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ آصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنْ ظَالِمًا عَلَى ظُلْمِهِ وَلَا آثِمًا عَلَى

زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ خوشنود کرنے والی ہو۔

یاد رکھو عوام کی ناراضی، خواص کی رضامندی کو بہا لے جاتی ہے، اور خواص کی ناراضی عوام کی ناراضی کے ہوتے ہوئے گوارا کر لی جاتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ خوشحالی میں جو لوگ حاکم کے لئے سب سے بڑا بوجھ، سب سے کم کارآمد، انصاف سے گھبرانے والے، مانگنے میں اصرار کرنے والے، بخشش و عطا کے موقع پر کم سے کم شکر گزار ہونے والے، انعام و اکرام سے محرومی پر عذر نہ سننے والے اور زمانے کی کروٹوں کے مقابلے میں سب سے کم ثابت رہنے والے خواص ہی ہوتے ہیں۔ دین کا اصلی ستون، مسلمانوں کی اصلی جمعیت، دشمن کے مقابلے میں اصلی طاقت، اُمت کے عوام ہیں، لہٰذا عوام ہی کا تمہیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

تمہاری مجلس سے سب سے زیادہ دور اور تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکروہ وہ شخص ہونا چاہیئے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈا کرتا ہے۔ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔

إِثْمِهِ: أُولٰئِكَ أَخَفُّ عَلَيْكَ
مَؤُونَةً وَأَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً
وَأَحْنَى عَلَيْكَ عِطْفًا وَأَقَلُّ لِغَيْرِكَ
إِلْفًا فَاتَّخِذْ أُولٰئِكَ خَاصَّةً.
لِخَلَوَاتِكَ وَحَفَلَاتِكَ ثُمَّ لْيَكُنْ
آثَرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَلَهُمْ
بِمُرِّ الْحَقِّ لَكَ، وَأَقَلَّهُمْ مُسَا
عَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا
كَرِهَ اللهُ لِأَوْلِيَائِهِ وَاقِعًا
ذٰلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ
وَالْصَقْ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَالصِّدْقِ
ثُمَّ رُضْهُمْ عَلَى أَنْ لَا يُطْرُوكَ
وَلَا يَبْجَحُوكَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ
فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ تُحْدِثُ
الزَّهْوَ وَتُدْنِي مِنَ الْعِزَّةِ
وَلَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَ
الْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ
فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ تَزْهِيدًا لِأَهْلِ
الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ وَتَدْرِيبًا
لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ
وَأَلْزِمْ كُلًّا مِنْهُمْ مَا أَلْزَمَ
نَفْسَهُ. وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ
بِأَدْعَى إِلَى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ

خبردار! چھپے ہوئے عیبوں کی کرید نہ کرنا۔ تمہارا منصب بس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو۔ حتی المقدور لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دینا۔ ایسا کروگے تو خدا بھی تمہارے وہ عیب ڈھکے رہنے دے گا، جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔

وہ سب اسباب دور کر دینا، جو لوگوں میں بغض و کینہ پیدا کرتے ہیں۔ عداوت و غیبت کی ہر رسی کاٹ ڈالنا۔ خبردار، چغلخور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا۔ کیونکہ چغلخور دغاباز ہوتا ہے۔ اگرچہ خیرخواہ کا روپ بھر کے سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورے میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائے گا۔

بزدل کو بھی صلاح میں شریک کرنا کیونکہ مہمات میں تمہاری ہمت کم کر دے گا۔

حریص کو بھی شریک نہ کرنا، کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔

یاد رکھو بخل، بزدلی، حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں، مگر ان کی بنیاد خدا سے سوء ظن پر ہے۔

بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرفداری

مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ وَتَخْفِيفِهِ الْمُؤُونَاتِ عَلَيْهِمْ وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلَى مَالَيْسَ لَهُ).
قِبَلَهُمْ فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَباً طَوِيلاً وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ

کرے اور گناہوں میں اُن کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمہیں ایسے آدمی مل جا سکتے جو عقل و تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے۔ مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے نہ ہوں گے۔ نہ کبھی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی نہ کبھی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمہیں کم تکلیف دیں گے۔ تمہارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے۔ اور غیر سے اپنے سب رشتے کاٹ لیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو نجی صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةً صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَاجْتَمَعَتْ بِهَا الْأُلْفَةُ وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ وَلَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُونَ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص میں بھی وہی تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو سب سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں۔ جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔

وَأَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ وَمُنَاقَشَةَ الْحُكَمَاءِ فِي تَثْبِيتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ بِلَادِكَ وَإِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ

اہل تقویٰ و صدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ انہیں ایسی تربیت دینا کہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں۔ کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں

وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ
لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا اِلَّا بِبَعْضٍ وَلَا
غِنَى بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ فَمِنْهَا
جُنُودُ اللّٰهِ وَ مِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ
وَالْخَاصَّةِ وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ
وَمِنْهَا عُمَّالُ الْاِنْصَافِ وَالرِّفْقِ
وَمِنْهَا أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ
مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ
وَمِنْهَا التُّجَّارُ وَأَهْلُ الصِّنَاعَاتِ
وَمِنْهَا الطَّبْقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي
الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَكُلٌّ قَدْ
سَمَّى اللّٰهُ لَهُ سَهْمَهُ. وَوَضَعَ
عَلَى حَدِّهِ فَرِيضَةً فِي كِتَابِهِ أَوْ
سُنَّةِ نَبِيِّهِ — صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا
مَحْفُوظًا فَالْجُنُودُ بِإِذْنِ اللّٰهِ حُصُونُ
الرَّعِيَّةِ وَزَيْنُ الْوُلَاةِ وَعِزُّ الدِّينِ
وَسُبُلُ الْأَمْنِ. وَلَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ
اِلَّا بِهِمْ ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ اِلَّا
بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ
الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَى جِهَادِ
عَدُوِّهِمْ وَ يَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ
فِيمَا يُصْلِحُهُمْ وَيَكُونُ مِنْ

غرور پیدا ہوتا ہے ؛

اور تمہارے سامنے نیکوکار اور خطاکار
برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست
ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے
ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے
لحاظ سے مستحق ہے ؛

اور تمہیں جاننا چاہیئے رعایا میں اپنے
حاکم کے ساتھ حسنِ ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے
کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے۔
اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ
کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمہارے
لئے کافی ہے۔ اس سے رعایا کا حسنِ ظن تمہیں
بہت سی مشکلوں سے بچا دے گا ؛

خود تمہارے حسنِ ظن کے سب سے زیادہ
مستحق وہ ہوں جو تمہارے امتحان میں سب سے
اچھے اتریں اسی طرح تمہارے سوءِ ظن کے
بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش
میں سب سے برے نکلیں ؛

کسی اچھے دستور کو نہ توڑنا، جو اس امت
کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں اور جس سے
لوگوں میں اتحاد پیدا ہوا ہے۔ رعایا کی بھلائی
ہوئی ہے۔ توڑو گے تو اچھے دستوروں کا ثواب
اگلوں کے لئے باقی رہے گا اور عذاب تمہارے

وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ ثُمَّ لَا قِوَامَ
لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ
مِنَ الْقُضَاةِ وَ الْعُمَّالِ وَالْكُتَّابِ
لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ وَيَجْمَعُونَ
مِنَ الْمَنَافِعِ وَ يُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ
مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَعَوَامِّهَا
وَلَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالتُّجَّارِ
وَذَوِي الصِّنَاعَاتِ فِيمَا يَجْتَمِعُونَ
عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ وَيُقِيمُونَهُ
مِنْ أَسْوَاقِهِمْ وَيَكْفُونَهُمْ
مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ مَا لَا
يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ ثُمَّ الطَّبَقَةُ
السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ
الَّذِينَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَمَعُونَتُهُمْ
وَفِي اللّٰهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ وَ لِكُلٍّ
عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ
وَلَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ
مَا أَلْزَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْاِهْتِمَامِ
وَالْاِسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ وَتَوْطِينِ نَفْسِهِ
عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا
خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ. فَوَلِّ مِنْ
جُنُودِكَ أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلّٰهِ
وَلِرَسُولِهِ وَلِإِمَامِكَ وَأَنْقَاهُمْ

حصے میں آنے گا۔ کہ کھلی راہ تم نے بتادی
اس بارے میں اہلِ علم و عرفان سے مشورہ
کرتے رہنا کہ تعمیر و اصلاح کے وسائل کیا ہیں
اور انہیں کس طرح استحکام و دوام بخشا جائے ۔
اور دیکھو، رعایا میں کئی طبقے ہوتے
ہیں، یہ طبقے ایک دوسرے سے وابستہ رہتے
ہیں اور آپس میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے ۔
چنانچہ ایک طبقہ وہ ہے، جسے خدا کی فوج
کہنا چاہیئے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو
عوام و خواص کا تحریری کام کرتے ہیں۔ پھر
انصاف کرنے والے قاضی ہیں، امن و انتظام
کے عمال ہیں۔ ذمی اور مسلم اہلِ جزیہ و اہلِ خراج
ہیں۔ پھر سوداگر اور اہلِ حرفہ ہیں۔ غریب اور
مسکینوں کا نچلا طبقہ بھی ہے۔ خدا نے حق
میں ہر طبقے کا حصہ مقرر کر کے اپنی کتاب میں
یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اسے
ضروری ٹھہرا دیا ہے اور اس کی پابندی و
بجا آوری ہمارے ذمے لازمی کر دی ہے ۔
خدا کی فوج باذن اللہ رعایا کا قلعہ ہے
حاکم کی زینت ہے۔ دین کی قوت ہے، امن
کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے
ہے لیکن فوج کا قیام خراج سے ہے جو
خدا اس کے لئے نکالتا ہے۔ خراج ہی سے

جَيْبًا. وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا مِمَّنْ
يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ وَيَسْتَرِيحُ
إِلَى الْعُذْرِ وَيَرْأَفُ بِالضُّعَفَاءِ
وَيَنْبُو عَلَى الْأَقْوِيَاءِ وَمِمَّنْ لَا
يُثِيرُهُ الْعُنْفُ وَلَا يَقْعُدُ بِهِ
الضَّعْفُ ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِي الْمُرُو
ءَاتِ وَالْأَحْسَابِ وَأَهْلِ الْبُيُوتَاتِ
الصَّالِحَةِ وَالسَّوَابِقِ الْحَسَنَةِ ثُمَّ
أَهْلِ النَّجْدَةِ وَالشَّجَاعَةِ وَالسَّخَاءِ
وَالسَّمَاحَةِ فَإِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ
الْكَرَمِ وَشُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ
ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ أُمُورِهِمْ مَا
يَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا
وَلَا يَتَفَاقَمَنَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ
قَوَّيْتَهُمْ بِهِ وَلَا تَحْقِرَنَّ لُطْفًا
تَعَاهَدْتَهُمْ بِهِ وَإِنْ قَلَّ فَإِنَّهُ
دَاعِيَةٌ لَهُمْ إِلَى بَذْلِ النَّصِيحَةِ لَكَ
وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ وَلَا تَدَعْ تَفَقُّدَ
لَطِيفِ أُمُورِهِمْ اتِّكَالًا عَلَى
جَسِيمِهَا، فَإِنَّ لِلْيَسِيرِ مِنْ لُطْفِكَ
مَوْضِعًا يَنْتَفِعُونَ بِهِ وَلِلْجَسِيمِ
مَوْقِعًا لَا يَسْتَغْنُونَ عَنْهُ

وَلْيَكُنْ آثَرُ رُءُوسِ جُنْدِكَ

سپاہی جہاد میں تقویت پاتے اور اپنی حالت درست کرتے ہیں۔

پھر ان دونوں طبقوں، فوجیوں اور اہل خراج کی بقا کے لئے تیسرا طبقہ ضروری ہے، یعنی قضاۃ، عمال، کتاب کا طبقہ کہ یہی لوگ ہر قسم کی مالی معاملات انجام دیتے ہیں اور ان چاروں طبقوں کی بقا کے لئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے اور سب کی ضرورتیں مہیا کرتے ہیں۔

آخر میں ادنےٰ طبقہ آتا ہے، اور اس طبقے کی امداد و اعانت از بس ضروری ہے۔

خدا کے یہاں سب کی گنجائش ہے اور حاکم پر سب کو حق قائم ہے۔ حاکم جتنی بھی بھلائی کر سکتا ہے کرتا رہے، مگر اس بارے میں اپنے فرض سے وہ عہدہ برآ ہو نہیں سکتا، جب تک توفیق الٰہی کی دعا کے ساتھ عزم مصمم بھی نہ رکھے کہ حق ہی کا ساتھ دے گا، حق ہی پر ثابت قدم رہے گا، چاہے حق آسان ہو یا مشکل۔

دیکھو اپنی فوج کے معاملے میں ہوشیاری سے کام لینا۔ انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ کے رسول کے، اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیرخواہ ہوں، صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے

عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِي مَعُونَتِهِ وَأَفْضَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ جِدَتِهِ بِمَا يَسَعُهُمْ وَيَسَعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوفِ أَهْلِيهِمْ حَتَّى يَكُونَ هَمُّهُمْ هَمًّا وَاحِدًا فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ قُلُوبَهُمْ عَلَيْكَ وَإِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ وَظُهُورُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ وَإِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ وَلَا تَصِحُّ نَصِيحَتُهُمْ إِلَّا بِحِيطَتِهِمْ عَلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ وَقِلَّةِ اسْتِثْقَالِ دُوَلِهِمْ وَتَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ فَافْسَحْ فِي آمَالِهِمْ وَوَاصِلْ فِي حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَتَعْدِيدِ مَا أَبْلَى ذَوُو الْبَلَاءِ مِنْهُمْ فَإِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِحُسْنِ أَفْعَالِهِمْ تَهُزُّ الشُّجَاعَ، وَتُحَرِّضُ النَّاكِلَ إِنْ شَاءَ اللهُ

ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى وَلَا تُضِيفَنَّ بَلَاءَ امْرِئٍ إِلَى غَيْرِهِ وَلَا تُقَصِّرَنَّ

ہوں، عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں، زبردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انہیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انہیں بٹھا دیتی ہو۔

فوج کے لئے انہی کو منتخب کرنا جن کا حسب نسب اور خاندان اچھا ہے۔ جن کا ماضی بے داغ ہے۔ جو ہمت و شجاعت جود و سخا سے آراستہ ہیں شرافت اور نیکی ایسے ہی لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے۔

ان فوجیوں کے معاملات کی ویسی ہی فکر کرنا جیسی فکر ماں باپ کو اولاد کی ہوتی ہے۔ ان کی تقویت اور درستگی حال کے لئے جو بھی بن پڑے کرتے رہنا اور جو کچھ کرنا اسے بہت نہ سمجھنا۔ اپنے کم سے کم لطف و احسان کو بھی معمولی نہ سمجھنا۔ کیونکہ اس سے ان کی خیر خواہی بڑھے گی اور حسن ظن میں اضافہ ہوگا۔ ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں سے بھی بے پرواہی اس بھروسے پر نہ کرنا کہ بڑی ضرورتوں کا خیال کر رہے ہو۔ کیونکہ تمہاری معمولی رعایت بھی ان کے لئے نعمت ہوگی اور بڑی ضرورتوں میں تو وہ سراسر تمہارے لطف و کرم کے ہمیشہ محتاج ہی رہیں گے۔

وہی فوجی سردار تمہارے سب سے زیادہ

بِهِ دُوْنَ غَايَةِ بَلَائِهِ وَلَايَدْ
عُوْنَّكَ شَرَفُ اُمْرِیءٍ اِلَی أَنْ
تُعْظِمَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيْرًا
وَلَاضَعَةُ اُمْرِیءٍ اِلَی أَنْ تَسْتَصْغِرَ
بَلَائِهِ مَا كَانَ عَظِيْمًا. وَاُرْدُدْ
اِلَی اُللهِ وَرَسُوْلِهِ مَا يُضْلِعُكَ
مِنَ الْخُطُوْبِ وَ يَشْتَبِهُ عَلَيْكَ
مِنَ الْأُمُوْرِ فَقَدْ قَالَ اللهُ
تَعَالَی لِقَوْمٍ أَحَبَّ اِرْشَادَهُمْ
(يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللهَ
وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الأَمْرِ
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ
فَرُدُّوْهُ اِلَی اللهِ وَالرَّسُوْلِ)...
فَالرَّدُّ اِلَی اللهِ: اَلْأَخْذُ بِمُحْكَمِ
كِتَابِهِ وَالرَّدُّ اِلَی الرَّسُوْلِ
الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ
غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ

ثُمَّ اُخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ
النَّاسِ أَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِيْ نَفْسِكَ
مِمَّنْ لَا تَضِيْقُ بِهِ الْأُمُوْرُ
وَلَا تُمْحِكُهُ الْخُصُوْمُ وَلَا يَتَمَادَی
فِي الزَّلَّةِ وَلَا يَحْصَرُ مِنَ الْفَيْءِ
اِلَی الْحَقِّ اِذَا عَرَفَهُ وَلَا تُشْرِفُ

مقرب ہوں جو فوجیوں کی سب سے زیادہ
مدد کرتے ہوں اپنے ہاتھ کی دولت سے
سپاہیوں کو ان کی ضرورتوں اور بال بچوں کی
فکروں سے آزاد کرتے ہوں تاکہ پوری فوج ایک
دل ہو جائے اور اس کے سامنے بس ایک ہی
خیال رہے ۔ دشمن سے جنگ ، فوج کے
سرداروں پر تمہاری توجہ ، فوج کے دلوں کو
تمہاری طرف متوجہ کرتی رہے گی ۔

حاکم کے آنکھ کی ٹھنڈک کس چیز میں ہونا
چاہیئے ؛ اس میں کہ خود انصاف قائم کرے ،
اور رعایا اس سے اپنی محبت ظاہر کرتی رہے
رعایا کی محبت ظاہر نہیں ہوتی ، جب تک اس کے
دل سلیم نہ ہوں اور رعایا کی خیر خواہی صحیح نہیں
ہوتی جب تک اسے حاکم سے سچی محبت نہ ہو
اس کی حکومت کو بوجھ اور اس کے زوال میں
دیر کو وبال نہ سمجھتی ہو ۔

لہٰذا ضروری ہے کہ رعایا کی امیدوں کے
لئے میدان کشادہ رکھنا ۔ اس کی دلجوئی برابر
کرتے رہنا ۔ اس کے بہادروں کے کارنامے ذکر
کرتے رہنا ۔ اچھے کاموں کی تعریف سے بہادروں
کا جوش بڑھتا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں
کی بھی ہمتیں اونچی ہوتی ہیں
ہر آدمی کے کارنامے کا اعتراف کرنا

نَفْسُهُ عَلَى طَمَعٍ وَلَا يَكْتَفِي
بِأَدْنَى فَهْمٍ دُونَ أَقْصَاهُ
وَأَوْقَفَهُمْ فِي الشُّبُهَاتِ وَ
آخَذَهُمْ بِالْحُجَجِ وَأَقَلَّهُمْ
تَبَرُّمًا بِمُرَاجَعَةِ الْخَصْمِ، وَ
أَصْبَرَهُمْ عَلَى تَكَشُّفِ الْأُمُورِ
وَأَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ
الْحُكْمِ مِمَّنْ لَا يَزْدَهِيهِ إِطْرَاءٌ
وَلَا يَسْتَمِيلُهُ إِغْرَاءٌ وَأُولٰئِكَ
قَلِيلٌ. ثُمَّ أَكْثِرْ تَعَاهُدَ قَضَائِهِ
وَافْسَحْ لَهُ فِي الْبَذْلِ مَا يُزِيلُ
عِلَّتَهُ وَتَقِلُّ مَعَهُ حَاجَتُهُ إِلَى
النَّاسِ وَأَعْطِهِ مِنَ الْمَنْزِلَةِ
لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيهِ غَيْرُهُ
مِنْ خَاصَّتِكَ لِيَأْمَنَ بِذٰلِكَ
اغْتِيَالَ الرِّجَالِ لَهُ عِنْدَكَ
فَانْظُرْ فِي ذٰلِكَ نَظَرًا بَلِيغًا
فَإِنَّ هٰذَا الدِّينَ قَدْ كَانَ
أَسِيرًا فِي أَيْدِي الْأَشْرَارِ يُعْمَلُ
فِيهِ بِالْهَوَى. وَتُطْلَبُ بِهِ

ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب
نہ کرنا - انعام دینے میں کبھی کوتاہی نہ ہو -
خاندانی ہونے کی وجہ سے کسی کے معمولی کام کو
بڑھا چڑھا نہ دینا - اسی طرح ادنیٰ خاندان ہونے
کی وجہ سے کسی کے بڑے کارنامے کی بے قدری
نہ کرنے لگنا ۔
مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت
و علم کام نہ دے تو انہیں اللہ کی طرف اور
اللہ کے رسول ؐ کی طرف لوٹانا، کیونکہ خدا
مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرما چکا ہے :-
یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ
وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْکُمْ
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ[1]
اللہ کی طرف معاملے کا لوٹانا یہ ہے کہ کتاب
محکم اور نصِ صریح کی طرف لوٹا جائے اور رسول ؐ
کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنت نبوی کو
لیا جائے نہ کہ اسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے ۔
پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے
ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں

---

[1] اے وہ جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے اہل الحل والعقد کی، لیکن اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ و رسول ؐ کے پاس لوٹاؤ ۔

الدُّنْيَا ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ
فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَاراً وَلَا تُوَلِّهِمْ
مُحَابَاةً وَأَثَرَةً فَإِنَّهُمْ جِمَاعٌ
مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَالْخِيَانَةِ
وَتَوَخَّ مِنْهُمْ أَهْلَ التَّجْرِبَةِ
وَالْحَيَاءِ مِنْ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ
الصَّالِحَةِ وَالْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ
الْمُتَقَدِّمَةِ فَإِنَّهُمْ أَكْرَمُ أَخْلَا
قاً. وَأَصَحُّ أَعْرَاضاً، وَأَقَلُّ فِي
الْمَطَامِعِ إِشْرَافاً وَأَبْلَغُ فِي
عَوَاقِبِ الْأُمُورِ نَظَراً ثُمَّ
أَسْبِغْ عَلَيْهِمُ الْأَرْزَاقَ فَإِنَّ
ذَلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ
أَنْفُسِهِمْ وَغِنًى لَهُمْ عَنْ تَنَاوُلِ
مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ وَحُجَّةٌ عَلَيْهِمْ
إِنْ خَالَفُوا أَمْرَكَ أَوْ ثَلَمُوا أَمَانَتَكَ
ثُمَّ تَفَقَّدْ أَعْمَالَهُمْ وَابْعَثِ
الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ
عَلَيْهِمْ. فَإِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي السِّرِّ
لِأُمُورِهِمْ حَدْوَةٌ لَهُمْ
عَلَى اسْتِعْمَالِ الْأَمَانَةِ وَالرِّفْقِ
بِالرَّعِيَّةِ وَتَحَفَّظْ مِنَ الْأَعْوَانِ
فَإِنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَسَطَ يَدَهُ

سب سے افضل ہوں۔ ہجوم معاملات سے
تنگ دل نہ ہوتے ہوں، اپنی غلطی پر اڑے رہنا
ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے
کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں طماع
نہ ہوں۔ اپنے فیصلوں پر غور کرنے کے عادی
ہوں فیصلے کے وقت شکوک وشبہات پر
رکنے والے ہوں، صرف دلائل کو اہمیت
دیتے ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں
اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے
سے جی نہ چراتے ہوں۔ اور حقیقت کھل جائے
پر اپنے فیصلے میں بے باک اور بے لاگ
ہوں۔ یا ایسے لوگ ہوں، جنہیں نہ تعریف
بے خود کر سکتی ہو، نہ چاپلوسی ہی مائل کر سکتی
ہو، مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

تمہارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے
فیصلوں کی جانچ کرتے رہو، کھلے دل سے
انہیں معاوضہ دو تاکہ ان کی ضرورتیں پوری
ہوتی رہیں اور کسی کے سامنے انہیں ہاتھ نہ
پھیلانا پڑے۔ اپنے دربار میں انہیں ایسا
درجہ دو کہ تمہارے کسی مصاحب اور درباری
کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انہیں نقصان پہنچانے
کی ہمت نہ ہو سکے۔ قاضیوں کو ہر قسم کے
خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیئے۔ اس بارے

إلى خيانةٍ اجتمعت بها عليه عندك أخبار عيونك اكتفيت بذلك شاهداً فبسطت عليه العقوبة في بدنه وأخذته بما أصاب من عمله ثم نصبته بمقام المذلة ووسمته بالخيانة وقلّدته عار التهمة

وتفقّد أمر الخراج بما يصلح أهله، فإنّ في صلاحه وصلاحهم صلاحاً لمن سواهم ولا صلاح لمن سواهم إلا بهم لأنّ الناس كلّهم عيال على الخراج وأهله. وليكن نظرك في عمارة الأرض أبلغ من نظرك في استجلاب الخراج لأنّ ذلك لا يُدرك إلا بالعمارة ومن طلب الخراج بغير عمارة أخرب البلاد وأهلك العباد ولم يستقم أمره إلا قليلاً فإن شكوا ثقلاً أو علّةً أو انقطاع شِربٍ أو بالّةٍ أو إحالة أرضٍ اغتمرها غرقٌ أو أجحف بها عطشٌ خفّفت عنهم بما ترجو أن يصلح به أمرهم

میں پوری توجہ سے کام لینا، کیونکہ دین اشرار کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا، جو اپنی خواہشوں پر چلتے اور دین کے نام پر دنیا کمایا کرتے تھے۔

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمہیں نظر رکھنا ہو گی، جب مقرر کرنا، امتحاناً مقرر کرنا۔ رو رعایت سے یا صلاح مشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم و خیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اچھے گھرانوں اور سابق میں اسلام کے خدمت گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں۔ طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ عہدہ داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا اس سے یہ لوگ اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہو گا اس پر بھی عدول حکمی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے پاس ان پر حجت ہو گی۔ ضروری ہے کہ ان کاموں کی جانچ پڑتال کرتے رہنا، سچے لوگوں کو مخبر بنا کے ان پر چھوڑ دینا۔ یہ اس لئے کہ جب انہیں معلوم ہو گا کہ خفیہ نگرانی بھی

وَلَا يَثْقُلَنَّ عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ
الْمَؤُونَةَ عَنْهُمْ فَإِنَّهُ ذُخْرٌ يَعُودُونَ
بِهِ عَلَيْكَ فِي عِمَارَةِ بِلَادِكَ
وَتَزْيِينِ وِلَايَتِكَ مَعَ
اسْتِجْلَابِكَ حُسْنَ ثَنَائِهِمْ وَتَبَجُّحِكَ
بِاسْتِفَاضَةِ الْعَدْلِ فِيهِمْ مُعْتَمِداً
فَضْلَ قُوَّتِهِمْ بِمَا ذَخَرْتَ
مِنْ إِجْمَامِكَ لَهُمْ وَالثِّقَةَ
مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ مِنْ عَدْلِكَ
عَلَيْهِمْ فِي رِفْقِكَ بِهِمْ فَرُبَّمَا
حَدَثَ مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ
فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدُ احْتَمَلُوهُ
طَيِّبَةً أَنْفُسُهُمْ بِهِ فَإِنَّ الْعُمْرَانَ
مُحْتَمِلٌ مَا حَمَّلْتَهُ وَإِنَّمَا يُؤْتَى
خَرَابُ الْأَرْضِ مِنْ إِعْوَازِ أَهْلِهَا
وَإِنَّمَا يُعْوِزُ أَهْلُهَا لِإِشْرَافِ
أَنْفُسِ الْوُلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ وَسُوءِ
ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ وَقِلَّةِ انْتِفَا
عِهِمْ بِالْعِبَرِ

ثُمَّ انْظُرْ فِي حَالِ كُتَّابِكَ
فَوَلِّ عَلَى أُمُورِكَ خَيْرَهُمْ وَ
اخْصُصْ رَسَائِلَكَ الَّتِي تُدْخِلُ
فِيهَا مَكَائِدَكَ وَأَسْرَارَكَ

ہمدردی سے تو امانت داری اور رعایا سے
مہربانی میں اور زیادہ چست ہو جائیں گے
پھر اگر ان میں سے کوئی شخص خیانت کی طرف
ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے
تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی
ہے تم بھی سزا کا ہاتھ بڑھانا جسمانی اذیت
کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا خائن
کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح اُسے
رسوا کرنا چاہئے

دیکھو محکمہ خراج کی نگرانی میں کوتاہی
نہ ہو۔ خراج کے ٹھیک رہنے ہی میں سب کی
بھلائی و خوشحالی ہے۔ سب کے رزق کا مدار
خراج پر ہے اور خراج کے تحصیلداروں پر۔
لیکن خراج سے زیادہ ملک کی آبادی پر
توجہ رہنا چاہئے کیونکہ خراج بھی تو خوشحالی
ہی سے حاصل ہوتا ہے جو حاکم تعمیر کے بغیر
خراج چاہتا ہے، وہ دراصل ملک کی بربادی
اور خدا کے بندوں کی تباہی چاہتا ہے۔ اس
کی حکومت یقیناً چند روزہ ثابت ہوگی۔
اگر کاشتکار، خراج کی زیادتی کی، کسی
آسمانی آفت کی، آب پاشی میں خلل پڑ جانے
کی، رطوبت میں قلت کی، سیلاب یا خشکی
کے سبب تقاوی کے خراب ہو جانے کی شکایت

بِأَجْمَعِهِمْ لِوُجُوهِ صَالِحِ الْأَخْلَاقِ
مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ الْكَرَامَةُ فَيَجْتَرِئَ
بِهَا عَلَيْكَ فِي خِلَافٍ لَكَ بِحَضْرَةِ
مَلَأٍ وَلَا تُقَصِّرُ بِهِ الْغَفْلَةُ عَنْ
إِيرَادِ مُكَاتَبَاتِ عُمَّالِكَ عَلَيْكَ
وَإِصْدَارِ جَوَابَاتِهَا عَلَى الصَّوَابِ
عَنْكَ فِيمَا يَأْخُذُ لَكَ وَيُعْطِي مِنْكَ
وَلَا يُضْعِفُ عَقْدًا اعْتَقَدَهُ لَكَ
وَلَا يَعْجِزُ عَنْ إِطْلَاقِ مَا عُقِدَ
عَلَيْكَ وَلَا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ
فِي الْأُمُورِ، فَإِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ
نَفْسِهِ يَكُونُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ
أَجْهَلَ ثُمَّ لَا يَكُنِ اخْتِيَارُكَ
إِيَّاهُمْ عَلَى فِرَاسَتِكَ وَاسْتِنَامَتِكَ
وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ فَإِنَّ الرِّجَالَ
يَتَعَرَّفُونَ لِفِرَاسَاتِ الْوُلَاةِ
بِتَصَنُّعِهِمْ وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ
وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ النَّصِيحَةِ
وَالْأَمَانَةِ شَيْءٌ وَلٰكِنِ اخْتَبِرْ
هُمْ بِمَا وُلُّوا لِلصَّالِحِينَ قَبْلَكَ
فَاعْمِدْ لِأَحْسَنِهِمْ كَانَ فِي الْعَامَّةِ
أَثَرًا وَأَعْرَفِهِمْ بِالْأَمَانَةِ وَجْهًا
فَإِنَّ ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى نَصِيحَتِكَ

کریں تو اُن کی سُننا اور خراج کم کر دینا۔ کیونکہ کاشتکار ہی تمہارا اصل خزانہ ہیں۔ ان سے جو رعایت بھی کرو گے۔ اس سے مُلک کی فلاح ہو گی حکومت کی رونق بڑھے گی۔ نیز تم رعایا سے مال کے خراج کے ساتھ تعریف کا خراج بھی وصول کر سکو گے۔

اس وقت ان میں عدل پھیلانے سے تمہیں اور زیادہ خوشی حاصل ہو گی مشکلات میں ان کی قوت پر تمہارا بھروسہ بڑھ جائے گا اور جو راحت تم نے انہیں پہنچائی ہے اور جس انصاف کا انہیں خوگر بنا دیا ہے اس پر ان کی شکر گزاری تمہارے لئے خزانہ بن جائے گی۔ ممکن ہے مشکلات نازل ہوں اور ان لوگوں پر بھروسہ کرنے کی مجبوری پیش آ جائے۔ ایسی حالت میں وہ بخوشی تمہارا ہر مطالبہ قبول کر لیں گے۔

ملک کی آبادی و سرسبزی ہر بوجھ اُٹھا سکتی ہے۔ لہٰذا اس کا ہمیشہ خیال رکھنا ملک کی بربادی تو باشندوں کی غربت ہی سے ہوتی ہے اور باشندوں کی غربت کا سبب یہ ہوتا ہے۔ کہ حاکم دولت سمیٹنے پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے تبادلے اور زوال کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور وہ عبرت

لِلّٰهِ وَلِمَنْ وَلَّيْتَ أَمْرَهُ وَجْعَلْ
لِرَأْسِ كُلِّ أَمْرٍ مِنْ أُمُوْرِكَ
رَأْسًا مِنْهُمْ لَا يَقْهَرُهُ كَبِيْرُهَا
وَلَا يَتَشَتَّتُ عَلَيْكَ كَثِيْرُهَا وَمَهْمَا
كَانَ فِيْ كُتَّابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَتَغَا
بَيْتَ عَنْهُ أُلْزِمْتَهُ ثُمَّ اسْتَوْصِ
بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصِّنَاعَاتِ
وَأَوْصِ بِهِمْ خَيْرًا: الْمُقِيْمِ مِنْهُمْ
وَالْمُضْطَرِبِ بِمَالِهِ وَالْمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهِ
فَإِنَّهُمْ مَوَادُّ الْمَنَافِعِ وَأَسْبَابُ الْمَرَافِقِ
وَجُلَّابُهَا مِنَ الْمَبَاعِدِ وَالْمَطَارِحِ
فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَسَهْلِكَ وَجَبَلِكَ
وَحَيْثُ لَا يَلْتَئِمُ النَّاسُ لِمَوَاضِعِهَا
وَلَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْهَا فَإِنَّهُمْ سِلْمٌ
لَا تُخَافُ بَائِقَتُهُ وَصُلْحٌ لَا تُخْشَى
غَائِلَتُهُ وَتَفَقَّدْ أُمُوْرَهُمْ بِحَضْرَ
تِكَ وَفِيْ حَوَاشِيْ بِلَادِكَ وَاعْلَمْ
مَعَ ذٰلِكَ ـ أَنَّ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْهُمْ
ضِيْقًا فَاحِشًا، وَشُحًّا قَبِيْحًا. وَ
احْتِكَارًا لِلْمَنَافِعِ وَتَحَكُّمًا
فِي الْبِيَاعَاتِ وَذٰلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ
لِلْعَامَّةِ وَعَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ فَامْنَعْ
مِنَ الْاِحْتِكَارِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے ۔

اپنے منشیوں کے معاملے کو بھی بہت اہمیت دینا ۔ ہر منصب بہترین آدمیوں ہی کے سپرد کرنا ۔ راز کی خط و کتابت پر انہی لوگوں کو مقرر کرنا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں جنہیں نہ اعزاز گستاخ بنا سکے کہ بھری مجلس میں تم سے بدتمیزی کرنے لگیں ۔ یا معاہدوں میں تمہاری مصلحتوں فائدوں سے چوک جایا کریں یا اگر کسی معاہدے سے تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اس سے مخلصی کی صورت نہ پیدا کر سکیں ۔ یہ لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ خود اپنی قدر جانتے ہوں ، کیونکہ جو شخص اپنی قدر نہیں جانتا وہ دوسروں کی قدر کیا جانے گا ۔

ان لوگوں کا چناؤ محض اپنی فراست میلان طبیعت یا حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کیونکہ لوگوں کا دستور ہے کہ تصنع اور ظاہر داری سے اپنے آپ کو حاکموں کی فراست کے مطابق بنا لیتے ہیں اگرچہ خیر خواہی اور امانت داری سے کورے ہوتے ہیں ۔

انتخاب میں یہ بھی دیکھنا کہ اگلے حاکموں کے تحت انہوں نے کیا خدمتیں انجام دی ہیں عوام کو ان سے کتنا فائدہ پہنچا ہے ، اور امانت داری میں ان کا شہرہ کیسا ہے ؟ ان

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنَعَ مِنْهُ وَلْيَكُنِ الْبَيْعُ بَيْعًا سَمْحًا بِمَوَازِيْنِ عَدْلٍ وَأَسْعَارٍ لَاتُجْحِفُ بِالْفَرِيْقَيْنِ مِنَ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ فَمَنْ قَارَفَ حُكْرَةً بَعْدَ نَهْيِكَ إِيَّاهُ فَنَكِّلْ بِهٖ وَعَاقِبْهُ فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ

ثُمَّ اللّٰهَ اللّٰهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى مِنَ الَّذِيْنَ لَاحِيْلَةَ لَهُمْ مِنَ الْمَسَاكِيْنِ وَالْمُحْتَاجِيْنَ وَأَهْلِ الْبُؤْسٰى وَالزَّمْنٰى فَاِنَّ فِيْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَمُعْتَرًّا. وَاحْفَظْ لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهٖ فِيْهِمْ وَاجْعَلْ لَهُمْ قِسْمًا مِنْ بَيْتِ مَالِكَ وَقِسْمًا مِنْ غَلَّاتِ صَوَافِي الْإِسْلَامِ فِيْ كُلِّ بَلَدٍ. فَاِنَّ لِلْاَقْصٰى مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ لِلْاَدْنٰى وَكُلٌّ قَدْ اُسْتُرْعِيْتَ حَقَّهٗ فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ بَطَرٌ. فَاِنَّكَ لَا تُعْذَرُ بِتَضْيِيْعِكَ التَّافِهَ لِاِحْكَامِكَ الْكَثِيْرَ الْمُهِمَّ فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ

باتوں کا لحاظ رکھو گے تو یہ ٹھیک سمجھا جائے گا کہ تم اللہ کے اور اپنی رعایا کے خیر خواہ ہو۔ ہر محکمے کا ایک صدر مقرر کرنا جو محکمے کے تمام کاموں کو اپنے ہاتھ میں رکھے اور مشکلات سے بدحواس نہ ہو۔ یاد رکھو تمہارے منشیوں میں جو عیب ہو گا اور تم اس سے چشم پوشی کرو گے تو وہ عیب خود تمہارا سمجھا جائے گا۔

تجارا اور اہل حرفت کا پورا خیال رکھنا ان کا بھی جو مقیم ہیں اور ان کا بھی جو پھیری کرتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ ملک کی دولت بڑھاتے ہیں۔ دور دور سے سامان لاتے ہیں۔ خشکیوں تریوں، میدانوں، ریگستانوں، سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں کو پار کر کے ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ ایسی ایسی جگہوں سے مال ڈھو لاتے ہیں، جہاں اور لوگ نہیں پہنچتے بلکہ وہاں جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔

تاجر اور اہل حرفہ، امن پسند لوگ ہوتے ہیں۔ ان سے شورش و بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اس پر بھی ضروری ہے کہ پایۂ تخت میں بھی اور اطراف ملک میں بھی ان پر نگاہ رکھی جائے؛ کیونکہ ان میں سے اکثر بڑے تنگ دل بڑے بخیل ہوتے ہیں، اجارہ داری سے کام لیتے ہیں اور لین دین میں کھلی ڈال کے لوٹ

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لَهُمْ وَتَفَقَّدْ أُمُورَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ وَتَحْقِرُهُ الرِّجَالُ فَفَرِّغْ لِأُولٰئِكَ ثِقَتَكَ مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَالتَّوَاضُعِ فَلْيَرْفَعْ إِلَيْكَ أُمُورَهُمْ ثُمَّ اعْمَلْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ تَلْقَاهُ فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرَّعِيَّةِ أَحْوَجُ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ وَكُلٌّ فَأَعْذِرْ إِلَى اللّٰهِ فِي تَأْدِيَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ وَتَعَهَّدْ أَهْلَ الْيُتْمِ وَذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ مِمَّنْ لَا حِيلَةَ لَهُ وَلَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَهُ، وَذٰلِكَ عَلَى الْوُلَاةِ ثَقِيلٌ (وَالْحَقُّ كُلُّهُ ثَقِيلٌ) وَقَدْ يُخَفِّفُهُ اللّٰهُ عَلَى أَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَّرُوا أَنْفُسَهُمْ وَوَثِقُوا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللّٰهِ لَهُمْ

لینا چاہتے ہیں۔

اجارہ داری کی قطعی ممانعت کر دینا، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن ہاں خرید و فروخت خوش دلی سے ہو وزن بٹے ٹھیک ہیں۔ نرخ مقرر ہوں۔ نہ بیچنے والا گھاٹے میں رہے، نہ مول لینے والا موندا جائے اور ممانعت پر بھی اگر کوئی اجارہ داری کا مرتکب ہو تو اعتدال کے ساتھ اسے عبرت انگیز سزا دی جائے۔

پھر اللہ اللہ[1] ادنیٰ طبقے کے معاملے میں یہ لوگ وہ ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں، فقیر مسکین، محتاج، قلاش، اپاہج۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو ہاتھ نہیں پھیلاتے، مگر خود صورتِ سوال ہیں۔

ان لوگوں کے بارے میں جو فرض خدا نے تمہیں سونپا ہے۔ اس پر نگاہ رکھنا۔ اسے تلطف نہ ہونے دینا۔ بیت المال میں ایک حصہ ان کے لئے خاص کر دینا اور اسلام کی جہاں جو معافی جاتا و موجود رہے۔ اس کی آمدنی میں ان کا بھی حصہ رکھنا۔ ان میں سے کون دور ہے

---

[1] یعنی اس طبقے کے معاملے میں خدا سے زیادہ سے زیادہ ڈرو۔

وَاجْعَلْ لِذَوِی الْحَاجَاتِ
مِنْكَ قِسْمًا تُفَرِّغُ لَهُمْ فِيهِ
شَخْصَكَ وَتَجْلِسُ لَهُمْ مَجْلِسًا
عَامًّا فَتَتَوَاضَعُ فِيهِ لِلّٰهِ الَّذِی
خَلَقَكَ وَتُقْعِدَ عَنْهُمْ جُنْدَكَ
وَأَعْوَانَكَ مِنْ أَحْرَاسِكَ
وَشُرَطِكَ حَتّٰی يُكَلِّمَكَ
مُتَكَلِّمُهُمْ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ
فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
فِی غَيْرِ مَوْطِنٍ. لَنْ تُقَدَّسَ
اُمَّةٌ. لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ فِيهَا
حَقُّهُ مِنَ الْقَوِیِّ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ
ثُمَّ احْتَمِلِ الْخُرْقَ مِنْهُمْ وَالْعِیَّ
وَنَحِّ عَنْهُمُ الضِّيقَ وَالْأَنَفَ
يَبْسُطِ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ
أَكْنَافَ رَحْمَتِهِ وَيُوجِبْ لَكَ
ثَوَابَ طَاعَتِهِ وَأَعْطِ
مَا أَعْطَيْتَ هَنِيئًا وَامْنَعْ
فِی إِجْمَالٍ وَإِعْذَارٍ!
ثُمَّ اُمُورٌ مِنْ اُمُورِكَ
لَا بُدَّ لَكَ مِنْ مُبَاشَرَتِهَا
مِنْهَا إِجَابَةُ عُمَّالِكَ بِمَا

کون نزدیک ہے؟ یہ نہ دیکھنا۔ دور نزدیک
سب کا حق برابر ہے، اور ہر ایک کے حق کی
ذمہ داری تمہارے سر ڈال دی گئی ہے۔
دیکھو، دولت کا نشہ تمہیں ان بیچاروں
سے غافل نہ کر دے۔ اگر تم نے اس بارے میں
اہم و اکثر کو پورا کر دیا تو بھی اس وجہ سے
تمہاری معمولی غفلت بھی معاف نہ کی جائے گی۔
لہٰذا ان کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آنا اور اپنی
توجہ سے انہیں محروم نہ کرنا۔
ان میں ایسے بھی ہوں گے جو تمہارے پاس
پہنچ نہیں سکتے۔ انہیں نگاہیں ٹھکراتی ہیں اور
لوگ ان سے گھن کھاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری بھی
تمہارا کام ہے۔ ان کے لئے بھروسے کے آدمیوں
کی خدمات خاص کر دینا مگر یہ آدمی ایسے ہوں
جو خوف خدا رکھتے ہوں اور دل کے خاکسار ہوں
یہ لوگ ان کسوں کے حالات تمہارے سامنے
لایا کریں اور تم وہ کرنا کہ قیامت کے سامنے تمہیں
شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ یاد رکھو رعایا میں ان
غریبوں سے زیادہ انصاف کا مستحق کوئی نہیں
——— مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا جو حق ہے
پورا پورا ادا کرتے رہنا۔
اور یتیموں کے پالنے والوں کا بھی خیال
رکھنا ہوگا اور ان کا بھی جو بہت بوڑھے

يَعْيَا عَنْهُ كُتَّابُكَ وَمِنْهَا
إِصْدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ
وُرُودِهَا عَلَيْكَ بِمَا تَحْرَجُ
بِهِ صُدُورُ أَعْوَانِكَ وَأَمْضِ
لِكُلِّ يَوْمٍ عَمَلَهُ فَإِنَّ لِكُلِّ
يَوْمٍ مَا فِيهِ وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ
فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ أَفْضَلَ
تِلْكَ الْمَوَاقِيتِ وَأَجْزَلَ تِلْكَ
الْأَقْسَامِ وَإِنْ كَانَتْ...
كُلُّهَا لِلَّهِ إِذَا صَلُحَتْ
فِيهَا النِّيَّةُ وَسَلِمَتْ
مِنْهَا الرَّعِيَّةُ
وَلْيَكُنْ فِي خَاصَّةِ
مَا تُخْلِصُ بِهِ لِلَّهِ دِينَكَ:
إِقَامَةُ فَرَائِضِهِ الَّتِي هِيَ لَهُ
خَاصَّةً فَأَعْطِ اللهَ مِنْ بَدَنِكَ
فِي لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ وَوَفِّ
مَا تَقَرَّبْتَ بِهِ إِلَى اللهِ مِنْ
ذَلِكَ كَامِلاً غَيْرَ مَثْلُومٍ وَلَا
مَنْقُوصٍ بَالِغًا مِنْ بَدَنِكَ
مَا بَلَغَ وَإِذَا قُمْتَ فِي صَلَا
تِكَ لِلنَّاسِ فَلَا تَكُونَنَّ
مُنَفِّرًا وَلَا مُضَيِّعًا فَإِنَّ فِي النَّاسِ

ہو چکے ہیں جن کا کوئی سہارا باقی نہیں، جو
بھیک مانگنے کے بھی لائق نہیں رہے۔
یہ چھوٹی چھوٹی باتیں حاکموں پر بے شک
گراں ہوتی ہیں، لیکن یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ
پورے کا پورا حق گراں ہی ہے۔ ہاں خدا،
حق کو کبھی ان کے لئے آسان کر دیتا ہے جو
عاقبت کی طلب میں رہتے ہیں اور اس لئے مشکلات
و مکروہات میں اپنے دل کو مضبوط بنا لیتے ہیں
یہ وہ لوگ ہیں جن کا یقین اس وعدۂ الٰہی
پر پختہ ہے جو وہ پروردگار اپنے نیک بندوں
سے کر چکا ہے۔

اور تم اپنے وقت کا ایک حصہ فریادیوں
کے لئے خاص کر دینا، سب کام چھوڑ کے ان سے
ملا کرنا۔ ایسے موقعے پر تمہاری مجلس عام ہے
کہ جس کا جی چاہے بے دھڑک چلا آئے۔ اس
مجلس میں تم خدا کے نام پر خاکسار بن جانا۔
فوجیوں، افسروں اور پولیس والوں سے مجلس کو
بالکل خالی رکھنا، تا کہ آنے والے کھل کھل کے
اپنی بات کہہ سکیں، کیونکہ میں نے رسول اللہؐ
کو بار بار فرماتے سنا ہے "اس امت کی
جس میں کمزوروں کو طاقت ور سے پورا حق
دلایا نہیں جاتا"۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس مجلس میں عوام

مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ وَلَهُ الْحَاجَةُ
وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ۔
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حِينَ وَجَّهَنِي إِلَى الْيَمَنِ كَيْفَ
أُصَلِّي بِهِمْ فَقَالَ صَلِّ بِهِمْ
كَصَلَاةِ أَضْعَفِهِمْ وَكُنْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا"

أَمَّا بَعْدُ فَلَا تُطَوِّلَنَّ
احْتِجَابَكَ عَنْ رَعِيَّتِكَ فَإِنَّ
احْتِجَابَ الْوُلَاةِ عَنِ الرَّعِيَّةِ
شُعْبَةٌ مِنَ الضِّيقِ وَقِلَّةُ
عِلْمٍ بِالْأُمُورِ وَالِاحْتِجَابُ
مِنْهُمْ ، يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ
مَا احْتَجَبُوا دُونَهُ فَيَصْغُرُ
عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ وَيَعْظُمُ
الصَّغِيرُ ؛ وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ وَ
يَحْسُنُ الْقَبِيحُ وَيُشَابُ الْحَقُّ
بِالْبَاطِلِ وَإِنَّمَا الْوَالِي بَشَرٌ
لَا يَعْرِفُ مَا تَوَارَى عَنْهُ النَّاسُ
بِهِ مِنَ الْأُمُورِ ، وَلَيْسَتْ عَلَى
الْحَقِّ سِمَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا
ضُرُوبُ الصِّدْقِ مِنَ الْكَذِبِ
وَإِنَّمَا أَنْتَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ

ہی جمع ہوں گے اب اگر وہ تیزی سے بات بات کریں یا اپنا مطلب صاف بیان نہ کر سکیں تو خفا نہ ہونا۔ برداشت کر لینا۔ خبردار! ان کی توبیخ نہ کرنا تکبّر سے پیش نہ آنا۔ میری وصیت پر عمل کرو گے تو خدا تم پر اپنی رحمت کی چادر پھیلا دے گا اور اپنی فرمانبرداری کا ثواب تمہارے لئے اکمل کر دے گا۔

جس کسی کو کچھ دینا، اس طرح دینا کہ وہ خوش ہو جائے اور نہ دے سکنا تو اپنا عذر صفائی سے بیان کر دینا۔

پھر ایسے معاملات بھی ہیں، جنہیں خود اپنے ہی ہاتھ میں تمہیں رکھنا ہوگا۔ ایک معاملہ تو یہی ہے کہ عمالِ حکومت کے ان مراسلوں کا جواب خود لکھا کرنا، جو تمہارے منشی نہیں لکھ سکتے۔

اور ایک معاملہ یہ ہے جس دن روپیہ آئے اسی دن مستحقین کو بانٹ دینا۔ اس سے تمہارے درباریوں کو کوفت تو ضرور ہوگی، کیونکہ ان کی مصلحتیں تقسیم میں تاخیر و تعویق چاہیں گی۔

روز کا کام، روز ختم کر دینا۔ کیونکہ ہر دن کے لئے اسی کا کام بہت ہوتا ہے۔

اپنے وقت کا سب سے افضل حصہ، اپنے پروردگار کے لئے خاص کر دینا۔ اگرچہ سب

إِمَّا امْرُؤٌ سَخَتْ نَفْسُكَ
بِالْبَذْلِ فِي الْحَقِّ فَفِيمَ احْتِجَا
بُكَ مِنْ وَاجِبِ حَقٍّ
تُعْطِيهِ؟ أَوْ فِعْلٍ كَرِيمٍ
تُسْدِيهِ أَوْ مُبْتَلًى بِالْمَنْعِ
فَمَا أَسْرَعَ كَفَّ النَّاسِ
عَنْ مَسْأَلَتِكَ إِذَا أَيِسُوا
مِنْ بَذْلِكَ مَعَ أَنَّ أَكْثَرَ
حَاجَاتِ النَّاسِ إِلَيْكَ مِمَّا
لَا مَؤُونَةَ فِيهِ عَلَيْكَ
مِنْ شَكَاةِ مَظْلِمَةٍ
أَوْ طَلَبِ إِنْصَافٍ فِي
مُعَامَلَةٍ

ثُمَّ إِنَّ لِلْوَالِي خَاصَّةً
وَبِطَانَةً فِيهِمُ اسْتِئْثَارٌ
وَتَطَاوُلٌ وَقِلَّةُ إِنْصَافٍ
فِي مُعَامَلَةٍ فَاحْسِمْ مَادَّةَ
أُولَئِكَ بِقَطْعِ أَسْبَابِ تِلْكَ
الْأَحْوَالِ وَلَا تُقْطِعَنَّ لِأَحَدٍ
مِنْ حَاشِيَتِكَ وَحَامَّتِكَ
قَطِيعَةً وَ يَطْمَعَنَّ مِنْكَ
فِي اعْتِقَادِ عُقْدَةٍ تَضُرُّ
بِمَنْ يَلِيهَا مِنَ النَّاسِ

وقت اللہ ہی کے ہیں۔ بشرطیکہ نیک نیت
ہو اور رعایا کو اس نیک نیت سے سلامتی
ملتی ہو۔

خدا کے لئے دین کو خالص کرنے میں سب سے
زیادہ یہ خیال رہے کہ فرائض بغیر کسی کمی بیشی
کے کماحقہٗ بجا لائے جائیں۔ یہ فرائض صرف
خدا کے لئے خاص ہیں اور ان میں کسی کا ساجھا
نہیں۔

دن اور رات میں اپنا ایک وقت ضرور خدا کے
لئے خاص کر دینا اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی
کے لئے انجام دینا۔ اس طرح انجام دینا کہ ہر
لحاظ سے کامل و مکمل ہو۔ کسی طرح کا کوئی نقص
اس میں رہ نہ جائے، چاہے اس سے تمہارے
جسم کو کتنی ہی تکلیف ہو۔

اور دیکھو، جب امامت کرنا تو ایسی امامت
نہیں کہ لوگ نماز ہی سے بیزار ہو جائیں اور
ایسی امامت بھی نہیں کہ نماز کا کوئی رکن ضائع
ہو جائے یاد رکھو نمازیوں میں ہر قسم کے لوگ
ہوتے ہیں۔ تندرست بھی اور بیمار بھی اور ضرورتمند
بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود مجھے
یمن بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ
امامت کس طرح کروں گا؟ جواب ملا، تیری
نماز ویسی ہو جیسی سب سے کم طاقت نمازی

فِي شِرْبٍ أَوْ عَمَلٍ مُشْتَرَكٍ يَحْمِلُونَ مَؤُونَتَهُ عَلَى غَيْرِهِمْ فَيَكُونَ مَهْنَأُ ذٰلِكَ لَهُمْ دُونَكَ وَ عَيْبُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

وَالْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ وَكُنْ فِي ذٰلِكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَاقِعًا ذٰلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَ خَاصَّتِكَ حَيْثُ وَقَعَ وَ أَبْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ فَاِنَّ مَغَبَّةَ ذٰلِكَ مَحْمُودَةٌ

وَ اِنْ ظَنَّتِ الرَّعِيَّةُ بِكَ حَيْفًا فَأَصْحِرْ لَهُمْ بِعُذْرِكَ وَ اَعْدِلْ عَنْكَ ظُنُونَهُمْ بِاِصْحَارِكَ فَاِنَّ فِي ذٰلِكَ رِيَاضَةً مِنْكَ لِنَفْسِكَ وَرِفْقًا بِرَعِيَّتِكَ وَ اِعْذَارًا تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ مِنْ تَقْوِيمِهِمْ عَلَى الْحَقِّ

وَلَا تَدْفَعَنَّ صُلْحًا

کی ہوسکتی ہے اور تو مومنوں کے لئے رحیم ثابت ہونا۔

یہ بھی ضروری ہے کہ رعایا سے تمہاری روپوشی کبھی لمبی نہ ہو۔ رعایا سے چھپنا حاکم کی تنگ نظری کا ثبوت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم رعایا کے حالات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

جب حاکم رعایا سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے تو رعایا بھی ان لوگوں سے ناواقف ہو جاتی ہے جو اس سے پردے میں ہو گئے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ بڑے لوگ اس کی نگاہ میں چھوٹے ہو جاتے ہیں اور چھوٹے لوگ بڑے بن جاتے ہیں۔ اچھائی برائی بن جاتی ہے اور برائی اچھائی حق اور باطل میں تمیز اٹھ جاتی ہے اور یہ تو کھلی بات ہے کہ حاکم بھی آدمی ہوتا ہے، اور ان سب باتوں کو جان نہیں سکتا۔ جو اس سے چھپا ڈالی جاتی ہیں، حق کے سر پر سینگ نہیں ہوتے کہ دیکھتے ہی سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ دیا جائے۔

سوچو تو تم دو میں سے ایک قسم کے آدمی ہو گے یا تو حق کے مطابق خرچ کرنے میں سخی ہو گے، ایسے ہو تو تمہیں چھپنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ حق کی طرف سے جو کچھ تمہارے

دَعَاكَ اِلَيْهِ عَدُوُّكَ (ر) لِلّٰهِ
فِيْهِ رِضًا فَاِنَّ فِي الصُّلْحِ
دَعَةً لِجُنُودِكَ وَرَاحَةً مِنْ
هُمُوْمِكَ وَاَمْنًا لِبِلَادِكَ
وَلٰكِنِ الْحَذَرَ كُلَّ الْحَذَرِ
مِنْ عَدُوِّكَ بَعْدَ صُلْحِهِ
فَاِنَّ الْعَدُوَّ رُبَّمَا قَارَبَ
لِيَتَغَفَّلَ فَخُذْ بِالْحَزْمِ وَاتَّهِمْ
فِي ذٰلِكَ حُسْنَ الظَّنِّ وَاِنْ عَقَدْتَ
بَيْنَكَ وَبَيْنَ عَدُوِّكَ عُقْدَةً
اَوْ اَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً
فَحُطْ عَهْدَكَ بِالْوَفَاءِ وَارْعَ
ذِمَّتَكَ بِالْاَمَانَةِ وَاجْعَلْ
جُنَّةً دُوْنَ مَا اَعْطَيْتَ فَاِنَّهُ
لَيْسَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ شَيْءٌ
النَّاسُ اَشَدُّ عَلَيْهِ اِجْتِمَاعًا
مَعَ تَفَرُّقِ اَهْوَائِهِمْ وَتَشَتُّتِ
آرَائِهِمْ مِنْ تَعْظِيمِ الْوَفَاءِ
بِالْعُهُوْدِ وَقَدْ لَزِمَ ذٰلِكَ
الْمُشْرِكُوْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ
دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ لِمَا اسْتَوْ
بَلُوْا مِنْ عَوَاقِبِ الْغَدْرِ
فَلَا تَغْدِرَنَّ بِذِمَّتِكَ

ذمے واجب ہو چکا ہے اُسے ادا کرو گے
یا اور کوئی نیک کام کر گزرو گے اور یا پھر
تم بخل و منع کی آزمائش میں ڈالے گئے ہو،
تو اس صورت میں بھی چھپنا غیر ضروری ہے،
کیونکہ اس قماش کے آدمی سے لوگ بڑی جلد
مایوس ہو کر خود ہی کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں
حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تم سے لوگوں کی زیادہ
تر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تم پہ کوئی
بوجھ نہ پڑے گا۔ وہ کسی ظلم کی شکایت لے کر آئیں گے
یا کسی معاملے میں انصاف کے طالب ہوں گے۔
تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ حاکم کے
درباریوں اور مصاحبوں میں خود غرضی تعلی زیادتی
بدمعاملگی ہوا کرتی ہے۔ ان کے شر سے مخلوق
کو بچانے کی صورت یہی ہے کہ ان کی برائیوں
کے سرچشمے ہی بند کر دیے جائیں۔
خبردار کسی مصاحب یا رشتہ دار کو
جاگیر نہ دینا۔ ایسا کرو گے تو یہ لوگ رعایا پر ظلم
کریں گے۔ خود فائدہ اٹھائیں گے اور دنیا و آخرت
میں مخلوق خدا کی بدگوئی تمہارے سر پڑے گی۔
حق کسی کے خلاف پڑے اس پہ حق
ضرور نافذ کرنا چاہیئے، چاہے تمہارا عزیز
قریب ہو یا غیر۔ اس بارے میں تمہیں منضبط
اور ثواب خداوندی کا آرزومند رہنا ہوگا -

وَلَا تَخِيسَنَّ بِعَهْدِكَ، وَلَا
تَخْتِلَنَّ عَدُوَّكَ. فَاِنَّهُ لَا
يَجْتَرِئُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا جَاهِلٌ
شَقِيٌّ. وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عَهْدَهُ
وَذِمَّتَهُ أَمْنًا أَفْضَاهُ بَيْنَ
الْعِبَادِ بِرَحْمَتِهِ، وَحَرِيمًا
يَسْكُنُونَ اِلَى مَنَعَتِهِ وَ
يَسْتَفِيضُونَ اِلَى جِوَارِهِ
فَلَا اِدْغَالَ وَلَا مُدَالَسَةَ
وَلَا خِدَاعَ فِيهِ وَلَا تَعْقِدْ
عَقْدًا تُجَوِّزُ فِيهِ الْعِلَلَ
وَلَا تُعَوِّلَنَّ عَلَى لَحْنِ قَوْلٍ
بَعْدَ التَّأْكِيدِ وَالتَّوْثِقَةِ
وَلَا يَدْعُوَنَّكَ
ضِيقُ أَمْرٍ لَزِمَكَ فِيهِ
عَهْدُ اللّٰهِ اِلَى طَلَبِ
انْفِسَاخِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ فَاِنَّ
صَبْرَكَ عَلَى ضِيقِ أَمْرٍ
تَرْجُو انْفِرَاجَهُ وَفَضْلَ
عَاقِبَتِهِ خَيْرٌ مِنْ غَدْرٍ
تَخَافُ تَبِعَتَهُ وَأَنْ تُحِيطَ
بِكَ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ طِلْبَةٌ
فَلَا تَسْتَقِيلَ فِيهَا دُنْيَاكَ

حق کا وار، خود تمہارے رشتہ داروں اور
عزیز ترین مصاحبوں ہی پر کیوں نہ پڑے
تمہیں خوشدلی سے یہ گوارا کرنا ہوگا بے شک تم
بھی آدمی ہو اور تمہیں اس سے کوفت ہو سکتی
ہے لیکن تمہاری نگاہ ہمیشہ نتیجے پر رہنا چاہئے۔
یقین کرو نتیجہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا۔

اگر رعایا کو تم پر کبھی ظلم کا شبہ ہو جائے تو
تم بے دھڑک رعایا کے سامنے آجانا اور اس کا
شبہ دور کر دینا۔ اس سے تمہارے نفس کی
ریاضت ہوگی۔ دل میں رعایا کے لئے نرمی
پیدا ہوگی اور تمہارے عذر کا بھی اظہار ہو جائے گا
ساتھ ہی تمہاری یہ غرض بھی پوری ہو جائے گی
کہ رعایا حق پر استوار رہے۔

اور دیکھو، جب دشمن ایسی صلح کی طرف
بلائے جس میں خدا کی رضامندی ہو، تو انکار
نہ کرنا۔ کیونکہ صلح میں تمہاری فوج کے لئے آرام
ہے اور خود تمہارے لئے بھی فکروں سے چھٹکارا اور
امن کا سامان ہے۔

لیکن صلح کے بعد دشمن سے خوب چوکس،
خوب ہوشیار رہنا چاہئے، کیونکہ ممکن ہے،
صلح کی راہ سے اس نے تقرب اس لئے حاصل
کیا ہو کہ بے خبری میں تم پر ٹوٹ پڑے۔ لہٰذا
بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس معاملے

وَلَا آخِرَتَكَ

إِيَّاكَ وَالدِّمَاءَ وَسَفْكَهَا
بِغَيْرِ حِلِّهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ
أَدْنَى لِنِقْمَةٍ وَلَا أَعْظَمَ
لِتَبِعَةٍ وَلَا أَحْرَى بِزَوَالِ
نِعْمَةٍ وَانْقِطَاعِ مُدَّةٍ مِنْ
سَفْكِ الدِّمَاءِ بِغَيْرِ حَقِّهَا
وَاللهُ سُبْحَانَهُ مُبْتَدِئٌ
بِالْحُكْمِ بَيْنَ الْعِبَادِ
فِيمَا تَسَافَكُوا مِنَ الدِّمَاءِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا تُقَوِّيَنَّ
سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمٍ حَرَامٍ
فَإِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُضْعِفُهُ وَيُوهِنُهُ
بَلْ يُزِيلُهُ وَيَنْقُلُهُ وَلَا
عُذْرَ لَكَ عِنْدَ اللهِ وَلَا عِنْدِي
فِي قَتْلِ الْعَمْدِ. لِأَنَّ فِيهِ
قَوَدَ الْبَدَنِ وَإِنِ ابْتُلِيتَ
بِخَطَإٍ وَأَفْرَطَ عَلَيْكَ سَوْ
طُكَ، أَوْ سَيْفُكَ أَوْ يَدُكَ
بِالْعُقُوبَةِ فَإِنَّ فِي الْوَكْزَةِ
فَمَا فَوْقَهَا مَقْتَلَةً فَلَا تَطْمَحَنَّ
بِكَ نَخْوَةُ سُلْطَانِكَ عَنْ أَنْ تُؤَ
دِّيَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ

میں حسن ظن سے کام نہیں چل سکتا ؛

اور جب دشمن سے معاہدہ کرنا یا اپنی
زبان اُسے دے دینا تو عہد کی پوری پابندی
کرنا ۔ زبان کا پورا پاس کرنا ۔ عہد کو نبھانے
کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینا ۔ کیونکہ
سب باتوں میں لوگوں کا اختلاف رہا ہے ، مگر
اس بات پر سب متفق ہیں کہ آدمی کو اپنا عہد
پورا کرنا چاہیئے ۔ مشرکین تک نے عہد کی
پابندی لازمی سمجھی تھی ، حالانکہ مسلمانوں سے
بہت پیچھے تھے ۔ یہ اس لئے کہ تجربوں نے اُنہیں
بتا دیا تھا کہ عہد شکنی کا نتیجہ تباہ کن ہوتا ہے
لہٰذا اپنے عہد ، وعدے ، زبان کے خلاف
کبھی نہ جانا ۔ دشمن سے دغا بازی نہ کرنا ، کیونکہ
یہ خدا سے سرکشی ہے ، اور خدا سے سرکشی ،
بے وقوف و سرکش ہی کیا کرتے ہیں ؛

اور عہد کیا ہے ؟ خدا کی طرف سے
امن و امان کا اعلان ہے ، جو اُس نے اپنی
رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے ، عہد خدا
کا حرم ہے جس میں سب کو پناہ ملتی ہے اور
جس کی طرف سبھی دوڑتے ہیں ؛

خبردار ! عہد و پیمان میں کوئی دھوکا ،
کوئی کھوٹ نہ رکھنا اور معاہدے کی عبارت
ایسی نہ ہونے دینا ۔ کہ گول مول ، مبہم ہو کہ کئی

حَقَّهُمْ

وَإِيَّاكَ وَالْإِعْجَابَ بِنَفْسِكَ، وَالثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا، وَحُبَّ الْإِطْرَاءِ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ

وَإِيَّاكَ وَالْمَنَّ عَلَى رَعِيَّتِكَ بِإِحْسَانِكَ، أَوِ التَّزَيُّدَ فِيمَا كَانَ مِنْ فِعْلِكَ، أَوْ أَنْ تَعِدَهُمْ فَتُتْبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ؛ فَإِنَّ الْمَنَّ يُبْطِلُ الْإِحْسَانَ، وَالتَّزَيُّدَ يَذْهَبُ بِنُورِ الْحَقِّ، وَالْخُلْفَ يُوجِبُ الْمَقْتَ عِنْدَ اللهِ وَالنَّاسِ قَالَ اللهُ تَعَالَى كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ

وَإِيَّاكَ وَالْعَجَلَةَ بِالْأُمُورِ قَبْلَ أَوَانِهَا أَوِ التَّسَقُّطَ فِيهَا عِنْدَ إِمْكَانِهَا أَوِ اللَّجَاجَةَ فِيهَا إِذَا تَنَكَّرَتْ

مطلب اس سے نکلتے ہوں۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو عہد شکنی کے بعد ایسی عبارت سے فائدہ نہ اٹھانا ؛

اور یہ بھی یاد رہے کہ معاہدہ ہو چکنے کے بعد اگر اس کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو تو ناحق اسے فسخ نہ کر دینا۔ پریشانی جھیل جانا بدعہدی کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ بدعہدی پہ خدا تم سے جواب طلب کرے گا اور دنیا و آخرت میں اس کے مواخذے سے کہیں مفر نہ ہو گا ؛

خبردار! ناحق خون نہ بہانا کیونکہ خونریزی سے بڑھ کر بدانجام لعنت کا ڈھانے والا، نعمت کو ختم کر دینے والا کوئی کام نہیں۔ قیامت کے دن جب خدا کا دربار عدالت لگے گا تو سب سے پہلے خون ناحق ہی کے مقدمے پیش ہوں گے اور خدا فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو خونریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی بلکہ کمزور پڑ کر مٹ جاتی ہے ؛

اور یہ تو کھلی بات ہے کہ قتل عمد میں تم نہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتے ہو نہ میرے سامنے۔ لیکن اگر سزا دینے میں تمہارے کوڑے، تلوار، یا ہاتھ سے نادانستہ اسراف ہو جائے تو حکومت کے غرے میں مقتول کا خون بہا اس کے وارثوں کے حوالے کرنے سے باز نہ رہنا ؛

أَوِالْوَهْنَ عَنْهَا إِذَا اُسْتَوْضَحَتْ فَضَعْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْضِعَهُ وَأَوْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْقِعَهُ

وَإِيَّاكَ وَالْاِسْتِئْثَارِ بِمَا النَّاسُ فِيهِ أُسْوَةٌ وَالتَّغَابِي عَمَّا تُعْنَى بِهِ مِمَّا قَدْ وَضَحَ لِلْعُيُونِ فَاِنَّهُ مَأْخُوذٌ مِنْكَ لِغَيْرِكَ وَعَمَّا قَلِيلٍ تَنْكَشِفُ عَنْكَ أَغْطِيَةُ الْأُمُورِ وَيُنْتَصَفُ مِنْكَ لِلْمَظْلُومِ؛ إِمْلِكْ حَمِيَّةَ أَنْفِكَ، وَسَوْرَةَ حَدِّكَ وَسَطْوَةَ يَدِكَ وَغَرْبَ لِسَانِكَ؛ وَ وَاحْتَرِسْ مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ بِكَفِّ البَادِرَةِ . وَتَأْخِيرِ السَّطْوَةِ حَتَّى يَسْكُنَ غَضَبُكَ فَتَمْلِكَ الْاِخْتِيَارَ وَلَنْ تُحْكِمَ ذٰلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتَّى تُكْثِرَ هُمُومَكَ بِذِكْرِ الْمَعَادِ إِلَى رَبِّكَ

خبردار! خود پسندی کے شکار نہ ہو جانا۔ نفس کی جو بات پسند آئے، اس پر بھروسہ نہ کرنا۔ خوشامد پسندی سے بچنا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ زریں موقع ہوتا ہے کہ نیکو کاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔

خبردار! رعایا پر کبھی احسان نہ جتانا۔ جو کچھ اس کے لئے کرنا اُسے بڑھا چڑھا کر نہ دکھانا اور وعدہ خلافی بھی کبھی نہ کرنا۔ احسان جتانے سے احسان مٹ جاتا ہے۔ بھلائی کو بڑھا کر دکھانے سے حق کی روشنی چلی جاتی ہے، اور وعدہ خلافی سے خدا بھی ناخوش ہوتا ہے اور خدا کے بندے بھی۔ اللہ تعالےٰ فرما چکا ہے "کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ"ؑ۔

جلد بازی سے کام نہ لینا۔ ہر معاملے کو اس کے وقت پر ہاتھ میں لینا اور انجام کو پہنچا دینا۔ نہ وقت سے پہلے اس کے لئے جلدی کرنا نہ وقت آجانے پر تساہل برتنا۔ اگر معاملہ مشتبہ ہو تو اس پر اصرار نہ کرنا۔ روشن ہو تو اس میں کمزوری نہ دکھانا۔ اصل یہ ہے کہ ہر کام اس کے وقت پر کرنا اور ہر معاملے کو اس کی جگہ رکھنا۔

ع خدا کو نہایت ناپسند ہے کہ ایسی بات کہو جو کرتے نہیں۔

وَالْوَاجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ
مَا مَضَى لِمَنْ تَقَدَّمَكَ مِنْ
حُكُومَةٍ عَادِلَةٍ أَوْ سُنَّةٍ
فَاضِلَةٍ أَوْ أَثَرٍ عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ
فَرِيضَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَتَقْتَدِيَ
بِمَا شَاهَدْتَ مِمَّا عَمِلْنَا بِهِ
فِيهَا وَتَجْتَهِدَ لِنَفْسِكَ فِي
اتِّبَاعِ مَا عَهِدْتُ إِلَيْكَ فِي
عَهْدِي هٰذَا وَاسْتَوْثَقْتُ
بِهِ مِنَ الْحُجَّةِ لِنَفْسِي عَلَيْكَ
لِكَيْلَا تَكُونَ لَكَ عِلَّةٌ
عِنْدَ تَسَرُّعِ نَفْسِكَ إِلَى هَوَا
هَا وَأَنَا أَسْأَلُ اللّٰهَ بِسَعَةِ
رَحْمَتِهِ وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ عَلَى
إِعْطَاءِ كُلِّ رَغْبَةٍ أَنْ
يُوَفِّقَنِي وَإِيَّاكَ لِمَا فِيهِ رِضَاهُ
مِنَ الْإِقَامَةِ عَلَى الْعُذْرِ الْوَاضِحِ
إِلَيْهِ وَإِلَى خَلْقِهِ مَعَ حُسْنِ الثَّنَاءِ
فِي الْعِبَادِ وَجَمِيلِ الْأَثَرِ فِي
الْبِلَادِ وَتَمَامِ النِّعْمَةِ وَتَضْعِيفِ
الْكَرَامَةِ وَأَنْ يَخْتِمَ لِي
وَلَكَ بِالسَّعَادَةِ وَالشَّهَادَةِ۔

کسی ایسی چیز کو اپنے لئے خاص کر لینا
جس میں سب کا حق برابر ہے اور نہ ایسی باتوں
سے انجان بن جانا جو سب کی آنکھوں کے سامنے
ہیں۔ خود غرضی سے جو کچھ حاصل کرو گے تمہارے
ہاتھ سے چھن جائے گا اور دوسروں کو دے دیا
جائے گا۔ جلد ہی تمہاری آنکھوں پر سے پردے
اٹھ جائیں گے اور مظلوم سے جو کچھ لے چکے ہو
اس کی دادرسی ہو گی ۔

دیکھو اپنے غصے کو، طیش کو، ہاتھ کو، زبان
کو قابو میں رکھنا۔ سزا دینے کو ملتوی کر دینا،
یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اس وقت
تمہیں اختیار ہو گا کہ جو مناسب سمجھو کرو۔
مگر اپنے آپ پر قابو نہ پا سکو گے۔ جب تک
پروردگار کی طرف واپسی کا معاملہ تمہارے
خیالات پر غالب نہ آ جائے ۔

گزری ہوئی منصف حکومتوں، نیک دستوروں
ہمارے نبیؐ کے واقعات، اور کتاب اللہ کے
فرائض ہمیشہ یاد رکھنا تاکہ اپنی حکومت کے
معاملات میں ہمارے عمل کی پیروی کر سکو ۔

تمہیں پوری کوشش سے میری ہدایتوں
پر عمل کرنا چاہیئے، جو اپنی اس وصیت میں لکھ چکا
ہوں۔ میرا یہ عہد تم پر حجت ہے اور اس کے
بعد اپنے نفس کی خواہشوں کا ساتھ دینے میں

إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. وَالسَّلَامُ
عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ
وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيراً ۞ وَالسَّلَامُ

کوئی عذر نہ پیش کر سکو گے۔

میں اللہ بزرگ و برتر سے دست بدعا ہوں
جس کی رحمت وسیع اور قدرت عظیم ہے کہ مجھے
اور تمہیں اس راہ کی توفیق بخشے جس میں اس
کی رضامندی اور مخلوق کی بھلائی ہے ساتھ
ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک کے لئے ہر
طرح کی اچھائی ہے اور یہ کہ اس کی نعمت ہم
پر پوری ہو۔ اس کی عزت افزائی بڑھتی رہے اور
اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت
پر ہو۔ بے شک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت
رکھتے ہیں۔ والسلام

اسود بن قطیبہ حاکم حلوان کے نام

الی الأسود بن قطیبة صاحب (جند) حلوان

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْوَالِيَ إِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهُ ذٰلِكَ كَثِيرًا مِنَ الْعَدْلِ فَلْيَكُنْ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً فَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الْجَوْرِ عِوَضٌ مِنَ الْعَدْلِ فَاجْتَنِبْ مَا تُنْكِرُ أَمْثَالَهُ وَابْتَذِلْ نَفْسَكَ فِيمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَاجِيًا ثَوَابَهُ وَمُتَخَوِّفًا عِقَابَهُ

وَاعْلَمْ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلِيَّةٍ لَمْ يَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِيهَا قَطُّ سَاعَةً إِلَّا كَانَتْ فَرْغَتُهُ عَلَيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَّهُ لَنْ يُغْنِيَكَ عَنِ الْحَقِّ شَيْءٌ أَبَدًا وَمِنَ الْحَقِّ عَلَيْكَ حِفْظُ نَفْسِكَ وَالِاحْتِسَابُ عَلَى الرَّعِيَّةِ بِجُهْدِكَ فَإِنَّ الَّذِي يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي يَصِلُ بِكَ وَالسَّلَامُ

اگر حاکم اپنی خواہشوں پر چلنے لگے تو بہت سا انصاف اُس سے رہ جائے گا۔ تمہیں ایسا ہونا چاہیئے کہ حق میں سب لوگ تمہارے سامنے برابر ہیں۔ نا انصافی میں انصاف کا کوئی عوض نہیں ہو سکتا۔ تم ان سب باتوں سے پرہیز کرو جو تمہیں دوسروں میں بری معلوم ہوں اور خدا نے جو کچھ تم پر فرض کر دیا ہے حتی المقدور اُسے انجام دیتے رہو۔ ثواب کی اُمید رکھو۔ عذاب سے ڈرتے رہو۔

یاد رکھو، دُنیا آزمائش کی جگہ ہے، ایک گھڑی کے لئے بھی دُنیا کے ہو جانا قیامت کے دن اس گھڑی کو اپنے لئے حسرت کی بنا لینا ہے۔ کوئی چیز بھی تمہیں حق سے بے نیاز نہیں رکھ سکتی اور یہ حق تم پر واجب ہے کہ اپنی حفاظت کرو۔ حتی الوسع رعایا پر احتساب رکھو۔ یقین کرو اس سے رعایا کو جتنا نفع پہنچے گا اس سے کہیں زیادہ تمہیں فائدہ پہنچے گا۔

۱ ایران کا ایک علاقہ۔

عمّالِ حکومت کے نام فرمان!

شام پر چڑھائی کرتے وقت امیرالمؤمنین نے یہ فرمان تحریر فرمایا: —

الی العمال الذین یطا الجیش عملهم

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مَنْ مَرَّ بِهِ الْجَیْشُ مِنْ جُبَاةِ الْخَرَاجِ وَ عُمَّالِ الْبِلَادِ

أَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّیْ قَدْ سَیَّرْتُ جُنُوْدًا هِیَ مَارَّةٌ بِکُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، أَوْصَیْتُهُمْ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ عَلَیْهِمْ مِنْ کَفِّ الْأَذٰی وَ صَرْفِ الشَّذٰی. وَأَنَا أَبْرَأُ اِلَیْکُمْ وَاِلٰی ذِمَّتِکُمْ مِنْ مَعَرَّةِ الْجَیْشِ. اِلَّا مِنْ جَوْعَةِ الْمُضْطَرِّ لَا یَجِدُ عَنْهَا مَذْهَبًا اِلٰی شِبَعِهٖ فَنَکِّلُوْا مَنْ تَنَاوَلَ مِنْهُمْ شَیْئًا ظُلْمًا عَنْ ظُلْمِهِمْ وَکُفُّوْا أَیْدِیَ سُفَهَائِکُمْ عَنْ مُضَارَّتِهِمْ وَالتَّعَرُّضِ لَهُمْ

اللہ کے بندے علیؑ امیرالمؤمنین کی طرف سے ان تحصیلداروں کے نام جن کے علاقے سے فوج گزرے گی:

اما بعد! میں نے فوجیں روانہ کی ہیں۔ یہ فوجیں انشاءاللہ تمہارے علاقوں سے گزریں گی میں نے فوجیوں کو پوری تاکید کر دی ہے، اور بتا دیا ہے کہ خدا انہیں انسانوں کو اذیت دینے اور شرارت کرنے سے منع فرما چکا ہے، اور تم بھی سن لو کہ میں تمہارے اور ذمیوں کے معاملے میں فوج کی زیادتیوں سے بری الذمہ ہوں، لیکن ہاں سپاہی بھوک سے مر رہے ہوں اور پیٹ بھرنے کی کوئی سبیل نہ ہو تو اور بات ہے، ورنہ وہ زیادتی کریں تو انہیں سخت سزا دو۔ بدی کا انہیں پورا مزہ چکھاؤ لیکن اپنے گنڈوں[1] کے ہاتھ بھی فوج کے ستانے اور چھیڑ

---

[1] اُردو میں نہ جانے کیوں بعض لوگ گنڈے کو "غنڈہ" لکھتے ہیں؟

فِيمَا اسْتَثْنَيْنَاهُ مِنْهُمْ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِ الْجَيْشِ فَادْفَعُوا إِلَيَّ مَظَالِمَكُمْ وَمَا عَدَاكُمْ مِمَّا يَغْلِبُكُمْ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَا لَا تُطِيقُونَ دَفْعَهُ إِلَّا بِاللهِ وَبِي، فَأَنَا أُغَيِّرُهُ بِمَعُونَةِ اللهِ، إِنْ شَاءَ۔

کرنے سے روکنا۔ میں تو فوج کے پیچھے موجود ہی ہوں۔ فوج کی طرف سے کوئی ظلم زیادتی یا ایسی بات ہو جو تمہیں بے بس کر ڈالے تو مجھے خبر کرنا میں خدا کی مدد سے سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔

کمیل بن زیاد نخعی کے نام

امیرالمؤمنین علیہ السلام کے وفاداروں میں سے تھے، مگر کمزور آدمی تھے۔ شامی ٹولیاں چھاپے مارا کرتی تھیں اور یہ اپنے علاقے کی حفاظت سے غافل رہتے تھے۔ بعد میں دشمن کے علاقے پر چھاپے مار کے سمجھ لیا کرتے تھے کہ بدلہ لے لیا۔

امیرالمؤمنینؑ نے اسی ستم ظریفی کی طرف متوجہ کیا ہے۔

الی کمیل بن زیاد النخعی
وَهو عامله علی هیت ینکر علیه
ترکه دفع من یجتاز به من جیش
العدو طالبا الغارة

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ تَضْيِيعَ الْمَرْءِ
مَا وُلِّيَ وَتَكَلُّفَهُ مَا كُفِيَ لَعَجْزٌ
حَاضِرٌ وَرَأْيٌ مُتَبَّرٌ وَإِنَّ تَعَاطِيَكَ
الْغَارَةَ عَلَى أَهْلِ قِرْقِيسِيَا وَتَعْطِيلَكَ
مَسَالِحَكَ الَّتِي وَلَّيْنَاكَ لَيْسَ بِهَا مَنْ يَمْنَعُهَا
وَلَا يَرُدُّ الْجَيْشَ عَنْهَا لَرَأْيٌ شَعَاعٌ
فَقَدْ صِرْتَ جِسْراً لِمَنْ أَرَادَ الْغَارَةَ
مِنْ أَعْدَائِكَ عَلَى أَوْلِيَائِكَ غَيْرَ۔

آدمی کا اپنے منصب کو ضائع کر دینا اور خود ایسے کام میں پڑ جانا جس سے دوسرے اسے سبکدوش کر سکتے ہیں۔ کھلی نالائقی اور بدترین تدبیر ہے۔ تمہارا قرقیسیا پر غارتگری ہو لے دینا اور فوجی چوکیوں کو جن کی حفاظت کے تم ذمہ دار ہو اس طرح خالی چھوڑ رکھنا کہ کوئی بھی مدافعت کرنے والا اور حملہ آور کو روکنے والا نہیں یقیناً بہت بری پالیسی ہے۔ اس طرح تو تم دشمن کے حملوں کے لئے پل بن گئے ہو۔ ایسا پل جس میں ذرا مضبوطی نہیں۔ تمہارا رعب اٹھ چکا ہے، تم کوئی خلا بھی پر کرنے والے نہیں۔ کسی طاقت کو توڑنے

شَدِيدِ الْمَنْكِبِ وَلَا مَهِيبِ الْجَانِبِ وَلَا سَادٍّ ثُغْرَةً وَلَا كَاسِرٍ لِلْعَدُوِّ شَوْكَةً وَلَا مُغْنٍ عَنْ أَهْلِ مِصْرِهِ وَلَا مُجْزٍ عَنْ أَمِيرِهِ

کا تم میں زور نہیں، خود اپنے علاقے کے بھی کام آنے والے تم ثابت نہیں ہوئے اور اپنے سردار کے احکام کی بھی تم سے تعمیل نہ ہو سکی۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے مکاتیب ہمرہان سست گام کے نام ہیں جو مقصد سے اتفاق رکھنے کے باوجود اور جوش ایثار و قربانی کے ہوتے بھی سہل انگار ہو گئے تھے۔

(رئیس احمد جعفری)

قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام مکتوب

الی قثم بن العباس، وهو عامله
عَلَى مكة

أَمَّا بَعْدُ فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ
وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ وَاجْلِسْ لَهُمُ
الْعَصْرَيْنِ فَأَفْتِ الْمُسْتَفْتِيَ وَعَلِّمِ
الْجَاهِلَ وَذَاكِرِ الْعَالِمَ وَلَا يَكُنْ
لَكَ إِلَى النَّاسِ سَفِيرٌ إِلَّا لِسَانُكَ وَلَا
حَاجِبٌ إِلَّا وَجْهُكَ وَلَا تَحْجُبَنَّ ذَا
حَاجَةٍ عَنْ لِقَائِكَ بِهَا فَإِنَّهَا إِنْ
ذِيدَتْ عَنْ أَبْوَابِكَ فِي أَوَّلِ
وِرْدِهَا لَمْ تُحْمَدْ فِيمَا بَعْدُ عَلَى
قَضَائِهَا وَانْظُرْ إِلَى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ
مِنْ مَالِ اللهِ فَاصْرِفْهُ إِلَى مَنْ قِبَلَكَ
مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ وَالْمَجَاعَةِ مُصِيبًا بِهِ
مَوَاضِعَ الْفَاقَةِ وَالْخَلَّاتِ وَمَا فَضَلَ عَنْ
ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ إِلَيْنَا لِنَقْسِمَهُ فِيمَنْ قِبَلَنَا

اما بعد! لوگوں کے لئے حج قائم کرو، انہیں ایام اللہ[1] یاد دلاؤ، اور صبح شام ان کے لئے تمہارا سفیر، تمہاری زبان کے سوا کوئی نہ ہو اور تمہارا حاجب تمہارے چہرے کے سوا کوئی نہ ہو۔ کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے باز نہ رکھو۔ کیونکہ پہلی دفعہ تمہارے در پر آنے سے محروم ہو گئی تو بعد میں کامیابی پر تعریف نہ ہوگی۔

تمہارے پاس اللہ کا جو مال جمع ہو اسے اپنی طرف کے حاجتمندوں اور غریبوں پر خرچ کرو۔ نقر و فاقے اور ضرورت کے موقعوں کی تلاش کرو۔ اس سے جو کچھ بچ رہے ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہم اپنی طرف والوں پر تقسیم کر دیں۔

مکہ والوں کو حکم دو کہ ٹھہرنے والے حاجیوں سے گھر کا کرایہ نہ لیں، کیونکہ خدا فرماتا ہے

[1] یعنی وہ واقعات جن میں پچھلی قوموں پر قہر خدا نازل ہوا۔

وَهُمْ أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ لَا يَأْخُذُوا مِنْ
سَاكِنٍ أَجْرًا فَانَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ:
(سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ) فَالْعَاكِفُ
الْمُقِيمُ بِهِ وَالْبَادِى الَّذِى يَحُجُّ إِلَيْهِ مِنْ
غَيْرِ أَهْلِهِ وَفَّقَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ لِمَحَابِّهِ
وَالسَّلَامُ

"سواء العاکف فیہ والبادؔ" عاکف
مقیم مکہ ہے اور بادی وہ ہے، جو باہر سے
حج کرنے آتا ہے۔ خدا ہمیں اور تمہیں اپنی محبوب
باتوں کی توفیق بخشے: والسلام

اس مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیرالمؤمنین ع
قوم کے ناداروں، غریبوں اور پریشان روزگاروں
کا کس درجہ خیال رکھتے تھے:

(رئیس احمد جعفری)

ؔ وہاں کے رہنے والے اور پردیسی برابر ہیں:

خلافت سے پہلے حضرت سلمانؓ فارسی کو خط

الی سلمان الفارسی رحمۃ اللہ

قبل أیام خلافته

أَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا قَاتِلٌ سَمُّهَا فَأَعْرِضْ عَمَّا يُعْجِبُكَ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكَ مِنْهَا وَضَعْ عَنْكَ هُمُومَهَا لِمَا أَيْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا وَكُنْ آنَسَ مَا تَكُونُ بِهَا أَحْذَرَ مَا تَكُونُ مِنْهَا فَاِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطْمَأَنَّ فِيهَا اِلَى سُرُورٍ أَشْخَصَتْهُ عَنْهُ اِلَى مَحْذُورٍ أَوْ اِلَى اِينَاسٍ أَزَالَتْهُ عَنْهُ اِلَى اِيحَاشٍ وَالسَّلَامُ

امّا بعد، دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جس کی جلد تو نرم ہوتی ہے مگر زہر جان لے لیتا ہے پس دُنیا کی جو چیز تمہیں اچھی معلوم ہو اس سے اعراض کرنا۔ کیونکہ دُنیا کم ہی تمہارا ساتھ دے گی۔ اپنے دل سے دُنیا کے افکار دور رکھو کیونکہ تمہیں اس کی جدائی کا یقین ہو چکا ہے جس وقت دُنیا سے بہت انس ہو، اسی وقت اس سے بہت ہوشیار رہو، کیونکہ دُنیا کا طریقہ یہی ہے کہ جب آدمی اس کی کسی خوشی میں پھنس جاتا ہے تو خوشی چھین کر اُسے محرومی سے دوچار کر دیتی ہے۔

حارث الہمدانی کے نام

الی الحارث الهمدانی

وَتَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ وَ
اسْتَنْصِحْهُ، وَأَحِلَّ حَلَالَهُ وَحَرِّمْ
حَرَامَهُ وَصَدِّقْ بِمَا سَلَفَ مِنَ
الْحَقِّ وَاعْتَبِرْ بِمَا مَضَى مِنَ الدُّنْيَا
مَابَقِيَ مِنْهَا فَإِنَّ بَعْضَهَا يُشْبِهُ
بَعْضًا، وَآخِرُهَا لَاحِقٌ بِأَوَّلِهَا،
وَكُلُّهَا حَائِلٌ مُفَارِقٌ وَعَظِّمِ
اسْمَ اللّٰهِ أَنْ تَذْكُرَهُ إِلَّا عَلَى
حَقٍّ وَأَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ وَمَا
بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ
إِلَّا بِشَرْطٍ وَثِيقٍ وَاحْذَرْ كُلَّ
عَمَلٍ يَرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهِ
وَيُكْرَهُ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَاحْذَرْ
كُلَّ عَمَلٍ يُعْمَلُ بِهِ فِي السِّرِّ
وَيُسْتَحَى مِنْهُ فِي الْعَلَانِيَةِ وَ
احْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ إِذَا سُئِلَ عَنْهُ
صَاحِبُهُ أَنْكَرَهُ أَوِ اعْتَذَرَ

قرآن کی رسی مضبوط پکڑو۔ قرآن سے نصیحت حاصل کرو۔ جو کچھ اس نے حلال رکھا ہے اُسے حلال سمجھو۔ جو کچھ اس نے حرام ٹھہرایا ہے اُسے حرام جانو۔ جو سچائی گذر چکی ہے، اسکی تصدیق کرو۔ جو دُنیا بیت چکی ہے اُس سے باقی دُنیا کے بارے میں سبق لو۔ دُنیا کی سب چیزیں ایک سی ہیں اس کی آخری بات بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلی بات، مگر یہ سب یہ پوری دُنیا زائل ہو جانے والی بچھڑ جانے والی چیز ہے۔

خبردار! حق کے سوا کبھی خدا کی قسم نہ کھانا موت کو برابر یاد کرتے رہو۔ اور موت کے بعد جو کچھ ہے اس کی یاد سے بھی غافل نہ ہو مگر موت کی آرزو نہ کرو۔ جان ہی دینا ہو تو کسی بڑے مقصد پر جان دو۔

ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لئے تو پسند کرتا ہے مگر عام مسلمانوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ ہر اس کام سے پرہیز کرو جو خفیہ تو کیا

مِنْهُ وَلَا تَجْعَلْ عِرْضَكَ غَرَضًا لِنِبَالِ
الْقَوْلِ وَلَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا
سَمِعْتَ بِهِ فَكَفَى بِذٰلِكَ كَذِبًا
وَلَا تَرُدَّ عَلَى النَّاسِ كُلَّ مَا حَدَّثُوكَ
بِهِ فَكَفَى بِذٰلِكَ جَهْلًا وَاكْظِمِ
الْغَيْظَ وَتَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدُرَةِ وَاحْلُمْ
عِنْدَ الْغَضَبِ وَاصْفَحْ مَعَ الدَّوْلَةِ
تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ، وَاسْتَصْلِحْ كُلَّ
نِعْمَةٍ أَنْعَمَهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ وَلَا تُضَيِّعَنَّ
نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عِنْدَكَ وَلْيُرَ
عَلَيْكَ أَثَرُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْكَ
وَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ الْمُؤْمِنِينَ
أَفْضَلُهُمْ تَقْدِمَةً مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ
وَمَالِهِ فَإِنَّكَ مَا تُقَدِّمْ مِنْ خَيْرٍ
يَبْقَ لَكَ ذُخْرُهُ وَمَا تُؤَخِّرْهُ يَكُنْ
لِغَيْرِكَ خَيْرُهُ وَاحْذَرْ صَحَابَةَ مَنْ
يَفِيلُ رَأْيُهُ، وَيُنْكَرُ عَمَلُهُ فَإِنَّ
الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ بِصَاحِبِهِ وَاسْكُنِ
الْأَمْصَارَ الْعِظَامَ فَإِنَّهَا جِمَاعُ
الْمُسْلِمِينَ وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ
وَالْجَفَاءِ وَقِلَّةَ الْأَعْوَانِ عَلَى طَاعَةِ
اللّٰهِ وَاقْصُرْ رَأْيَكَ عَلَى مَا يَعْنِيكَ وَ
إِيَّاكَ وَمَقَاعِدَ الْأَسْوَاقِ فَإِنَّهَا

جاسکتا ہے، اگرعلانیہ کرنے سے شرم دیکھی ہے۔ ہر ایسے کام سے دُور رہو کہ جواب طلب کیا جائے تو انکار یا معذرت پر مجبور ہو جاؤ۔ اپنی آبرو کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ نہ دو۔ ہر وہ بات کہتے نہ پھرو جو تم نے سنی ہے۔ آدمی کے لئے یہ جھوٹ کافی ہے کہ جو کچھ سنے کہتا پھرے۔ ہر بات کی تکذیب پر بھی تلے نہ رہو کیونکہ یہ بھی نری جہالت ہے، اپنا غصہ پیو۔ انتقام کا اختیار رکھتے ہوئے بھی معاف کردو غصّے کے موقعہ پر بردباری سے کام لو، اور تمہیں تو معاف ہی کرنا چاہیئے، کیونکہ حکومت چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ تم یہ سب کروگے تو تمہاری عاقبت بخیر ہوگی۔ خدا کی ہر نعمت کو سنوارنا چاہیئے، اور خدا کی کسی نعمت کو بھی ضائع نہ ہونے دو۔ خدا نے جو نعمت بخشی ہے اس کا اثر بھی تم پر ظاہر ہونا چاہیئے۔

اور سنو سب سے افضل مومن وہ ہے جس نے اپنی طرف سے، اپنے اہل وعیال کی طرف سے، اپنے مال کی طرف سے خرچ کیا ہے تم جو کچھ بھی راہ نیک میں خرچ کروگے تمہارے لئے توشہ بن جائے گا اور جو کچھ جمع کرکے تمہارے بعد کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے گا

مَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَمَعَارِيضُ
الْفِتَنِ وَأَكْثِرْ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى
مَنْ فُضِّلْتَ عَلَيْهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ أَبْوَابِ الشُّكْرِ وَلَا تُسَافِرْ
فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ حَتَّى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ
إِلَّا فَاصِلًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ فِي أَمْرٍ
تُعْذَرُ بِهِ وَأَطِعِ اللّٰهَ فِي جَمِيعِ
أُمُورِكَ فَإِنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ فَا
ضِلَةٌ عَلَى مَا سِوَاهَا وَخَادِعْ
نَفْسَكَ فِي الْعِبَادَةِ وَارْفُقْ
بِهَا وَلَا تَقْهَرْهَا وَخُذْ عَفْوَ
هَا وَنَشَاطَهَا إِلَّا مَا كَانَ
مَكْتُوبًا عَلَيْكَ مِنَ
الْفَرِيضَةِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ
مِنْ قَضَائِهَا وَتَعَاهُدِهَا
عِنْدَ مَحَلِّهَا وَإِيَّاكَ أَنْ يَنْزِ
لَ بِكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ آبِقٌ
مِنْ رَبِّكَ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا
وَإِيَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْفُسَّاقِ
فَإِنَّ الشَّرَّ مُلْحَقٌ وَوَقِّرِ
اللّٰهَ وَأَحْبِبْ أَحِبَّاءَهُ
وَاحْذَرِ الْغَضَبَ فَإِنَّهُ
جُنْدٌ عَظِيمٌ مِنْ جُنُودِ

ایسے آدمیوں کی صحبت سے بچو جن کے خیالات
کمزور ہیں، جن کے کام برے ہیں، کیونکہ دوست
دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

بڑے شہروں ہی میں رہا کرو، کیونکہ شہر
مسلمانوں کے مرکز ہیں۔ جس جگہ غفلت گوارا پنا
ہو اور طاعت الٰہی میں مددگاروں کی کمی ہو
وہاں نہ رہنا۔

انہی معاملے پر دماغ سوزی کیا کرو جس سے
تمہیں مطلب ہے۔ بے فائدہ باتوں میں نہ
پڑو۔ خبردار! بازار کی بیٹھکوں سے دور رہو
یہ بیٹھکیں شیطانوں کی جگہیں اور فتنوں کے
تیر ہیں۔ جو تم سے نیچے ہیں زیادہ تر انہی کو
دیکھا کرو، کیونکہ شکر الٰہی کا ایک دروازہ ہے
جمعہ کے دن سفر نہ کرو، یہاں تک کہ نماز پڑھ
چکو۔ مگر ہاں اللہ کے جہاد میں جانا ہو یا اور کوئی
مجبوری کا کام در پیش ہو تو بات دوسری ہے۔

تمام معاملات میں خدا کی فرمانبرداری کرو
خدا کی فرمانبرداری سب پر مقدم ہے۔ اپنے
نفس کو بہلا پھسلا کر عبادت میں لگایا کرو۔ اس
بارے میں اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ زبردستی
اسے مجبور نہ کرو۔ جب وہ خالی اور چاق و
چوبند ہو تو عبادت کی طرف مائل کرو۔ مگر
فرض نمازوں کا معاملہ دوسرا ہے انہیں تو ہر حال

اِبْلِیْسَ ؛
وَالسَّلَامُ

ادا کرنا ہے اور ان کے اوقات ہی میں ادا کرنا ہے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت ایسی حالت میں آ ٹوٹے کہ تم دُنیا کی طلب میں اپنے رب سے بھاگے ہوئے ہو۔ خبردار! فاسقوں سے دوستی نہ کرنا کیونکہ ایک شر اپنے ساتھ دوسرا شر لاتا ہے۔ اللہ کی توقیر کرو۔ اللہ کے حبیبوں سے محبت کرو۔ غصّے سے بچو۔ کیونکہ غصہ شیطان کی ایک بہت بڑی فوج ہے ؛

والسلام

سہل بن حنیف انصاری گورنر مدینہ کے نام

الى سهل بن حنيف الأنصاری

وهو عامله على المدينة في معنى قوم
من أهلها لحقوا بمعاوية

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالاً
مِمَّنْ قِبَلَكَ يَتَسَلَّلُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَلَا
تَأْسَفْ عَلَى مَا يَفُوتُكَ مِنْ عَدَدِهِمْ
وَيَذْهَبُ عَنْكَ مِنْ مَدَدِهِمْ فَكَفَى
لَهُمْ غَيّاً وَلَكَ مِنْهُمْ شَافِياً فِرَارُهُمْ
مِنَ الْهُدَى وَالْحَقِّ وَإِيضَاعُهُمْ إِلَى
الْعَمَى وَالْجَهْلِ وَإِنَّمَا هُمْ أَهْلُ دُنْيَا
مُقْبِلُونَ عَلَيْهَا وَمُهْطِعُونَ إِلَيْهَا وَقَدْ
عَرَفُوا الْعَدْلَ وَرَأَوْهُ وَسَمِعُوهُ وَوَعَوْهُ
وَعَلِمُوا أَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِي الْحَقِّ أُسْوَةٌ
فَهَرَبُوا إِلَى الْأَثَرَةِ فَبُعْداً لَهُمْ
وَسُحْقاً

إِنَّهُمْ ـ وَاللَّهِ ـ لَمْ يَنْفِرُوا مِنْ جَوْرٍ
وَلَمْ يَلْحَقُوا بِعَدْلٍ وَإِنَّا لَنَطْمَعُ فِي هَذَا
الْأَمْرِ أَنْ يُذَلِّلَ اللَّهُ لَنَا صَعْبَهُ وَيُسَهِّلَ

معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہاں سے کچھ
لوگ چپکے چپکے معاویہ کے پاس چلے جا رہے
ہیں۔ ان کی وجہ سے اپنی تعداد میں کمی
اور ان کی مدد سے محرومی پر افسوس نہ کرو۔
ان کے لئے یہ گمراہی کافی ہے، اور تمہارے
لئے یہ اطمینان بہت ہے کہ وہ حق و ہدایت
سے بھاگ رہے ہیں اکور بصری اور جہل کی
طرف دوڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیا دار ہیں،
دنیا پر رجھے اور اسی کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ
لوگ عدل و انصاف کو جان چکے ہیں۔ دیکھ
چکے ہیں۔ سن چکے ہیں۔ سمجھ چکے ہیں۔ ان پر
یہ بھی روشن ہو چکا ہے کہ حق کے بارے میں سب
لوگ ہمارے یہاں برابر ہیں۔ اس پر بھی بھاگ
رہے ہیں اور وہاں بھاگ رہے ہیں جہاں
خود غرضیاں چلتی ہیں تو دور ہوں یہ لوگ اور فنا
ہوں یہ لوگ!

بخدا یہ لوگ نہ ظلم کی وجہ سے بھاگے ہیں
نہ انصاف کے دامن میں پناہ لینے گئے ہیں

لَا حَزَنَهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ

اور ہم ؟ تو ہمیں امید ہے کہ خدا اس معاملے کی مشکلیں ہمارے لئے آسان اور سختیاں نرم کرے گا ۔ انشاءاللہ ۔

والسلام

اصل چیز ہے حق وصداقت لیکن حق و صداقت کی دعوت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ اس سے کوئی بحث اور سروکار نہ رکھنا چاہیئے ۔ امیرالمومنینؑ اپنے رفقاء کو بھی تلقین کرتے تھے ۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ رسول اکرمؐ کا بھی یہی مسلک تھا ۔

(جعفری)

عبداللہ بن عباسؓ کے نام مکتوب

الی عبد اللہ بن العباس

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ لَسْتَ بِسَابِقٍ
أَجَلَكَ، وَلَا مَرْزُوقٍ مَا لَيْسَ لَكَ وَاعْلَمْ
بِأَنَّ الدَّهْرَ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ
وَأَنَّ الدُّنْيَا دَارُ دُوَلٍ فَمَا كَانَ مِنْهَا
لَكَ أَتَاكَ عَلَى ضِعْفِكَ وَمَا كَانَ
مِنْهَا عَلَيْكَ لَمْ تَدْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ۔

تم نہ اپنی موت سے آگے جا سکتے ہو نہ وہ چیز حاصل کر سکتے ہو۔ جو تمہارے لئے مقدر نہیں ہوئی۔ یاد رکھو زمانہ بس دو ہی دن کا نام ہے: ایک دن موافق ہوتا ہے اور ایک دن مخالف پڑتا ہے۔

اور دنیا؟ تو دنیا چلتا گھر ہے اور ایک حال پر کبھی نہیں رہتا۔ دنیا میں جو بھلائی تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے، ملے گی تمہاری کمزوری پر بھی ملے گی اور دنیا میں جو نقصان طے ہو چکا ہے اُسے تم اپنی قوت سے روک نہ سکو گے۔

معاویہ گورنر شام کے نام

آغاز خلافت میں گورنر شام معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا ؛

الی معاویة فی أول مابویع له ذکره الواقدی فی کتاب الجمل

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِیٍّ أَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِلَیٰ مُعَاوِیَةَ بْنِ أَبِی سُفْیَانَ

أَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ عَلِمْتَ إِعْذَارِی فِیْکُمْ وَإِعْرَاضِی عَنْکُمْ، حَتّٰی کَانَ مَالَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا دَفْعَ لَهُ وَالْحَدِیْثُ طَوِیْلٌ وَالْکَلَامُ کَثِیْرٌ وَقَدْ أَدْبَرَ مَا أَدْبَرَ وَأَقْبَلَ مَا أَقْبَلَ، فَبَایِعْ مَنْ قِبَلَکَ وَأَقْبِلْ إِلَیَّ فِی وَفْدٍ مِنْ أَصْحَابِکَ

اللہ کے بندے علیؑ امیرالمؤمنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام!

امّا بعد، تم اپنے خاندان کے بارے میں میرا عذر جانتے ہو اور اپنے خاندان کے معاملے میں میری بے تعلقی کا بھی تمہیں پورا علم ہے، یہاں تک کہ وہ واقعہ پیش آنے والا ہی تھا اور جسے روکا نہیں جا سکتا تھا۔ بات لمبی ہے۔ گفتگو بہت ہے مگر جو ہو چکا ہو چکا اور جو سامنے آنے والا تھا۔ سامنے آ گیا۔ اب تم یہ کرو کہ اپنی طرف کے لوگوں سے میری بیعت لو اور اپنے ساتھیوں کا ایک وفد بنا کر میرے پاس چلے آؤ ؛

معاویہ کے ایک خط کا جواب

الی معاویة

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي عَلَى التَّرَدُّدِ
فِي جَوَابِكَ وَالْاِسْتِمَاعِ إِلَى كِتَابِكَ
لَمُوَهِّنٌ رَأْيِي وَمُخَطِّئٌ فِرَاسَتِي
وَإِنَّكَ إِذْ تُحَاوِلُنِي الْأُمُورَ وَتُرَاجِعُنِي
السُّطُورَ كَالْمُسْتَثْقِلِ النَّائِمِ
تَكْذِبُهُ أَحْلَامُهُ وَالْمُتَحَيِّرِ
الْقَائِمِ يَبْهَظُهُ مَقَامُهُ
لَا يَدْرِي أَلَهُ مَا يَأْتِي
أَمْ عَلَيْهِ وَلَسْتَ بِهِ غَيْرَ
أَنَّهُ بِكَ شَبِيهٌ وَأُقْسِمُ
بِاللهِ إِنَّهُ لَوْلَا بَعْضُ
الْاِسْتِبْقَاءِ لَوَصَلَتْ إِلَيْكَ
مِنِّي قَوَارِعُ تَقْرَعُ الْعَظْمَ
وَتَهْلِسُ اللَّحْمَ! وَاعْلَمْ
أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ثَبَّطَكَ عَنْ
أَنْ تُرَاجِعَ أَحْسَنَ أُمُورِكَ
وَتَأْذَنَ لِمَقَالِ نَصِيحَتِكَ

تمہیں جواب دے دے کر اور تمہارے
خط قبول کر کر کے میں اپنی رائے کو کمزور اور
فراست کو غلط ٹھہرانے لگا ہوں۔ تم اپنی کوشش
میں کہ مجھے اپنی خواہشوں کے لئے پھسلاؤ اور
اپنے خطوں کے جواب پر آمادہ کر لیتے ہو، اس
آدمی کی طرح ہے جو گہری نیند میں خواب دیکھے
اور پھر اس کا خواب جھوٹا ثابت ہو جائے، یا
ویسے آدمی ہو جو حیص بیص میں پڑا ہے اور
یہ گومگو کی حالت اسے ستا رہی ہو۔ وہ جانتا
نہیں کہ جو کچھ سامنے آنے والا ہے نفع پہنچائے گا
یا نقصان میں ڈال دے گا۔ مانتا ہوں کہ تم
بالکل ویسے نہیں ہو۔ لیکن تم میں اور ایسے لوگوں
میں مشابہت ضرور ہے۔

اور میں قسم سے کہتا ہوں اگر تم لوگوں کی
جانیں بچانے کا خیال نہ ہوتا تو میری طرف سے
تم پر ایسی ہولناکیاں ٹوٹتیں، جو ہڈیوں کو
پاش پاش کر ڈالتی ہیں اور گوشت کو پانی بنا کر
بہا دیتی ہیں۔ اگر تم میں اب بھی کچھ

وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهٖ

سمجھ باقی ہے، تو یقین کرو شیطان نے تمہیں سب سے بڑی بھلائی سے روک دیا ہے اور تمہارے کان میری نصیحت سننے سے بند کر دیئے ہیں ۔

(اور سلامتی ہو اس کے اہل پر)

اس خط میں بھی حسب معمول امیرالمؤمنینؑ نے ابہام و تفہیم سے کام لیا ہے ۔

منذر بن الجارود عبدی کے نام

امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اس شخص کو عہدہ دیا تھا، مگر اس نے خیانت کی۔ بڑا مغرور تھا۔ اسی شخص کے بارے میں فرمایا تھا "ہر وقت اپنے بازو دیکھا کرتا ہے۔ اپنے کپڑوں میں بروڑتا رہتا ہے۔ اپنے جوتوں پر پھونکے مارا کرتا ہے"

الی المنذر بن الجارود العبدی
وقد خان فی بعض ما ولاه من اعماله
أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ صَلَاحَ أَبِيكَ
غَرَّنِي مِنْكَ وَظَنَنْتُ أَنَّكَ
تَتَّبِعُ هَدْيَهُ وَتَسْلُكُ سَبِيلَهُ
فَإِذَا أَنْتَ فِيمَا رُقِّيَ إِلَيَّ عَنْكَ، لَا
تَدَعُ لِهَوَاكَ انْقِيَاداً وَلَا تُبْقِي لِ
آخِرَتِكَ عَتَاداً تَعْمُرُ دُنْيَاكَ بِخَرَابِ
آخِرَتِكَ وَتَصِلُ عَشِيرَتَكَ بِقَطِيعَةِ
دِينِكَ وَلَئِنْ كَانَ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ
حَقّاً لَجَمَلُ أَهْلِكَ وَشِسْعُ نَعْلِكَ
خَيْرٌ مِنْكَ وَمَنْ كَانَ بِصِفَتِكَ فَلَيْسَ
بِأَهْلٍ أَنْ يُسَدَّ بِهِ ثَغْرٌ أَوْ يُنْفَذَ بِهِ أَمْرٌ

تیرے باپ کی نیکی نے مجھے تیرے بارے میں دھوکا دے دیا۔ میں سمجھتا تھا تو بھی اپنے باپ کی راہ پر چلتا ہوگا۔ تیری روش بھی اسی جیسی ہوگی مگر تو جیسا کہ مجھے خبر ملی ہے، نہ اپنی خواہش کو لگام لگاتا ہے نہ آخرت کے لئے کوئی توشہ باقی رکھتا ہے۔ اپنی دنیا بنانے کے لئے اپنی عقبےٰ برباد کر رہا ہے۔ کنبہ پروری پر اپنا دین قربان کر رہا ہے۔ اگر وہ سب سچ ہے جو تیری نسبت مجھے معلوم ہوا ہے۔ تو تیرے گھر کا اونٹ، اور تیرے پہننے کی جوتی کا تسمہ بھی تجھ سے بہتر ہے۔ جو کوئی تیرا جیسا ہو، اس پر نہ کسی قلعے کی حفاظت میں بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ نہ کسی مہم پر اسے

أَوْ يُعَلَّى لَهُ قَدْرٌ أَوْ يُشْرِكَ فِي أَمَانَةٍ أَوْ
يُؤْمَنَ عَلَى خِيَانَةٍ فَأَقْبِلْ إِلَيَّ حِينَ
يَصِلُ إِلَيْكَ كِتَابِي هٰذَا إِنْ شَاءَ
اللّٰهُ

مامور کیا جا سکتا ہے نہ اُس کی قدر بڑھانا
ٹھیک ہو سکتا ہے، نہ کسی امانت میں اس
کی شرکت گوارا کی جا سکتی ہے نہ کسی خیانت
سے محفوظ رہنے کی اُس سے اُمید کی جا سکتی ہے
یہ خط پاتے ہی میرے پاس چلا آ۔

اپنے جس عامل یا منصب دار کے بارے
میں امیر المومنین کو شبہ بھی ہو جاتا تھا کہ یہ اپنے
اقتدار اور منصب سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہا ہے
پھر اس کے بارے میں کسی رعایت اور مروّت کو
آپ دخل نہ دیتے تھے۔ (جعفری)

قبائل ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ

كتبه بين ربيعة واليمن و
نقل من خط هشام ابن الكلبي
هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْيَمَنِ
حَاضِرُهَا وَبَادِيهَا وَرَبِيعَةُ
حَاضِرُهَا وَبَادِيهَا أَنَّهُمْ عَلَى
كِتَابِ اللهِ يَدْعُونَ إِلَيْهِ
وَيَأْمُرُونَ بِهِ وَيُجِيبُونَ
مَنْ دَعَا إِلَيْهِ وَأَمَرَ بِهِ لَا
يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا وَلَا يَرْضَوْنَ
بِهِ بَدَلًا وَأَنَّهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ
عَلَى مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ وَتَرَكَهُ
أَنْصَارُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ دَعْوَتُهُمْ
وَاحِدَةٌ لَا يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ
لِمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ وَلَا لِغَضَبِ غَاضِبٍ
وَلَا لِاسْتِذْلَالِ قَوْمٍ قَوْمًا
وَلَا لِمَسَبَّةِ قَوْمٍ قَوْمًا) عَلَى ذٰلِكَ
شَاهِدُهُمْ وَغَائِبُهُمْ وَسَفِيهُهُمْ
وَعَالِمُهُمْ وَحَلِيمُهُمْ وَجَاهِلُهُمْ
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدَ اللهِ

یہ ہے وہ عہد جس پر ایک طرف سے
اہل یمن کے شہریوں اور بدویوں نے اور دوسری
طرف سے ربیعہ کے شہریوں اور بدویوں نے
اتفاق کیا ہے۔ یہ سب لوگ کتاب اللہ پر استوار
رہیں گے اسی کی طرف دعوت دیں گے۔ اسی پر
چلنے کی تلقین کریں گے۔ جو کوئی اس کی طرف
بلائے گا اور اس پر چلنے کا حکم دے گا اسے
لبیک کہیں گے۔ کتاب اللہ کے بدلے نہ کوئی نفع
قبول کریں گے نہ کوئی عوض منظور کریں گے اور
یہ سب ایک ہاتھ ہیں ہر اس شخص کے مقابلے میں
جو کتاب اللہ کے خلاف جائے گا۔ اسے چھوڑ
دے گا۔ آپس میں مددگار ہیں ایک آواز
ہیں۔ ایک پکار ہیں ایک دعوت ہیں کسی شخص
کے طیش اور غصے کی وجہ سے ایک گروہ کے
دوسرے گروہ کو ذلیل کرنے کی وجہ سے ایک
جماعت کے دوسری جماعت کو گالی دینے
کی وجہ سے اپنا یہ عہد نہیں توڑیں گے، بلکہ
اس عہد پر سب لوگ ہمیشہ استوار رہیں گے۔
حاضر بھی اور غیر حاضر بھی، جاہل بھی اور عالم

وَمِيثَاقَهُ إِنَّ عَهْدَ اللّٰهِ كَانَ مَسْئُولًا وَكَتَبَ علی بن ابی طالب	بھی عقلمند بھی اور بے عقل بھی اور اس رب کے بعد ان پر اللہ کا عہدِ پیمان ہے اور اللہ کا عہد و پیمان پوچھا جانے والا ہے ۔ (اسے لکھا علیؓ بن ابی طالب نے)

یہ ہے اہر اس معاہدہ کی اصلی ، شرعی اور حقیقی اساس جو ایک مسلمان امیر کسی دوسرے شخص ، جماعت یا گروہ سے کر سکتا ہے ۔

(جعفری)

ابوموسیٰ اشعری کے خط کا جواب

الی أبی موسی الأشعری جوابًا
فی امر الحکمین. ذکرہ سعید بن
یحیی الأموی فی کتاب المغازی

فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَیَّرَ کَثِیرٌ مِنْهُمْ
عَنْ کَثِیرٍ مِنْ حَظِّهِمْ فَمَالُوا مَعَ الدُّنْیَا
وَنَطَقُوا بِالْهَوَی وَاِنِّی نَزَلْتُ مِنْ هٰذَا
الأَمْرِ مَنْزِلًا مُعْجِبًا اجْتَمَعَ بِهِ أَقْوَامٌ
أَعْجَبَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ؛ فَأَنِّی أُدَاوِی
مِنْهُمْ قَرْحًا أَخَافُ أَنْ یَکُونَ عَلَقًا
وَلَیْسَ رَجُلٌ. فَاعْلَمْ أَحْرَصَ عَلَی أُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وَأُلْفَتِهَا مِنِّی أَبْتَغِی بِذٰلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ
وَکَرَمَ الْمَآبِ وَسَأَفِی بِالَّذِی وَأَیْتُ عَلَی
نَفْسِی وَاِنْ تَغَیَّرْتَ عَنْ صَالِحِ مَا فَارَقْتَنِی
عَلَیْهِ فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا أُوتِیَ
مِنَ الْعَقْلِ وَالتَّجْرِبَةِ وَاِنِّی لَأَعْبَدُ أَنْ
یَقُولَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ وَاِنْ أُفْسِدَ أَمْرًا
قَدْ أَصْلَحَهُ اللّٰهُ فَدَعْ مَا لَا تَعْرِفُ

بہت سے لوگ برگشتہ ہو کر حق سے بدل
گئے۔ دنیا کے ساتھ ہو لئے۔ خواہش کے
پیچھے چلنے لگے۔ اس معاملے میں میری حیثیت
تعجب انگیز ہے۔ ایسے لوگوں کا اجتماع ہو
گیا ہے جو اپنے نفس کو پسند کرتے ہیں اور
اب میں ان کے لگائے ہوئے زخم کے مداوا
میں لگا ہوا ہوں، مگر ڈرتا ہوں یہ زخم کہیں
لاعلاج نہ ہو۔ تمہیں جاننا چاہئے کہ مجھ سے
زیادہ کوئی آدمی بھی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی خیر خواہی اور یکجہتی نہیں چاہتا۔ اس
سے میری غرض صرف ثواب خداوندی اور
حسن آخرت ہے۔ میں نے جو عہد کیا ہے۔
اسے پورا کروں گا۔ مجھ سے رخصت ہوتے
وقت اپنی نیک ما نے سے اگر تم بدل گئے
ہو تو بدبخت ہے وہ جو اپنی عقل و تجربے
سے نفع اٹھانے کی صلاحیت سے محروم ہو جائے
میں برہم ہوتا ہوں کہ باطل بات کہی جائے
یا اس معاملے کو خراب ہونے دوں جسے

فَاِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُوْنَ اِلَيْكَ بِاَ
قَاوِيْلِ السُّوْءِ وَالسَّلَامُ

خدا درست کر چکا ہے، لہٰذا تم ایسی بات کے
پیچھے نہ پڑو، جسے جانتے نہیں شریر لوگ
ضرور بُری باتیں لے کر تمہاری طرف اڑیں گے"

والسلام

یہ ہے امیر المومنین کا وہ "بیان صفائی"
جس کے مطالعہ کے بعد ان کی پوزیشن صحیح طور پر
نظر کے سامنے آجاتی ہے؟ اور معلوم ہو جاتا ہے
کہ گرداب بلا میں ایک مومن تاثر کیا کرتا ہے
اور اسے کیا کرنا چاہیئے؟ (جعفری)

اشعث بن قیس کے نام

اشعث بن قیس حضرت عثمانؓ کی طرف سے آذربائیجان کے حاکم تھے۔ یہ خط انہی کے نام ہے۔

الی الأشعث بن قیس وھو عامل أذربیجان

وَإِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ. وَلٰكِنَّهُ فِي عُنُقِكَ أَمَانَةٌ وَأَنْتَ مُسْتَرْعًى لِمَنْ فَوْقَكَ لَيْسَ لَكَ أَنْ تَفْتَاتَ فِي رَعِيَّةٍ وَلَا تُخَاطِرَ إِلَّا بِوَثِيقَةٍ وَفِي يَدَيْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْتَ مِنْ خُزَّانِهِ حَتَّى تُسَلِّمَهُ إِلَيَّ وَلَعَلِّي أَنْ لَا أَكُونَ شَرَّ وُلَاتِكَ لَكَ
وَالسَّلَامُ

تمہارا یہ عہدہ کوئی خوانِ نعمت نہیں ہے بلکہ تمہارے گلے میں امانت ہے۔ اور تم بالادست حاکم کے سامنے جوابدہ ہو، تمہارے ہاتھ میں جو مال ہے، خدا کا ہے۔ تم اس کے خزانچی ہو، یہاں تک کہ اسے میرے پاس پہنچا دو۔ امید ہے میں تمہارے حق میں برا افسر ثابت نہ ہوں گا۔

لہ تم میں کچھ کمزوریاں نہ ہوتیں تو اس معاملے میں اوروں سے آگے ہوتے لیکن اگر خدا کا خوف دل میں رکھو تو کیا عجب نئی صورتیں پیدا ہو جائیں۔ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے طلحہؓ اور زبیرؓ ان میں سب سے آگے تھے، مگر بعد میں بے سبب پھر گئے اور ام المومنین کو پردے سے نکال کر بصرہ لے گئے۔ اس پر میں بھی مہاجرین و انصار کے ساتھ چلا ہمارا سامنا ہوا میں نے دعوت دی کہ اپنی بیعت میں واپس آ جائیں۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں نے دعوت میں کوتاہی نہیں کی اور جنگ میں زخم دینے والوں سے نیک سلوک کیا۔ اس خط کی یہ عبارت "الامامۃ والسیاسۃ" سے لی گئی ہے۔

بصرہ کا گورنر بناتے وقت عبداللہ بن عباس کو وصیت

لعبد اللہ بن العباس عند استخلا
فہ ایاہ علی البصرۃ
سَعِ النَّاسَ بِوَجْهِكَ وَمَجْلِسِكَ
وَحُكْمِكَ وَإِيَّاكَ وَالْغَضَبَ فَإِنَّهُ
طِيَرَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاعْلَمْ أَنَّ مَا قَرَّبَكَ
مِنَ اللهِ يُبَاعِدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا بَاعَدَكَ
مِنَ اللهِ يُقَرِّبُكَ مِنَ النَّارِ

لوگوں کے لئے اپنی مجلس میں بشاشت
حکومت میں وسعت پیدا کرنا۔ خبردار غصے
نہ ہونا، کیونکہ غصہ شیطان کی بدشگونی ہے
اور یاد رکھو جو چیز خدا سے قریب کرتی ہے
دوزخ سے دور کر دیتی ہے اور جو چیز
خدا سے دور کرتی ہے، دوزخ سے قریب
کر دیتی ہے۔

فوجی افسروں کے نام عام خط

الی امرائہ علی الجیوش

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِلٰی أَصْحَابِ الْمَسَالِحِ

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ حَقًّا عَلَی الْوَالِی أَنْ لَا یُغَیِّرَهُ عَلٰی رَعِیَّتِهِ فَضْلٌ نَالَهُ وَلَا طَوْلٌ خُصَّ بِهِ وَأَنْ یَزِیْدَهُ مَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ نِعَمِهِ دُنُوًّا مِنْ عِبَادِهِ وَعَطْفًا عَلٰی إِخْوَانِهِ

أَلَا وَإِنَّ لَکُمْ عِنْدِی أَنْ لَا أَحْتَجِزَ دُوْنَکُمْ سِرًّا إِلَّا فِی حَرْبٍ وَلَا أَطْوِیَ دُوْنَکُمْ أَمْرًا إِلَّا فِی حُکْمٍ وَلَا أُؤَخِّرَ لَکُمْ حَقًّا عَنْ مَحَلِّهِ وَلَا أَقِفَ بِهِ دُوْنَ مَقْطَعِهِ وَأَنْ تَکُوْنُوْا عِنْدِی فِی الْحَقِّ سَوَاءً فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ وَجَبَتْ لِلّٰهِ عَلَیْکُمُ النِّعْمَةُ وَلِی عَلَیْکُمُ الطَّاعَةُ وَأَنْ لَا تَنْکُصُوْا عَنْ دَعْوَةٍ وَلَا تُفَرِّطُوْا فِی صَلَاحٍ، وَأَنْ تَخُوْضُوا الْغَمَرَاتِ إِلَی الْحَقِّ فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَسْتَقِیْمُوْا (لی)

خدا کے بندے علیؓ امیر المومنین کی طرف سے سرحدی سپہ سالاروں کے نام!

اَمّا بعد، والی کا فرض ہے کہ اگر اسے کوئی بڑائی ملی ہے اور کوئی درجہ حاصل ہوا ہے تو اس وجہ سے رعایا کے ساتھ اپنا برتاؤ نہ بدلے، بلکہ خدا کی نعمتیں جتنی زیادہ ہوتی جائیں اُسی قدر خدا کے بندوں سے اُس کی نزدیکی اور اپنے بھائیوں سے اس کی محبت و ہمدردی بڑھتی چلی جائے۔

مجھ پر تمہارا حق یہ ہے کہ جنگ کے سوا کوئی راز تم سے مخفی نہ رکھوں، حکم شرعی کے سوا سب باتوں میں تم سے مشورہ لیتا رہوں اور تمہارے کسی حق سے تمہیں محروم نہ ہونے دوں۔ اگر میں یہ سب کروں تو تم پر واجب ہے کہ احسان الٰہی کا شکر بجا لاؤ۔ میری فرمانبرداری کرو، میری کسی پکار پر پیچھے نہ رہو، کسی بھلائی میں کوتاہی نہ کرو، اور حق کے نام پر مشکلات میں پھاند پڑا کرو۔ اگر تم اس مسلک پر استوار

عَلَى ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَهْوَنَ عَلَيَّ
مِمَّنْ أَعْوَجَ مِنْكُمْ ثُمَّ أُعْظِمُ لَهُ
الْعُقُوبَةَ وَلَا يَجِدُ عِنْدِي فِيهَا رُخْصَةً
فَخُذُوا هٰذَا مِنْ أُمَرَائِكُمْ وَأَعْطُو
هُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ مَا يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهِ
أَمْرَكُمْ

نہ ہوگے تو میری نگاہ میں تمہارے برگشتہ
راہوں سے زیادہ کوئی ہلکا نہ ہوگا - اس کی سزا
بھی بہت بڑی ہوگی، اور میرے پاس ہرگز
کوئی رعایت نہ پائے گی - یہی عہد تم اپنے
ماتحت سرداروں سے لو اور یہی عہد انہیں
اپنی طرف سے دو - اس طرح تمہارے
معاملات درست رہیں گے۔

اس مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام وقت
کے لئے "شوریٰ" کے حدود کیا ہیں اور ان کی
اساس کیا ہے؟

(جعفری)

خراج کے افسروں کے نام

الی عماله علی الخراج

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
إِلَى أَصْحَابِ الْخَرَاجِ
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا
هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهِ مَا
يُحْرِزُهَا وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ يَسِيْرٌ
وَأَنَّ ثَوَابَهُ كَثِيْرٌ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْمَا
نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ
عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِي ثَوَابِ اجْتِنَا
بِهِ مَا لَا عُذْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِهِ فَأَنْصِفُوا
النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَاصْبِرُوا لِحَوَا
ئِجِهِمْ فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ وَ
وُكَلَاءُ الْأُمَّةِ وَسُفَرَاءُ الْأَئِمَّةِ وَلَا
تُحْسِمُوا أَحَدًا عَنْ حَاجَتِهِ وَلَا تَحْبِسُوهُ
عَنْ طَلِبَتِهِ، وَلَا تَلْبِيسُنَّ لِلنَّاسِ فِي
الْخَرَاجِ كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا
دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا وَلَا عَبْدًا وَلَا
تَضْرِبُنَّ أَحَدًا سَوْطًا لِمَكَانِ دِرْهَمٍ

خدا کے بندے علیؑ امیرالمؤمنین کی
طرف سے خراج کے افسروں کے نام!
اما بعد! جو کوئی اپنے انجام سے نہیں
ڈرتا وہ خطروں سے اپنے بچاؤ کا سامان بھی
نہیں کر سکتا۔ تمہیں جاننا چاہیئے کہ جو مطالبہ
تم سے کیا گیا ہے معمولی ہے، مگر اس کا ثواب
بہت ہے، خدا نے ظلم و سرکشی کی جو ممانعت
کی ہے اگر اس پر سزا نہ ہوتی تو بھی اس سے
بچنے کا جو ثواب مقرر ہو چکا ہے، ایسا ہے
کہ اسے تج دینے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔
پس اپنے معاملے میں لوگوں سے انصاف
کرو۔ اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے میں
برداشت سے کام لو۔ تم رعایا کے خزانچی
ہو، امت کے وکیل ہو، اماموں کے سفیر ہو
کسی کو بھی اس کی ضرورت سے نہ روکو۔ خبردار
ایسا نہ ہو کہ لوگ خراج ادا کرنے کے لئے اپنے
گرمی جاڑے کے کپڑے اپنی روزی کے مویشی
اور غلام بیچنے لگیں۔ پیسے کے لئے کسی کو

وَلَا تَمَسَّنَّ مَالَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مُصَلٍّ
وَلَا مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ تَجِدُوا فَرَسًا أَوْ سِلَاحًا يُعْدَى بِهِ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ
لَا يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدَعَ ذٰلِكَ فِي أَيْدِي
أَعْدَاءِ الْإِسْلَامِ فَيَكُونَ شَوْكَةً
عَلَيْهِ. وَلَا تَدَّخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً
وَلَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِيرَةٍ وَلَا الرَّعِيَّةَ
مَعُونَةً وَلَا دِينَ اللّٰهِ قُوَّةً وَأَبْلُوا فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ
فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا
وَعِنْدَكُمْ أَنْ نَشْكُرَهُ بِجُهْدِنَا
وَأَنْ نَنْصُرَهُ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا. وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

کوڑے نہ لگائے جائیں کسی کا مال چاہے
مسلمان ہو یا معاہد نہ چھونا۔ مگر ہاں یہ کہ
اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہوں جن سے اہل
اسلام کے خلاف کمک پہنچتا ہے۔ تو یہ ترک
کسی مسلمان کے لئے روا نہیں کہ ایسی چیزیں
دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں چھوڑ دے۔ کہ ان سے
اسلام کو نقصان پہنچے۔ آپس میں ہمیشہ خیر خواہی
کرتے رہو۔ فوج سے نیک برتاؤ جاری رکھو
رعایا کی مدد کرتے رہو اور دینِ الٰہی کی طاقت
بڑھاتے رہو۔ خدا نے اپنی راہ میں جو کچھ خرچ
کرنے کا حکم دیا ہے۔ خرچ کرتے رہو۔ اللہ سبحانہٗ
و تعالیٰ ہم سے اور تم سے چاہتا ہے کہ اس
کی نعمتوں کا شکر بجا لایا کریں۔ اور اپنی طاقت کو
اس کی نصرت میں سرگرم رہیں۔ حالانکہ ہماری
قوت بھی اللہ ہی کی بخشی ہوئی ہے۔

ایک عہدہ دار کے نام

الی بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى إِقَامَةِ الدِّينِ وَأَقْمَعُ بِهِ نَخْوَةَ الْأَثِيمِ وَأَسُدُّ بِهِ لَهَاةَ الثَّغْرِ الْمَخُوفِ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَى مَا أَهَمَّكَ وَاخْلِطِ الشِّدَّةَ بِضِغْثٍ مِنَ اللِّينِ وَارْفُقْ مَا كَانَ الرِّفْقُ أَرْفَقَ وَاعْتَزِمْ بِالشِّدَّةِ حِينَ لَا يُغْنِي عَنْكَ إِلَّا الشِّدَّةُ وَاخْفِضْ لِلرَّعِيَّةِ جَنَاحَكَ وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ وَالْإِشَارَةِ وَالتَّحِيَّةِ حَتَّى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ وَالسَّلَامُ

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لی جاتی ہے جن کے ذریعہ گنہگاروں کی نخوت توڑی جاتی ہے اور جن کے وجود سے خطرناک سرحدی رخنوں کو بھرا جاتا ہے۔ اپنے ہر اس کام میں جو فکر پیدا کرنے والا ہے۔ خدا سے مدد مانگا کرو۔ رعایا سے نرمی و سختی کا ملا جلا برتاؤ کرو۔ جہاں نرمی مناسب ہو، نرمی برتو۔ جہاں سختی کے بغیر کام نہ چلے سختی سے کام لو۔ رعایا کے لئے خاکسار رہو۔ اپنے دل میں اس کے لئے ترس پیدا کرو۔ اور اس کے سب افراد کو اپنی نظر، اشارے، سلام میں برابر رکھو تاکہ بڑے لوگ تم سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی طمع نہ کریں۔ اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں۔ والسلام

عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک خط

الی عبد اللہ بن العباس وتقدم

ذکرہ بخلاف ھذہ الروایۃ

أَمَّا بَعْدُ؛ فَإِنَّ الْمَرْءَ لَيَفْرَحُ بِالشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ وَيَحْزَنُ عَلَى الشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ فَلَا يَكُنْ أَفْضَلُ مَا نِلْتَ فِي نَفْسِكَ مِنْ دُنْيَاكَ بُلُوغَ لَذَّةٍ أَوْ شِفَاءَ غَيْظٍ وَلَكِنْ إِطْفَاءَ بَاطِلٍ أَوْ إِحْيَاءَ حَقٍّ وَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا قَدَّمْتَ وَأَسَفُكَ عَلَى مَا خَلَّفْتَ؛ وَهَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

آدمی کبھی ایسی کامیابی پر خوش ہو جاتا ہے جو اس سے دور رہنے والی نہیں ہوتی اور کبھی ایسی چیز سے محرومی پر غمگین ہو جاتا ہے۔ جو اُسے حاصل ہونے والی نہیں ہوتی، لہٰذا دُنیا میں اگر کوئی لذت حاصل ہو یا انتقام کی صورت نکلے تو اس پر خوش نہ ہو۔ البتہ تمہاری خوشی ہونا چاہیے کسی باطل کے مارنے پر یا کسی حق کے زندہ کرنے پر۔ نیک اعمال پر مسرور ہو اور غلطیوں پر افسوس کرو۔ تمہاری سراسر فکر موت کے بعد کی حالت کے لئے وقف رہنی چاہیئے۔

عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک مکتوب

ابن عباس کہا کرتے تھے کہ مجھے جو فائدہ اس کلام سے حاصل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کلام سے حاصل نہیں ہوا۔

الی عبد اللہ بن العباس (رحمۃ اللہ)

وکان (ابن عباس) یقول ما انتفعت بکلام بعد کلام رسول اللہ ﷺ انتفاعی بھذا الکلام

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهُ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ وَيَسُوءُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ؛ فَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ آخِرَتِكَ وَلْيَكُنْ أَسَفُكَ عَلَى مَا فَاتَكَ مِنْهَا، وَمَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهِ فَرَحًا، وَمَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعًا وَلْيَكُنْ هَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

آدمی کبھی وہ چیز پا کے خوش ہو جاتا ہے جس سے محروم ہونے والا نہیں اور کبھی ایسی چیز کی محرومی اسے مغموم کر دیتی ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تمہاری کامیابی اسی خوشی پر ہو جو آخرت سے تعلق رکھتی ہے اور تمہارا افسوس بھی آخرت ہی کی کسی چیز سے محرومی پر ہو۔ دنیا کی کسی کامیابی پر تمہاری خوشی زیادہ نہ ہونے پائے۔ اور دنیا کی کسی چیز سے محرومی بھی تمہیں غمگین نہ کرے۔ تمہاری پوری فکر موت کے بعد کے لئے ہونی چاہیئے۔

اہل بصرہ کے نام

الى أهل البصرة

وَقَدْ كَانَ مِنَ انْتِشَارِ حَبْلِكُمْ
وَشِقَاقِكُمْ مَالَمْ تَغْبُوا عَنْهُ
فَعَفَوْتُ عَنْ مُجْرِمِكُمْ وَرَفَعْتُ
السَّيْفَ عَنْ مُدْبِرِكُمْ وَ قَبِلْتُ
مِنْ مُقْبِلِكُمْ فَإِنْ خَطَتْ بِكُمُ
الْأُمُورُ الْمُرْدِيَةُ ؛ وَ سَفَهُ
الْآرَاءِ الْجَائِرَةِ إِلَى مُنَابَذَتِي
وَخِلَافِي فَهَا أَنَا ذَا قَدْ
قَرَّبْتُ جِيَادِي وَرَحَلْتُ رِكَابِي
وَلَئِنْ أَلْجَأْتُمُونِي إِلَى الْمَسِيرِ
إِلَيْكُمْ لَأُوقِعَنَّ بِكُمْ
وَقْعَةً لَا يَكُونُ يَوْمُ
الْجَمَلِ إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعْقَةِ
لَاعِقٍ مَعَ أَنِّي عَارِفٌ
لِذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ فَضْلَهُ
وَلِذِي النَّصِيحَةِ حَقَّهُ غَيْرُ
مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَمًا إِلَى بَرِيءٍ

تم میں جو شقاق و اختلاف تھا،
تمہیں معلوم ہے اس پہلی میں نے تمہارے
خطاکاروں کو معاف کردیا - تمہارے پیٹھ
دکھانے والوں سے تلوار روک لی اور تمہارے
اطاعت پیش کرنے والوں کی اطاعت قبول
کرلی - اس سب کے بعد بھی اگر ہلاکت
میں ڈالنے والے معاملات اور احمقانہ
خیالات تمہیں برگشتہ ہو جانے اور مجھ
سے لڑائی مول لینے پر آمادہ کرنے میں
کامیاب ہوگئے تو سن لو میں بھی اپنے گھوڑے
ترتیب کرچکا اور اونٹ کسوا چکا ہوں
اگر تم نے چڑھائی کرنے پر مجھے مجبور کردیا
تو یقین کرو تمہارا وہ حال کردوں گا - کہ
جنگ جمل اس کے سامنے محض ایک
مذاق ہو کے رہ جائے گی، حالانکہ میں تمہارے
اطاعت شعاروں کے فضل کا شکر گزار
اور خیر خواہوں کے حق کا پاس گذار ہوں
مشتبہ آدمی کی وجہ سے بے گناہ اور بھولا

وَلَا نَاكِثًا اِلَى دَنِيٍّ   کے سبب سے وفادار کو گرفت میں لانا میرا دستور نہیں

جو لوگ بار بار نکث عہد کرتے تھے۔ پیٹھ پھیر کر بھاگے تھے حق کو مانتے تھے لیکن اسکا ساتھ دیتے ہوئے اغراض و مصالح کے ماتحت ڈرتے تھے۔ ان سے امیر المؤمنینؑ کے طرزِ تخاطب کا اندازہ ان سطور سے ہو سکتا ہے۔

(جعفری)

جنگ صفین کے بیان میں مختلف علاقوں کے نام

عام خط

كتب الى أهل الأمصار، يقص فيه ما جرى بينه وبين أهل صفين

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ، وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا: الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ فَقُلْنَا: تَعَالَوْا نُدَاوِ مَا لَا يُدْرَكُ الْيَوْمَ بِإِطْفَاءِ النَّائِرَةِ وَتَسْكِينِ الْعَامَّةِ حَتَّى يَشْتَدَّ الْأَمْرُ وَيَسْتَجْمِعَ فَنَقْوَى عَلَى وَضْعِ الْحَقِّ مَوَاضِعَهُ فَقَالُوا بَلْ نُدَاوِيهِ بِالْمُكَابَرَةِ فَأَبَوْا حَتَّى جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَرَكَدَتْ وَوَقَدَتْ نِيرَانُهَا وَحَمِسَتْ فَلَمَّا ضَرَّسَتْنَا وَإِيَّاهُمْ وَوَضَعَتْ مَخَالِبَهَا فِينَا وَفِيهِمْ

معاملہ اس طرح شروع ہوا۔ کہ ہم اور شامی مقابلے پر نکلے۔ ظاہر میں ہم سب کا پروردگار ایک تھا۔ ہمارا نبی ایک تھا، ہماری دعوتِ اسلام ایک تھی۔ نہ ہم ان سے ایمان باللہ اور تصدیق رسل میں کسی اضافے کا مطالبہ کرتے تھے، نہ وہ ہم سے کرتے تھے ہم سب ایک تھے۔ اختلاف تھا تو صرف عثمانؓ کے خون میں اختلاف تھا۔ حالانکہ اس خون سے ہم بالکل بری الذمہ تھے اور بیٹا ہم نے ان سے کہا جس روگ کی آج دوا نہیں ہوسکتی، آؤ اس کا علاج اس طرح کریں کہ فتنے کو ختم اور عوام کو ٹھنڈا کر دیا جائے۔ اور جب حکومت استوار و مستحکم ہو جائے تو حق اس کی جگہ رکھیں لیکن ان لوگوں نے جواب دیا ہم تو سرکشی سے دوا کریں گے۔ جب وہ کسی طرح نہ مانے تو جنگ کی چنگاریاں سلگنے لگیں

أَجَابُوا عِنْدَ ذٰلِكَ إِلَى الَّذِي دَعَوْنَاهُمْ إِلَيْهِ فَأَجَبْنَاهُمْ إِلَى مَا دَعَوْا وَسَارَعْنَاهُمْ إِلَى مَا طَلَبُوا حَتَّى اسْتَبَانَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمُ الْمَعْذِرَةُ فَمَنْ تَمَّ عَلَى ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِي أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْهَلَكَةِ وَمَنْ لَجَّ وَتَمَادَى فَهُوَ الرَّاكِسُ الَّذِي رَانَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ وَصَارَتْ دَائِرَةُ السَّوْءِ عَلَى رَأْسِهِ

اور دیکھتے دیکھتے شعلے بھڑک اٹھے۔ پھر لڑائی نے ہمیں اور انہیں اپنے دانتوں سے کاٹا اور اپنے چنگل ہم پر اور ان پر گاڑ دیئے۔ اس پر انہوں نے وہ بات مان لی جس کی طرف ہم شروع سے بلا رہے تھے۔ ہم نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ ان کی خواہش پوری کرنے میں دیر نہیں کی تاکہ حجت اور بھی روشن ہو جائے، اور انہیں اپنی گمراہی کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اب ان میں سے جو لوگ اپنے عہد میں پورے اتریں گے خدا انہیں ہلاکت سے بچا لے گا۔ اور جو لوگ ضلالت میں دھنستے چلے جائیں گے وہ عہد شکن قرار پائیں گے۔ خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈال دے گا۔ اور انہیں بدترین انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

خلیفہ ہونے پر فوجی اُمراء کو تحریر فرمایا

لما استخلف الى أمراء الأجناد

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ مَنَعُوا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرَوْهُ وَأَخَذُوهُمْ بِالْبَاطِلِ فَاقْتَدَوْهُ

اگلے لوگ اس لئے ہلاک کر دیئے گئے کہ انہوں نے حق کو روکا تو لوگوں نے ان کو خریدنا شروع کر دیا اور انہوں نے باطل کو چلایا تو لوگوں نے باطل ہی کو اپنا چلن بنا لیا ۔

خوارج سے مناظرے کے موقعے پر ابن عباس رضہ کو ہدایت

لعبد اللہ بن العباس، لما بعثہ للاحتجاج الی الخوارج

لَا تُخَاصِمْهُمْ بِالْقُرْآنِ فَاِنَّ الْقُرْآنَ حَمَّالٌ ذُو وُجُوهٍ تَقُولُ وَيَقُولُونَ وَلٰكِنْ حَاجِجْهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّهُمْ لَنْ يَجِدُوا عَنْهَا مَحِيصًا

قرآن کو لے کر بحث نہ کرنا - کیونکہ قرآن بہت سے معنی کا محتمل ہے - بہت سی وجہیں رکھتا ہے - قرآن سے بحث کرو گے تو تم بھی کہتے رہو گے - وہ بھی کہتے رہیں گے اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا، لیکن سنت کو لے کر بحث کرنا - سنت سے بھاگنے کا موقعہ نہ پا سکیں گے۔

ابنِ ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد حسنینؑ کو وصیّت!

للحسن والحسین علیہما السّلام

لما ضربه ابن ملجم لعنه الله

أُوصِيكُمَا بِتَقْوَى اللهِ وَأَنْ لَا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَإِنْ بَغَتْكُمَا وَلَا تَأْسَفَا عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا زُوِيَ عَنْكُمَا وَقُولَا لِلْحَقِّ وَاعْمَلَا لِلْأَجْرِ وَكُونَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا وَلِلْمَظْلُومِ عَوْنًا

أُوصِيكُمَا وَجَمِيعَ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي بِتَقْوَى اللهِ وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكُمَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ" اللهَ اللهَ فِي الْأَيْتَامِ فَلَا تُغِبُّوا أَفْوَاهَهُمْ

تم دونوں کو میری وصیّت ہے کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑنا اگرچہ دنیا تمہارے پیچھے دوڑے۔ دنیا کی کسی محرومی پر نہ کڑھنا۔ ہمیشہ حق ہی کے لئے تمہاری زبان کھلے۔ ہمیشہ ثواب ہی کے لئے تمہارا عمل ہو۔ ہمیشہ ظالم کے حریف بننا اور مظلوم کے مددگار۔

تم دونوں کو اپنی سب اولاد کو، سب خاندان کو، اور ان سب لوگوں کو جن تک میری یہ تحریر پہنچے وصیّت کرتا ہوں۔ کہ اللہ سے ڈرتے رہیں، اپنا معاملہ درست رکھیں اور آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں کیونکہ میں نے تمہارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپس کا میل ملاپ عام روزے نماز سے افضل ہے۔ اور اللہ اللہ یتیموں کے بارے میں! انہیں کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ تمہارے سامنے وہ تتر بتر نہ ہو جائیں۔

وَلَا يُضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ وَاللّٰهَ
اللّٰهَ فِي جِيرَانِكُمْ فَانَّهُمْ وَصِيَّةُ
نَبِيِّكُمْ مَازَالَ يُوْصِي بِهِمْ حَتّٰى ظَنَنَّا
أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْقُرْآنِ
لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ فَانَّهَا عَمُوْدُ
دِيْنِكُمْ. وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي بَيْتِ
رَبِّكُمْ، لَا تُخَلُّوْهُ مَابَقِيتُمْ
فَانَّهُ اِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوْا
وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ
وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ
وَإِيَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ. لَا
تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ
عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلَّى عَلَيْكُمْ
شِرَارُكُمْ ثُمَّ تَدْعُوْنَ فَلَا
يُسْتَجَابُ لَكُمْ (ثُمَّ قَالَ) يَا بَنِي
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوْضُوْنَ
دِمَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ خَوْضًا تَقُوْلُوْنَ:
قُتِلَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (قُتِلَ أَمِيْرُ الْمُؤْ
مِنِيْنَ أَلَا) لَا تَقْتُلُنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي ۔

اور اللہ اللہ پڑوسیوں کے بارے میں
کہ وہ تمہارے نبی کی وصیت ہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں برابر وصیت
فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا، انہیں
وارث بھی قرار دے دیں گے۔
اور اللہ اللہ قرآن کے معاملے میں! قرآن
کے عمل میں کوئی تم سے سبقت نہ لے جائے۔
اور اللہ اللہ پروردگار کے گھر کے بارے
میں! جب تک جیتے رہنا اس سے دست بردار
نہ ہونا۔ بیت اللہ سے بے پروائی کرو گے تو
تمہاری بھی کسی کو پروا نہ رہے گی۔
اور اللہ اللہ راہِ خدا میں اپنے مال سے
اپنی جان سے، اپنی زبان سے جہاد کے بارے
میں:
آپس میں میل محبت، ہمدردی رکھنا پھوٹ
سے نااتفاقی سے بچنا۔ امر بالمعروف و نہی
عن المنکر سے باز نہ رہنا۔ ورنہ شریروں کو
تمہارا حاکم بنا دیا جائے گا۔ پھر دعائیں کرو گے
مگر قبول نہ ہوں گی[1]۔
اولادِ عبدالمطلب! خبردار، ایسا نہ ہو
مسلمانوں کا خون بہانے لگو اور کہو امیرالمومنین

---

[1] یہ ایک صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اسی سچائی کو بیان کیا گیا ہے۔

أُنْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هٰذِهٖ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ وَلَا يُمَثَّلُ بِالرَّجُلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وسلم يَقُوْلُ إِيَّاكُمْ وَالْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ»

کو مار ڈالا گیا ہے! خبردار میرے بدلے صرف میرے قاتل ہی کو قتل کرنا ۔

دیکھو، اگر میں اس کی اس ضرب سے مر جاؤں تو قاتل کو بھی ایسی ہی ایک ضرب سے مارنا ۔ اس کی شکل نہ بگاڑی جائے ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے "خبردار، کسی کے ناک کان نہ کاٹو، اگرچہ وہ کٹھا کتا ہی کیوں نہ ہو" ۔

ابنِ ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد

امیر المومنین کی وصیّت

قاله قبل موته على سبيل الوصية
لما ضربه ابن ملجم لعنة الله

وَصِيَّتِي لَكُمْ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئاً وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ، أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَاكُمْ ذَمٌّ

أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَالْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ وَغَداً مُفَارِقُكُمْ إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي وَإِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي، وَإِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ وَهُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ فَاعْفُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ

وَاللّٰهِ مَا فَجَأَنِي مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهُ وَلَا طَالِعٌ أَنْكَرْتُهُ وَمَا

"تم سب کو میری وصیت ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع نہ ہونے دینا۔ یہ دو ستون تم نے قائم کر لئے تو کیا کہنا ہے تمہارا۔ کل میں تمہارا ساتھی تھا۔ آج تمہارے لئے عبرت ہوں اور آئندہ کل تم سے جدا ہو جانے والا ہوں۔ اگر میں بچ گیا تو اپنے خون کا خود مجھے اختیار ہے۔ فنا ہو گیا تو فنا ہی کی طرف مجھے لوٹنا تھا۔ قاتل کو معاف کر دوں گا تو یہ معاف کرنا میرے لئے قربتِ الٰہی کا سبب بن جائے گا اور اس میں تمہارے لئے بھی بھلائی ہوگی، تو اے لوگو! معاف کرو۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں معاف کر دے؟

بخدا موت کے کسی پیامبر سے بھی میں نے کراہت نہیں کی، موت کے کسی قاصد سے بھی مجھے وحشت نہیں ہوئی۔ آج میری مثال

كُنْتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَرَدَ وَطَالِبٍ
وَجَدَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَار

اس پیاسے کی سی ہے جو پانی کی تلاش میں
گھاٹ پر پہنچ گیا ہو یا گم گشتہ متاع کے
جوئندہ کی، جسے اپنی جستجو میں کامیابی نصیب
ہو گئی ہو۔ وما عند اللہ خیر للابرار
(خدا کے پاس جو کچھ ہے نیکو کاروں کے لئے
بہتر ہے)

نماز کے بارے میں عہدہ داروں کے نام فرمان

الی أمراء البلاد فی معنی الصّلاۃ

أَمَّا بَعْدُ: فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتّٰی تَفِیءَ الشَّمْسُ مِنْ مَرْبِضِ الْعَنْزِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ يُسَارُ فِيهَا فَرْسَخَانِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ وَيَدْفَعُ الْحَاجُّ (إِلَى مِنًى) وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ وَلَا تَكُونُوا فَتَّانِينَ۔

ظہر کی جماعت اس وقت قائم کرو جب سورج اتنا جھک جائے کہ دیوار کا سایہ دیوار کے برابر ہو جائے۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب سورج براق، زندہ موجود ہو، دن اتنا باقی ہو کہ آدمی دو فرسخ چل لے۔ مغرب کا وقت وہ ہے جب روزہ افطار کیا جاتا ہے اور حاجی عرفات سے چلتے ہیں۔ عشاء کی نماز کا وقت شفق چھپ جانے سے تہائی رات تک ہے اور فجر کی نماز اتنی روشنی میں ہونا چاہیئے کہ آدمی کا آدمی منہ دیکھ سکے۔ کمزور سے کمزور آدمی کی نماز پڑھاؤ۔ اور لوگوں کو فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو۔

عمروؓ[1] بن العاص کے نام ایک خط

امیرالمؤمنین کے ناصحانہ خط کا عمروؓ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ مطالبہ کیا کہ خلافت سے دست بردار ہو کر اس کا فیصلہ مسلمانوں کے مشورہ پر کر دیں۔ اس پر امیرالمؤمنین نے لکھا :-

الی عمرو بن العاص

فَاِنَّكَ (قَدْ) جَعَلْتَ دِيْنَكَ
تَبَعًا لِدُنْيَا امْرِىءٍ ظَاهِرٍ غَيُّهُ
مَهْتُوكٍ سِتْرُهُ يَشِيْنُ الْكَرِيْمَ
بِمَجْلِسِهِ وَيُسَفِّهُ الْحَلِيْمَ بِخِلْطَتِهِ
فَاتَّبَعْتَ أَثَرَهُ وَطَلَبْتَ فَضْلَهُ
اتِّبَاعَ الْكَلْبِ لِلضِّرْغَامِ.
يَلُوْذُ اِلَى مَخَالِبِهِ وَيَنْتَظِرُ مَا يُلْقَى
اِلَيْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِيْسَتِهِ فَاَذْهَبْتَ
دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ وَلَوْ بِالْحَقِّ
أَخَذْتَ أَدْرَكْتَ مَا طَلَبْتَ
فَاِنْ يُمَكِّنِّي مِنْكَ وَمِنَ ابْنِ
أَبِي سُفْيَانَ أَجْزِكُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا

تم نے بس یہ کیا ہے کہ اپنا دین ایک ایسے شخص کی دُنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ظاہر ہو چکی ہے جس کا پردہ اُٹھ چکا ہے، جس کی ہم جلیسی سے شریف کو دھبہ لگتا ہے اور جس کی ہم نشینی سے عقلمند بھی بے سمجھ بن جاتا ہے۔ تم نے اس شخص کے نقشِ قدم کی پیروی کی اس طرح کی ہے جس طرح کتا، شیر کے پیچھے لگ جاتا ہے، اس کے چنگلوں کی پناہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کی جھوٹن کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ دراصل تم نے اپنی دُنیا بھی گنوا دی ہے۔ اور آخرت بھی کھو بیٹھے ہو، حالانکہ اگر تم حق پر استوار رہتے تو اپنی مراد تک ضرور پہنچ ۔۔۔

[1] "عمروؓ" میں واؤ لکھا تو جاتا ہے، مگر پڑھا نہیں جاتا۔ لہذا تلفظ "عَمر" کرنا چاہیے :

وَإِنْ تُعْجِزَا (نِي) وَتَبْقَيَا فَهُمَا أَمَامَكُمَا شَرٌّ لَكُمَا وَالسَّلَامُ

ہاتھ میں کر دیا تو تمہارے اعمال کی تمہیں سزا دوں گا۔ لیکن اگر تم دونوں میرے ہاتھ سے بچ گئے تو خدا کے پاس جو کچھ تمہارے لئے تیار ہے وہ کہیں زیادہ بھیانک ہے[1]!

---

[1] عمرو بن العاص فاتح مصر، حضرت عثمان کے سب بڑے مخالفوں میں تھے۔ مگر قتل کے بعد اس شرط پر امیر معاویہ سے مل گئے کہ زندگی بھر مصر پر حکومت کریں گے حضرت امیر علیہ السلام نے اسی حرکت پر نصیحت فرمائی ہے۔

دُنیا اپنے ماسوا سے غافل کرنے والی ہے۔ دُنیا کی حالت یہ ہے کہ دُنیا دار کو جب کوئی چیز حاصل ہو جاتی ہے تو حرص و شوق کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں۔ دُنیا والا حاصل ہو جانے والی چیزوں پر قانع نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ حاصل نہیں ہوا ہے اس کی طلب میں سرگرداں پھرنے لگتا ہے۔ پھر انجام یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ حاصل کر چکا ہے اس سے یک لخت جدائی اور کچھ بنا چکا ہے اس کے تار تار کی ریخت! خوش نصیب وہ ہے جو غیر کی حالت سے نصیحت کرتا ہے۔ لہٰذا اے ابو عبداللہ! اپنا اس اجر کو ضائع نہ ہونے دو اور معاویہ کے ساتھ اس کے باطل میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ معاویہ نے لوگوں کی حق تلفی کی ہے اور مخلوق کو بے وقوف بنا ڈالا ہے۔

جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے فوج کو وصیت

لعسكره قبل لقاء العدو بصفين

لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللهِ عَلَى حُجَّةٍ وَتَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَى لَكُمْ عَلَيْهِمْ فَإِذَا كَانَتِ الْهَزِيمَةُ بِإِذْنِ اللهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِرًا وَلَا تُصِيبُوا مُعْوِرًا وَلَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ ، وَلَا تَهِيجُوا النِّسَاءَ بِأَذًى وَإِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ وَسَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ فَإِنَّهُنَّ ضَعِيفَاتُ الْقُوَى وَالْأَنْفُسِ وَالْعُقُولِ إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْكَفِّ عَنْهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمُشْرِكَاتٌ وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَنَاوَلُ الْمَرْأَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْفِهْرِ أَوِ الْهِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ

لڑائی میں تم پہل نہ کرو۔ دشمن کو پہل کرنے دو۔ اس لئے کہ تم بحمد اللہ حق و حمایت پر استوار ہو۔ ان کے حملے سے پہلے تمہارا حملہ نہ کرنا ان پر تمہاری طرف سے ایک اور حجت ہو جائے گا۔ اگر بحکم خدا دشمن کو شکست ہو تو نہ بھاگنے والے کو قتل کرنا۔ نہ ہتیار ڈال دینے والے کو۔ نہ کسی زخمی کو مارنا۔ نہ کبھی عورت کو ستانا اگرچہ وہ تمہیں گالیاں دیں اور تمہارے افسروں کو کوسیں۔ عورتیں کمزور ہوتی ہیں اپنے جسم میں بھی نفس میں بھی۔ ہمیں عورتوں سے تعرض نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، حالانکہ وہ مشرک تھیں۔ جاہلیت میں بھی۔ اگر کوئی آدمی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے مار دیتا تھا تو خود بھی رسوا ہو جاتا تھا اور اس کی نسلوں کو بھی نام دھرا جاتا تھا۔

مصر کا گورنر بناتے وقت محمد بن ابی بکرؓ کے لئے فرمان

الی محمد بن ابی بکر
رضی اللہ عنہما، حین قلدہ
مصر
فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ
وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ وَابْسُطْ
لَهُمْ وَجْهَكَ وَآسِ

اور اے محمد رعایا سے خاکساری برتنا، نرمی سے پیش آنا، بشاشت ظاہر کرنا اپنے بناؤ اور نظر میں سب کو مساوی رکھنا تا کہ نہ بڑے لوگ چھوٹوں پر تمہارے ظلم کی امید رکھیں۔ نہ چھوٹے لوگ بڑوں کے مقابلے میں تمہارے انصاف سے مایوس ہوجائیں، کیونکہ

اَمّا بعد، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر میں، باطن میں اور جس حال میں بھی ہو خدا سے ڈرتے رہنا۔ یاد رکھو، یہ دنیا ابتلاء و فنا کا گھر ہے اور آخرت، جزاء و بقا کا گھر ہے، پس جو کوئی باقی رہنے والے گھر کو فنا ہوجانے والے گھر پر ترجیح دے سکتا ہے ضرور دے۔ آخرت ہی باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہوجانے والی ہے ؛

خدا ہمیں اور تمہیں وہ بصیرت عطا فرمائے جس سے ہم وہ سب دیکھ سکیں جو وہ ذات برتر ہمیں دکھائے اور ایسی فہم بخشے جس سے ہم وہ سب سمجھ سکیں جو وہ ذوالجلال ہمیں سمجھائے اور یہ اس لئے کہ جو کچھ ذات اقدس نے ہمیں حکم دیا ہے اس میں ہم سے کوتاہی نہ ہو اور جس سے منع فرما دیا ہے اس کا ارتکاب ہم سے ہونے نہ پائے۔

اور محمد تجھے جاننا چاہیئے۔ کہ اگرچہ تو دنیا کا بھی محتاج ہے۔ مگر آخرت کی طرف تیری محتاجی کہیں زیادہ ہے۔ پس اگر تیرے سامنے دو ایسے کام درپیش ہوں۔ جن میں ایک تو دنیا کا ہے اور ایک آخرت کا تو تجھے آخرت کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶ پہ

بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ
حَتّٰى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي
حَيْفِكَ لَهُمْ وَلَا يَيْأَسَ
الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ
فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُسَائِلُكُمْ
مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيرَةِ
مِنْ أَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيرَةِ
وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُورَةِ فَإِنْ
يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ وَإِنْ
يَعْفُ فَهُوَ أَكْرَمُ

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَّ
الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا
فِي آخِرَتِهِمْ سَكَنُوا الدُّنْيَا
بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ وَأَكَلُوهَا
بِأَفْضَلِ مَا أُكِلَتْ فَحَظُوا

اللہ تعالٰے تم سب سے جو اس کے بندے
ہو تمہارے چھوٹے بڑے کھلے ڈھکے اعمال کا جواب
طلب کرے گا۔ اس کے بعد اگر عذاب دے تو
تم ہی سب سے بڑے ظالم ہو اور معاف کر
دے تو وہ ہی سب سے بڑا کریم ہے ؛

اللہ کے بندو سنو، پرہیزگار لوگ دُنیا
کے قریبی اجر اور آخرت کے دُور والے ثواب
دونوں کو لے گئے۔ وہ دُنیا والوں کے ساتھ ان
کی دُنیا میں بھی شریک رہے۔ مگر دُنیا والے
ان کی آخرت میں شریک نہ ہوئے۔ وہ
دُنیا میں افضل طریق پر رہے۔ انہوں نے دُنیا
کو بہتر سے بہتر برتا۔ انہیں دُنیا سے وہ
سب کچھ ملا، جو عیش و نعمت میں لوٹنے والوں
کو ملتا ہے، انہوں نے دنیا سے وہ سب حاصل
کیا جو جبار و متکبر حاصل کیا کرتے ہیں۔ پھر وہ

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۰۵] کام پہلے انجام دینا چاہیئے۔ بھلائی میں تیری رغبت بہت سے بہت ہو اور نیکی میں تیری نیت ہمیشہ اچھی رہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا بندے کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر دیتا ہے ؛

اور یہ بھی یاد رکھو کہ بندہ جب نیکی سے اور نیکوں سے محبت کرنے لگتا ہے تو چاہے خود نیکی نہ کر سکے ان شاء اللہ نیکوں ہی جیسا ہو جاتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی پر فرمایا تھا کہ مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہارے اس سفر جہاد میں اور اس کی سب زحمتوں میں تمہارے ساتھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ساتھ جانے سے بیماری نے روک دیا تھا۔ مگر چونکہ نیت جہاد کی رکھتے تھے اس لئے انہیں بھی جہاد کا ثواب حاصل ہوا ؛

مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ
الْمُتْرَفُوْنَ وَ أَخَذُوا مِنْهَا
مَا أَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ
ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ
وَالْمَتْجَرِ الرَّابِحِ أَصَابُوا
لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ
وَتَيَقَّنُوا أَنَّهُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ
غَدًا فِي آخِرَتِهِمْ لَا تُرَدُّ لَهُمْ
دَعْوَةٌ وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيْبٌ
مِنْ لَذَّةٍ فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمَوْتَ وَ قُرْبَهُ وَأَعِدُّوا لَهُ
عُدَّتَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِأَمْرٍ عَظِيْمٍ
وَخَطْبٍ جَلِيْلٍ بِخَيْرٍ لَا يَكُوْنُ
مَعَهُ شَرٌّ أَبَدًا أَوْ شَرٍّ لَا يَكُوْنُ
مَعَهُ خَيْرٌ أَبَدًا! فَمَنْ أَقْرَبُ
إِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا وَ مَنْ
أَقْرَبُ إِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا وَ
أَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ: إِنْ أَقَمْتُمْ
لَهُ أَخَذَكُمْ وَإِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ
أَدْرَكَكُمْ وَهُوَ أَلْزَمُ لَكُمْ
مِنْ ظِلِّكُمْ الْمَوْتُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَا
صِيْكُمْ وَالدُّنْيَا تُطْوَى مِنْ خَلْفِكُمْ
فَاحْذَرُوا نَارًا قَعْرُهَا بَعِيْدٌ، وَ

دُنیا سے پُورا پورا توشہ لے کر اور مالامال تجارت حاصل
کر کے سدھار گئے۔ دُنیا سے زہد کی لذّت
انہوں نے دُنیا ہی میں پالی۔ انہیں یقین رہا
کہ کل آخرت میں خدا کے پڑوسی ہوں گے جہاں
اُن کی نہ کوئی بات کاٹی جائے گی نہ کسی لذّت
میں ان کے لئے کمی کی جائے گی تو اللہ کے
بندو موت سے ڈرو۔ اس کی نزدیکی سے ڈرو،
اور اس کے لئے اپنی تیاری پوری کر لو۔ موت
کے ساتھ بڑا معاملہ ہوتا ہے، موت کے ساتھ
یا تو بھلائی آتی ہے جس میں شر کا شائبہ تک
نہیں ہوتا یا شر آتا ہے جس کے ساتھ بھلائی ہو
نہیں سکتی ؛

اس شخص سے زیادہ جنّت کے قریب کون
ہے۔ جو جنّت کے لئے عمل کرتا ہے اور اس
شخص سے زیادہ دوزخ کے قریب کون ہے
جو دوزخ میں جانے کے کام کرتا ہے ؛ اور
تمہیں جان لینا چاہیئے کہ موت تمہارے پیچھے
لگی ہوئی ہے۔ اگر تم اس کے انتظار میں ٹھہرے
رہو گے تو بھی آ پکڑے گی اور بھاگو گے تو
بھی دھر لے گی، موت تمہارے سایہ سے بھی زیادہ
تمہارے ساتھ ہے۔ موت تو تمہارا مقدر بن
چکی ہے۔ دُنیا تمہارے پیچھے سے تہہ ہوتی
چلی جا رہی ہے۔ لہٰذا ڈرو اس دوزخ سے

حَرُّهَا شَدِيدٌ وَعَذَابُهَا جَدِيدٌ
دَارٌ لَيْسَ فِيهَا رَحْمَةٌ وَلَا تُسْمَعُ فِيهَا
دَعْوَةٌ وَلَا تُفَرَّجُ فِيهَا كُرْبَةٌ وَإِنِ
اسْتَطَعْتُمْ أَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ
اللهِ وَأَنْ يَحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهِ، فَاجْمَعُوا
بَيْنَهُمَا، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِنَّمَا يَكُونُ
حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَى قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ
رَبِّهِ وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً بِاللهِ أَشَدُّ
هُمْ خَوْفاً لِلّٰهِ

جو بہت گہری ہے جس کی گرمی بڑی سخت
ہے اور جس میں عذاب نت نئے طریق سے بدلتا رہتا
رہتا ہے۔ دوزخ ایسی جگہ ہے جہاں ترس
کھایا نہیں جاتا، آہ و بکا سنی نہیں جاتی، کوئی
تکلیف دور نہیں کی جاتی۔

اللہ کے بندو اگر تم اللہ سے زیادہ سے
زیادہ خوف کرا اللہ سے زیادہ سے زیادہ
حسنِ ظن کے ساتھ جمع کر سکو تو ضرور جمع کر لو
کیونکہ بندے کا اپنے پروردگار سے حسنِ ظن
اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے جتنا وہ اس سے ڈرتا
ہے۔ خدا کے ساتھ سب سے زیادہ حسنِ ظن
رکھنے والے ہی خدا سے سب سے زیادہ ڈرنے
والے ہوتے ہیں۔

وَاعْلَمْ، يَا مُحَمَّدُ بْنَ أَبِي بَكْرٍ
أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي فِي
نَفْسِي: أَهْلَ مِصْرَ فَأَنْتَ مَحْقُوقٌ
أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ وَأَنْ تُنَافِحَ
عَنْ دِينِكَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ
إِلَّا سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ وَلَا
تُسْخِطِ اللهَ بِرِضَا أَحَدٍ مِنْ
خَلْقِهِ فَإِنَّ فِي اللهِ خَلَفاً مِنْ غَيْرِهِ
وَلَيْسَ مِنَ اللهِ خَلَفٌ فِي
غَيْرِهِ.

اور محمد بن ابی بکرؓ تجھے معلوم ہونا چاہیے
کہ میں نے تجھے اپنے سب سے بڑے صوبے
مصر کا گورنر بنایا ہے۔ اب تجھ سے میرا مطالبہ
ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا، اپنے دین
کی مدافعت کرنا۔ اگرچہ یہ بات تجھے ایک ہی گھڑی
کے لئے زمانہ میں میسر آنے دے اور یاد رکھ کسی
مخلوق کی خوشنودی کے لئے خدا کو ناخوش نہ کرنا
کیونکہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے بہت لوگ
مل جائیں گے اور اگر خدا سے تیرا رشتہ کٹ
گیا تو کوئی بھی خدا کی جگہ تیرے پاس نہ

صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ
لَهَا، وَلَا تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ وَلَا
تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لِاشْتِغَالٍ
وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ

عَمَلُكَ تَبَعٌ لِصَلَاتِكَ

لے سکے گا۔

وقت پر نماز پڑھنا نہ چھٹی پالینے کے لئے
وقت سے پہلے پڑھنا۔ نہ عدیم الفرصتی کی
وجہ سے دیر کر دینا۔ یاد رہے تمہارا ہر کام
نماز کے ماتحت ہے۔

اس مکتوب سے یہ بات مترشح ہوتی ہے
کہ اسلام میں نماز کو کتنی غیر معمولی حیثیت و
اہمیت حاصل ہے۔ امیرالمؤمنین بار بار کبھی سختی
سے کبھی ملاطفت سے اسکی تبلیغ و تلقین فرماتے
ہیں!   (جعفری)

ایک خط کا حصّہ

فَإِنَّهُ لَا سَوَاءٌ إِمَامُ الْهُدَى
وَإِمَامُ الرَّدَى، وَوَلِيُّ النَّبِيِّ وَعَدُوُّ النَّبِيِّ
وَلَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ إِنِّي لَا إِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي مُؤْمِناً
وَلَا مُشْرِكاً، أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللهُ
بِإِيمَانِهِ وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ اللهُ
بِشِرْكِهِ وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ
كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ عَالِمِ اللِّسَانِ يَقُولُ
مَا تَعْرِفُونَ وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُونَ

دونوں برابر نہیں، ہدایت کا امام اور ہلاکت کا امام۔ نبی کا دوست، اور نبی کا دشمن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا تھا: "اپنی اُمت کے حق میں مجھے نہ مومن سے اندیشہ ہے، نہ مشرک سے مومن کو خدا اس کے ایمان کی راہ سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کے ذریعہ گرا دے گا۔ لیکن میں تمہارے حق میں اس آدمی سے ڈرتا ہوں، جس کے دل میں نفاق ہے مگر زبان کا عالم ہے۔ وہی کہتا ہے جو تم پسند کرو اور جو تمہیں پسند نہیں اُسے ٹال جاتا ہے۔

دو فوجی افسروں کے نام

الی أميرين من أمراء جيشه

وَقَدْ أَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَعَلَى مَنْ فِي حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرِ فَاسْمَعَا لَهُ وَأَطِيعَا وَاجْعَلَاهُ دِرْعاً وَمِجَنّاً فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يُخَافُ وَهْنُهُ وَلَا سَقْطَتُهُ وَلَا بُطْؤُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعُ إِلَيْهِ أَحْزَمُ وَلَا إِسْرَاعُهُ إِلَى مَا الْبُطْءُ عَنْهُ أَمْثَلُ

میں نے تم پر اور تمہارے ماتحت کی فوجوں پر مالک بن حارث اشتر کو امیر مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا مالک کی سنو۔ ان کی نافرمانی نہ کرو۔ اور انہیں اپنے لئے زرہ بنا لو۔ مالک اشتر ان لوگوں میں ہیں جن سے اندیشہ نہیں کیا جا سکتا۔ نہ کمزوری کا، نہ غلطی کا، نہ جلدی کے موقع پر سستی کا، نہ دھیرج کے موقعے پر جلد بازی کا۔

شریح بن ہانی کو وصیّت
جب مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا گیا

رصی بہا شریح بن ہانی، لما جعله علی مقدمته الی الشام

أَتَّقِ اللّٰهَ فِي كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ وَخَفْ عَلَى نَفْسِكَ الدُّنْيَا الْغَرُورَ، وَلَا تَأْمَنْهَا عَلَى حَالٍ وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تَرْدَعْ نَفْسَكَ عَنْ كَثِيرٍ مِمَّا تُحِبُّ مَخَافَةَ مَكْرُوهٍ سَمَتْ بِكَ الْأَهْوَاءُ إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الضَّرَرِ فَكُنْ لِنَفْسِكَ مَانِعًا رَادِعًا وَلِنَزْوَتِكَ عِنْدَ الْحَفِيظَةِ وَاقِمًا قَامِعًا

خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ دنیا کے غرور کا اپنے نفس کے لئے اندیشہ رکھنا۔ دنیا پر کبھی بھروسہ نہ کرنا۔ یاد رکھو اگر برے انجام کے خوف سے نفس کو اس کی محبوبات سے نہ روکو گے تو خواہشیں تمہیں بڑے بڑے نقصانوں کے حوالے کر دیں گی۔ لہٰذا نفس کو ہمیشہ روکنا اور غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھنا ⁘

مالک اُشتر کے ہاتھ اہل مصر کو خط

الى أهل مصر مع مالك الأشتر

لما ولاه امارتها

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ
مُحَمَّداً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ وَمُهَيْمِناً عَلَى الْمُرْسَلِينَ
فَلَمَّا مَضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَنَازَعَ الْمُسْلِمُونَ
الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ فَوَاللهِ مَا كَانَ ـ
يُلْقَى فِي رُوعِي وَلَا يَخْطُرُ بِبَالِي أَنَّ الْعَرَبَ
تُزْعِجُ هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَا أَنَّهُمْ
مُنَحُّوهُ عَنِّي مِنْ بَعْدِهِ، فَمَا رَاعَنِي إِلَّا
انْثِيَالُ النَّاسِ عَلَى فُلَانٍ يُبَايِعُونَهُ فَأَ
مْسَكْتُ يَدِي حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ
النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ يَدْ
عُونَ إِلَى مَحْقِ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَخَشِيتُ إِنْ لَمْ أَنْصُرِ الْإِ
سْلَامَ وَأَهْلَهُ أَنْ أَرَى فِيهِ ثَلْماً أَوْ هَدْماً
تَكُونُ الْمُصِيبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے نذیر اور تمام
تمام انبیاء کا شاہد بنا کے بھیجا۔ پھر جب
رسولؐ گزر گئے تو مسلمانوں میں حکومت پر
اختلاف ہوا۔ بخدا میرے تصور میں بھی نہ تھا
کہ عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
اس معاملے کو اہل بیت سے دور کر دیں گے
بلکہ مجھے یقین تھا کہ معاملہ میرے ہی ہاتھ میں
رکھیں گے۔ مگر دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ فلاں
(ابوبکرؓ) کی بیعت پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اس
پر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ یہاں تک کہ
دشمنانِ اسلام سے لوٹ گئے اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دینے
لگے۔ تب میں ڈرا کہ اسلام اور اہل اسلام کی تائید
و نصرت پر کھڑا نہ ہوں گا، اور اسلام میں شگاف
پڑ جائے گا۔ تو تمہاری حکومت کے فوت
ہو جانے سے کہیں بڑی مصیبت مجھ پر آ
پڑے گی۔ تمہاری یہ حکومت ہے بھی کیا؟

وَلَايَتِكُمُ الَّتِي إِنَّمَا هِيَ مَتَاعُ أَيَّامٍ فَلَا
بُدَّ يَزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ كَمَا يَزُولُ
السَّرَابُ أَوْ كَمَا يَتَقَشَّعُ السَّحَابُ
فَنَهَضْتُ فِي تِلْكَ الْأَحْدَاثِ حَتَّى زَاحَ
الْبَاطِلُ وَزَهَقَ وَاطْمَأَنَّ الدِّينُ وَتَنَهْنَهَ

متاع چند روزہ اسی طرح زائل ہو جائے گی،
جس طرح سراب زائل ہو جاتا ہے، یا بدلی
چھٹ جاتی ہے۔ ان واقعات کو دیکھ کر میں
اٹھ کھڑا ہوا، یہاں تک کہ باطل مٹ گیا اور
دین کو اطمینان و تسلی ہو گئی ۔

گورنر کوفہ ابو موسیٰ اشعری کے نام

ابو موسیٰ کوفے کے گورنر تھے، مگر جنگ جمل کے موقعے پر جب امیر المومنین نے فوجی کمک طلب کی تو انہوں نے باشندوں کو بھرتی ہونے سے منع کیا۔ اس پر امیر المومنین نے یہ خط لکھا:۔

الى أبي موسى الأشعري، وهو عامله على الكوفة وقد بلغه عنه تثبيطه الناس على الخروج اليه لما ندبهم لحرب (اصحاب) الجمل

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ (عَلِيٍّ) أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ قَوْلٌ هُوَ لَكَ وَعَلَيْكَ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولِي عَلَيْكَ فَارْفَعْ ذَيْلَكَ وَاشْدُدْ مِئْزَرَكَ وَاخْرُجْ مِنْ جُحْرِكَ، وَانْدُبْ مَنْ مَعَكَ فَإِنْ حَقَّقْتَ فَانْفُذْ وَإِنْ تَفَشَّلْتَ فَابْعُدْ وَايْمُ اللّٰهِ لَتُؤْتَيَنَّ (من) حَيْثُ أَنْتَ وَلَا تُتْرَكُ حَتَّى يُخْلَطَ زُبْدُكَ بِخَاثِرِكَ وَذَائِبُكَ بِجَامِدِكَ وَحَتَّى تُعْجَلَ فِي قِعْدَتِكَ وَتَحْذَرَ مِنْ أَمَامِكَ كَحَذَرِكَ مِنْ

خدا کے بندے علی امیر المومنین ؑ کا خط عبداللہؓ بن قیس (ابو موسیٰ) کے نام!

اَمَّا بعد، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی بات کہہ رہے ہو جو تمہارے موافق بھی پڑ سکتی ہے اور مخالف بھی۔ میرے قاصد کے پہنچتے ہی آستینیں چڑھالو۔ کمر کس لو۔ اپنے بل سے باہر نکل آؤ اور لوگوں کو جنگ کے لئے جمع کرو۔ اگر تمہیں یقین حاصل ہے تو یہ پس و پیش کیا؟ یہ حیص بیص کیوں؟ اپنے یقین پر چل پڑو لیکن اگر بزدلی کا شکار بن چکے ہو تو دور ہو جاؤ قسم خدا کی تم پکڑے جاؤ گے کہیں بھی ہو اور ہرگز نہ چھوڑے جاؤ گے یہاں تک کہ تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ تمہارا یہ چین سے بیٹھنا ختم ہو جائے گا۔ اور تم اپنے آگے

خَلْفَكَ وَمَا هِيَ بِالْهُوَيْنَا الَّتِي تَرْجُو (ه)
وَلٰكِنَّهَا الدَّاهِيَةُ الْكُبْرَى يُرْكَبُ
جَمَلُهَا وَيُذَلُّ صَعْبُهَا وَيُسَهَّلُ جَبَلُهَا
فَاعْقِلْ عَقْلَكَ وَامْلِكْ أَمْرَكَ وَخُذْ
نَصِيبَكَ وَحَظَّكَ فَإِنْ كَرِهْتَ فَتَنَحَّ
إِلَى غَيْرِ رَحْبٍ وَلَا فِي نَجَاةٍ فَبِالْحَرِيِّ
لَتُكْفَيَنَّ وَأَنْتَ نَائِمٌ حَتَّى لَا يُقَالَ :
أَيْنَ فُلَانٌ ؟ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مَعَ مُحِقٍّ، وَمَا
أُبَالِي مَا صَنَعَ الْمُلْحِدُونَ وَالسَّلَامُ

سے بھی اسی طرح ڈرنے لگو گے جس طرح اپنے
پیچھے سے ڈر رہے ہو ۔ یہ تر لقمہ نہیں ہے
جس کا تم خواب دیکھ رہے ہو ۔ یہ مصیبت عظمیٰ
ہے ، اگر اس مصیبت کے سرکش اونٹ پر بیٹھا
جائے گا ۔ اس کے سخت کو نرم کیا جائے گا ۔
اس کے سنگلاخ کو ہموار کر دیا جائے گا ۔ لہٰذا اپنی
عقل بھٹکنے نہ دو ۔ اپنا معاملہ قابو میں رکھو اور
اپنا حصہ حاصل کرو لیکن اگر یہ پسند نہیں تو
اُدھر کو ہٹ جاؤ جہاں نہ خوش آمدید ہے ،
نہ بچاؤ ہے ۔ ایسی حالت میں یقیناً تمہاری عزت
بھی نہ رہے گی ۔ تم پڑے سوتے رہو گے اور کوئی
پوچھے گا بھی نہیں کہ کہاں ہو تم ! بخدا یہ حق ہے
حق والے کے لئے اور ہمیں ذرا پروا نہیں کہ مفسد
کیا کرتے ہیں ۔ والسلام

ایک عہدہ دار کے نام خط

الی بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ رَبَّكَ وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ وَأَخْزَيْتَ أَمَانَتَكَ

بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَّدْتَ الْأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ وَأَكَلْتَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ وَاعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ،

مجھے ایک خبر ملی ہے، اگر سچی ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر لیا ہے اپنے امام کی نافرمانی کی ہے۔ اپنی امانت گنوا دی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ تم نے ملک اجاڑ دیا ہے۔ جو کچھ تمہارے پاؤں کے نیچے تھا اُسے ہتیا لیا ہے، اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں تھا، اُسے ہڑپ کر گئے ہو، لہٰذا اپنا حساب میرے پاس بھیجو اور یقین کرو، خدا کا حساب آدمیوں کے حساب سے کہیں زیادہ خوفناک ہے:

کسی کے نام خط

إِنِّي وَاللهِ لَوْ لَقِيتُهُمْ وَاحِدًا
وَهُمْ طِلَاعُ الْأَرْضِ كُلِّهَا
مَا بَالَيْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَإِنِّي
مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ
وَالْهُدَى الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ لَعَلَى
بَصِيرَةٍ مِنْ نَفْسِي وَيَقِينٍ مِنْ رَبِّي
وَإِنِّي إِلَى لِقَاءِ اللهِ لَمُشْتَاقٌ
وَحُسْنِ ثَوَابِهِ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ وَلَكِنَّنِي
آسَى أَنْ يَلِيَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ
سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا فَيَتَّخِذُوا
مَالَ اللهِ دُوَلًا وَعِبَادَهُ خَوَلًا
وَالصَّالِحِينَ حَرْبًا وَالْفَاسِقِينَ حِزْبًا
فَإِنَّ مِنْهُمُ الَّذِي (قَدْ) شَرِبَ
فِيكُمُ الْحَرَامَ وَجُلِدَ حَدًّا فِي

بخدا میں اکیلا بھی رہ جاؤں اور یہ
باطل پرست ساری زمین پہ چھا جائیں تو بھی
مجھے نہ پروا ہو گی نہ وحشت ہی ستائے گی
جس گمراہی میں یہ لوگ ہیں اور جس ہدایت
پر میں ہوں اس میں مجھے اپنے ضمیر کی پوری
بصیرت اور اپنے پروردگار کی طرف سے پورا
یقین حاصل ہے۔ میں تو لقاءِ الٰہی کا امیدوار
حسنِ ثواب کا منتظر ہوں، لیکن غم یہ ہے کہ
بدنفس اور فاجر لوگ کہیں تمہارے حاکم نہ
بن جائیں۔ بن گئے تو اللہ کا مال ہتھیا لیں گے
اللہ کے بندوں کو غلام بنا ڈالیں گے۔ نیکوں
کو اپنا دشمن سمجھیں گے اور فاسقوں کو دوست
خیال کریں گے۔ ان لوگوں میں ایسے بھی ہیں،
جنہوں نے تمہارے روبرو شراب[1] پی ہے۔ اور

---

[1] ولید بن عقبہ ماں کی طرف سے حضرت عثمانؓ کا سوتیلا بھائی تھا اور کوفے کا گورنر۔ ایک دن نشے میں امامت کی اور فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھائی۔ سلام کے بعد کہنے لگا "کہو تو اور زیادہ کر دوں!" حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا: "آج تو ہم تمہاری طرف سے زیادہ ہی زیادہ دیکھ رہے ہیں!" (باقی صفحہ ۲۱۹ پر)

اَلإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ
يُسْلِمْ حَتَّى رُضِخَتْ لَهُ عَلَى الإِ
سْلَامِ الرَّضَائِخُ فَلَوْلَا ذٰلِكَ
مَا أَكْثَرْتُ تَأْلِيبَكُمْ وَتَأْنِيبَكُمْ
وَجَمْعَكُمْ وَتَحْرِيضَكُمْ وَلَتَرَ
كْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَوَنَيْتُمْ
أَلَا تَرَوْنَ إِلَى أَطْرَافِكُمْ قَدِ
انْتَقَصَتْ وَإِلَى أَمْصَارِكُمْ قَدِ
افْتُتِحَتْ وَإِلَى مَمَالِكِكُمْ
تُزْوَى وَإِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى
انْفِرُوا۔ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔ إِلَى
قِتَالِ عَدُوِّكُمْ وَلَا تَثَّاقَلُوا
إِلَى الْأَرْضِ فَتُقِرُّوا بِالْخَسْفِ
وَتَبُوءُوا بِالذُّلِّ وَيَكُونَ
نَصِيبُكُمُ الْأَخَسَّ وَإِنَّ أَخَا
الْحَرْبِ الْأَرِقُ وَمَنْ نَامَ لَمْ

اسلامی طریقے پر انہیں کوڑے لگائے گئے
ان میں ایسے بھی ہیں کہ اسلام نہیں لائے جب
تک اسلام کی قیمت انہیں ادا نہ کر دی گئی[۲]
یہ سب خرابیاں نہ ہوتیں تو میں اس طرح
تمہیں نہ جوش دلاتا۔ نہ زجر و توبیخ کرتا، نہ
جمع کرتا، نہ اُبھارتا، بلکہ تمہیں تمہارے حال پر
چھوڑ دیتا۔ کیونکہ تم میری پکار سننے سے انکار
کرتے ہو اور تمہاری ہمتیں کمزور پڑ گئی ہیں۔
کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے اطراف
کم ہوتے چلے جاتے ہیں، شہروں پر شہر دشمن
چھینتا چلا جا رہا ہے۔ تمہارے ممالک
کم ہو گئے ہیں، اور تم پر چڑھائیاں جاری ہیں
جب حالت یہ ہے تو خدا کی رحمت ہو تم پر
اپنے دشمن سے لڑنے پر کھڑے ہو جاؤ۔ سستی
نہ کرو۔ کرو گے تو ذلت و خواری کا شکار
بن جاؤ گے اور کہیں کے نہ رہو گے۔

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۱۸) نماز پڑھاتے ہوئے محراب میں قے بھی کی تو تلاوت قرآن کی جگہ یہ شعر ترنم سے پڑھا تھا

؎ عَلِقَ الْقَلْبُ الرَّبَابَا بَعْدَ مَا شَابَتْ وَشَابَا

(دل رباب کے عشق میں گرفتار ہو گیا، حالانکہ رباب بھی بوڑھی ہو چکی ہے اور دل بھی بوڑھا ہو چکا ہے)

[۲] یہ مؤلفۃ القلوب تھے یعنی روپیہ پیسہ دے کر اسلام سے مانوس کیا جاتا تھا۔ ان میں معاویہ کا خاندان پیش پیش تھا۔ خود معاویہ، معاویہ کا بھائی، یزید اور خود ابو سفیان وغیرہ۔

يُنَبِّهُ عَنْهُ وَالسَّلَامُ

لڑنے والا جاگتا رہتا ہے۔ سوتا نہیں اور اگر سو جاتا ہے تو لوگ اسے سونے نہیں دیتے (ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسے اپنی غفلت کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے)

والسلام

معاویہ کے نام ایک اہم خط

الی معاویة

فَسُبْحَانَ اللهِ !! مَا أَشَدَّ لُزُومَكَ
لِلْأَهْوَاءِ الْمُبْتَدَعَةِ وَالْحَيْرَةِ الْمُتَّبَعَةِ
مَعَ تَضْيِيعِ الْحَقَائِقِ وَاطِّرَاحِ الْوَثَائِقِ
الَّتِي هِيَ لِلّٰهِ طَلِبَةٌ وَعَلَى عِبَادِهِ حُجَّةٌ
فَأَمَّا إِكْثَارُكَ الْحِجَاجَ فِي عُثْمَانَ وَقَتَلَتِهِ
فَإِنَّكَ إِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَيْثُ كَانَ
النَّصْرُ لَكَ وَخَذَلْتَهُ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ
لَهُ وَالسَّلَامُ

سبحان اللہ بدعتی خواہشوں سے تمہاری
وابستگی کتنی گہری ہے، اور بے راہروی
میں تمہارے قدم کیسے تیز ہیں۔ ساتھ ہی حقائق
کو ضائع کرنا اور ان وثائق کو پس پشت ڈال
دینا بھی ہے جو رضائے الٰہی کے لئے مطلوب
اور بندوں پر حجت ہیں۔

عثمان رضؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے
میں تمہارے اس مسلسل جدل کی حقیقت یہ ہے
کہ عثمانؓ کی مدد پر تم اس وقت کھڑے ہوئے
جب یہ مدد خود تمہارے اپنے لئے تھی، مگر
عثمان رضؓ کو تم نے اس وقت چھوڑے رکھا۔
جب تمہاری مدد اُن کے کام آسکتی تھی ؎۲

۲ ؎ اَمّا بعد، دُنیا میٹھی ہے۔ ہری بھری ہے۔ بنی سنوری رہتی ہے۔ خوشیوں سے بھرپور ہے۔ جو کوئی اس کے عشق میں مبتلا ہوتا ہے دُنیا اسے اپنی آرائشوں سے مبہوت کر دیتی ہے اور عاشق اپنے سود و زیاں سے غافل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم مومنوں کو آخرت ہی کی فکر میں منہمک رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور آخرت ہی کی طلب میں مستغرق رہنے کی ہمیں تاکید فرمائی گئی ہے، تو اے معاویہ چھوڑ دو اسے جو فنا ہو جانے والا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۲۲ پر

معاویہ کو جواب

معاویہ اور عمرو بن العاص کی پالیسی یہ تھی کہ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے نام بار بار سامنے لاتے اور امیر المومنینؑ کو اشتعال دلاتے کہ ان خلفاء کے بارے میں کوئی ایسی بات آپ کی زبان یا قلم سے نکل جائے، جسے نمک مرچ لگا کر پھیلایا اور لوگوں کو ورغلایا جاسکے۔ اسی خیال سے ایک خط معاویہ نے لکھا خلفاء ثلاثہ کی اس میں بڑی تعریف کی اور حضرت پر بہتان جوڑا کہ آپ ان خلفاء سے حسد کرتے تھے ان کی بیخ کنی میں لگے رہتے تھے اور بیعت نہیں کرتے تھے۔ جب تک نکیل پڑے مجبور اونٹ کی طرح آپ کو گھسیٹا نہ جاتا تھا! غرضکہ بڑی گستاخی سے خط لکھا۔ امیر المومنین نے جو جواب دیا اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے :-

---

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۲۱) اور جلد جلد کر اس کے لئے جو باقی رہنے والا ہے۔ موت سے ڈر کہ جس پر تیرا خاتمہ ہونے والا ہے اور حساب سے خوف کھا جو تیرے سامنے آنے والا ہے۔ یہ سچائی سمجھ لے کہ خدا جب کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو ایسی بات اس سے سرزد نہیں ہونے دیتا جسے نا پسند فرماتا ہے، بلکہ اسے اپنی اطاعت کی توفیق بخش دیتا ہے۔ لیکن جب خدا کسی بندے کی برائیوں کی پرواہ نہیں کرتا تو اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے آخرت کی یاد اس کے دل سے محو کر دیتا ہے۔ اس کی آرزوئیں پھیلا دیتا ہے اور وہ راہ اس پر بند کر دیتا ہے۔ جس میں اسکی بھلائی ہوتی ہے۔

تمہارا خط مجھے ملا میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے نشانے کو تک رہے ہو۔ جو تمہارے لئے نہیں ہے۔ اس گم گشتہ اونٹنی کی تلاش میں نکلے ہو جو کسی اور کی ہے۔ تم اندھیرے گھپ میں ٹاک ٹوئیاں مار رہے ہو اور اوہام میں بھٹکتے پھرتے ہو۔ بغیر کسی حجت کے کھڑے ہو جانا چاہتے ہو اور کم زور سے کم زور شبہے کے دامن میں

بقیہ صفحہ ۲۲۳ پر

الی معاویۃ جوابا وھو من
محاسن الکتب
أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أَتَانِي
كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ اصْطِفَاءَ
اللهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ لِدِينِهِ، وَتَأْيِيدَهُ إِيَّاهُ
بِمَنْ أَيَّدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَقَدْ
خَبَأَ لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا إِذْ
طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلَاءِ اللهِ
تَعَالَى عِنْدَنَا وَنِعْمَتِهِ عَلَيْنَا
فِي نَبِيِّنَا، فَكُنْتَ فِي ذٰلِكَ
كَنَاقِلِ التَّمْرِ إِلَى هَجَرَ أَوْ دَاعِي
مُسَدِّدِهِ إِلَى النِّضَالِ، وَزَعَمْتَ
أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ
فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَذَكَرْتَ أَمْرًا إِنْ

تمہارا خط پہنچا۔ تم نے لکھا ہے کہ خدا
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کے لئے
منتخب فرمایا اور صحابہ نے رسولؐ کی تائید کی
واقعی زمانہ تمہاری جھولی میں ہے ہمارے
لئے عجائبات پہ عجائبات نکالتا چلا جاتا ہے۔
یہ تم ہم ہی کو جتا رہے ہو کہ خدا نے کس
طرح ہماری آزمائش کی اور ہمارے نبیؐ کی
بدولت ہم پر کتنا بڑا احسان کیا۔ تم تو ویسے
ہو گئے جیسے کوئی کھجوروں کا تحفہ ہجر لے
جائے، یا اپنے استاد کو تیر اندازی میں مقابلے
کی دعوت دینے لگے!
تم نے دعویٰ کیا ہے کہ اسلام میں سب سے
افضل فلاں فلاں لوگ ہیں۔ یہ دعویٰ
ایسا ہے کہ پورا اترے تو تم سے بالکل دور
رہے گا، اور پورا نہ اترے تو اس سے تمہیں

بقیہ حاشیہ (از صفحہ ۲۲۲) پناہ لے رہے ہو۔

تمہاری یہ تجویز کہ متارکہ ہو جاتے اور میں تمہیں شام کا گورنر رہنے دوں تو یہ بات اگر مجھے آج کرنا ہوتی تو کل ہی کیوں نہ کر گزرتا؟ اور تمہارا یہ کہنا کہ عمرؓ نے تمہیں گورنر بنایا تھا تو یہ کوئی دلیل نہیں کیونکہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کے عہدہ داروں کو معزول بھی کیا تھا اور عثمانؓ نے بھی عمرؓ کے عاملوں کو الگ کیا تھا۔ امام تو اسی لئے ہوتا ہے کہ امت کی بھلائی دیکھے۔ اگلے اماموں کی ایک رائے ہوتی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ کبھی کے عیب ہنر ان پر کھلے اور کسی کے ڈھکے رہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں، ہر حاکم اپنی رائے و اجتہاد ہی سے کام لیتا ہے (ابن ابی الحدید)۔

؎ بحرین میں ایک مقام، جہاں کھجور کی بہتات ہے۔

ثُمَّ اُعْتَزَلَكَ كُلُّهُ، وَاِنْ
نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمُهُ وَ مَا
أَنْتَ وَالْفَاضِلَ وَالْمَفْضُولَ وَالسَّا
ئِسَ وَالْمَسُوسَ وَمَا لِلطُّلَقَاءِ وَ اَبْنَاءِ
الطُّلَقَاءِ وَالتَّمْيِيزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
الْأَوَّلِيْنَ وَتَرْتِيبَ دَرَجَاتِهِمْ
وَ تَعْرِيفَ طَبَقَاتِهِمْ هَيْهَاتَ
لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا وَطَفِقَ
يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ الْحُكْمُ
لَهَا، أَلَا تَرْبَعُ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ؟
عَلَى ظَلْعِكَ وَ تَعْرِفُ قُصُورَ
ذَرْعِكَ وَ تَتَأَخَّرُ حَيْثُ أَخَّرَكَ
الْقَدَرُ! فَمَا عَلَيْكَ غَلَبَةُ الْمَغْلُوبِ
وَلَا ظَفَرُ الظَّافِرِ وَ إِنَّكَ لَذَهَّابٌ
فِي التِّيهِ رَوَّاغٌ عَنِ الْقَصْدِ أَلَا
تَرَى غَيْرَ مُخْبِرٍ لَكَ وَلَكِنْ بِنِعْمَةِ
اللهِ أُحَدِّثُ أَنَّ قَوْمًا، اُسْتُشْهِدُ
فِي سَبِيلِ اللهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْأَنْصَارِ، وَلِكُلٍّ فَضْلٌ! حَتّٰى

نقصان نہ پہنچے گا۔ تمہیں اس سے کیا
مطلب کہ افضل کون ہے اور غیر افضل کون؟
رہبر کون ہے اور پیرو کون؟ طلقاء اور اولادِ
طلقاء کو مہاجرین اولین میں تمیز کرنے ان کے
درجے مقرر کرنے ان کے طبقے ٹھہرانے سے
کیا سروکار؟ ہیہات! ایسا تیر تنا رہا ہے
جو سب تیروں سے الگ ہے[۱] اور فیصلہ کرنے
وہ بیٹھا ہے، جو خود ہی مجرم ہے!
اے انسان! کیا تو اپنی حد پر نہیں رکے گا
اپنی کوتاہ دستی کو نہیں جانے گا اور اس پیچھے کی
جگہ پر ہٹ نہیں جائے گا جہاں مقدر تجھے
ہٹا چکا ہے؟ تجھے اس سے کیا کہ مغلوب کیسے
مغلوب ہوا۔ اور فاتح کی فتح کیسی رہی؟
معاویہ! تم گمراہی میں منہ کے بل چلے جا
رہے ہو اور راہِ اعتدال سے بدک کر دور
نکل گئے ہو۔ تم سمجھتے نہیں — تمہیں سنا
نہیں رہا ہوں بلکہ اللہ کی نعمت کا چرچا کر رہا
ہوں — کہ بہت سے مہاجر اللہ کی راہ
میں شہید ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے

---

[۱] ایک کہاوت ہے۔ یہ اس طرح شروع ہوئی کہ جنگ بدر کے بعد عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم ہوا تو وہ چلا اٹھا: "کیا قریش سے صرف مجھی کو مارا جائے گا؟" جواب میں حضرت عمرؓ کی زبان سے کہاوت کے لفظ نکلے۔

إِذَا اُسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا، قِيلَ
سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ[1] وَخَصَّهُ رَسُو
لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ
عَلَيْهِ! أَوَلَا تَرَى أَنَّ قَوْمًا
قُطِّعَتْ أَيْدِيهِمْ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتَّى إِذَا فُعِلَ
بِوَاحِدِنَا مَا فُعِلَ بِوَاحِدِهِمْ
قِيلَ الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَذُو الْجَنَا
حَيْنِ وَلَوْلَا مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ
مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَ
كَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً تَعْرِ
فُهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَمُجُّهَا
آذَانُ السَّامِعِينَ فَدَعْ عَنْكَ
مَنْ مَالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ فَإِنَّا
صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ
لَنَا. لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمُ عِزِّنَا،
وَلَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلَى قَوْمِكَ أَنْ
خَلَطْنَاكُمْ بِأَنْفُسِنَا فَنَكَحْنَا

فضیلت ہے لیکن جب ہمارا آدمی مارا گیا۔
تو فرمایا گیا "سید الشہداء"[1] اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ خصوصیت بخشی
کہ اس کی نماز جنازہ ستر تکبیروں کے ساتھ پڑھی۔
کیا تم نے دیکھا نہیں کہ لوگوں کے ہاتھ خدا
کی راہ میں کاٹے گئے ان میں سے ہر ایک کے
لئے فضیلت ہے لیکن جب یہ معاملہ ہمارے
آدمی کے ساتھ پیش آیا تو ارشاد ہوا "طیار جنت
اور ذوالجناحین"[2]۔
اور اگر خدا نے منع کر دیا ہوتا کہ آدمی خود
اپنی بڑائی کرے تو بیان کرنے والا بہت سے
فضائل بیان کرتا۔ یہ فضائل وہ ہیں جن سے
مومنوں کے دل مانوس ہیں اور جن کے سننے
سے کسی کے کان بیزار نہیں ہوتے[3]
لہٰذا تم اپنی اس گمراہی سے باز آجاؤ
ہم تو وہ ہیں جنہیں ہمارا پروردگار اپنا چکا ہے
اور باقی سب لوگ ہم ہی سے ہیں۔
تم نے کبھی یہ نہ سوچا کہ ہماری عزت
کتنی پرانی ہے اور تمہارے خاندان پر ہماری

---

[1] حضرت حمزہؓ احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔
[2] حضرت جعفر بن ابی طالب، امیر المؤمنین کے بھائی، جنگ موتہ میں شہید ہوگئے۔
[3] امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد خود اپنی طرف ہے۔

وَأَنْكَحْنَا فِعْلَ الْأَكْفَاءِ؛
وَلَسْتُمْ هُنَاكَ وَأَنَّى يَكُونُ
ذٰلِكَ كَذٰلِكَ؛ وَمِنَّا النَّبِيُّ وَمِنْكُمُ
الْمُكَذِّبُ وَمِنَّا أَسَدُ اللّٰهِ وَمِنْكُمْ
أَسَدُ الْأَحْلَافِ وَمِنَّا سَيِّدَا
شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمِنْكُمْ
صِبْيَةُ النَّارِ وَمِنَّا خَيْرُ نِسَاءِ الْعَا
لَمِيْنَ وَمِنْكُمْ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ؛
فِي كَثِيرٍ مِمَّا لَنَا وَعَلَيْكُمْ
فَإِسْلَامُنَا مَا قَدْ سُمِعَ
وَجَاهِلِيَّتُنَا لَا تُدْفَعُ وَكِتَابُ
اللّٰهِ يَجْمَعُ لَنَا مَا شَذَّ عَنَّا وَهُوَ
قَوْلُهُ: وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ
وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ

برتری کبھی مشہور ہے۔ اس پر بھی ہم نے
تمہیں موقع دیا کہ ہم سے گھل مل جاؤ۔ تم سے
شادی بیاہ کا رشتہ بھی جوڑ لیا[1] ـــــ بالکل
برابر والوں کا برتاؤ۔ حالانکہ تم برابر
نہ تھے۔ ہو تم کیسے؛ جبکہ ہم میں اللہ کا
نبی ہے اور تم میں مکذّب[2]۔ ہم میں اسد اللہ[3]
اور تم میں اسد الاحلاف[4]۔ ہم میں سید اشباب
اہل الجنۃ[5]، اور تم میں صبیۃ النار[6]۔ ہم میں
افضل ترین خاتون[7] ہے اور تم میں حمّالۃ الحطب[8]
کہاں تک گنایا جائے؛ ہر بات ہمارے حق
میں ہے اور ہر بات تمہارے خلاف۔
پس ثابت یہ ہے کہ ہمارا اسلام بھی شاندار
ہے اور ہماری جاہلیت بھی کم شاندار نہ تھی۔
اگر کچھ کسر تھی تو اسے کتاب اللہ نے پورا کر
دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے: "وَاُولُوا الْاَرْحَام

---

[1] خاندان بنی امیہ سے جن رشتہ داریوں کی طرف امیرالمؤمنین نے اشارہ کیا ہے یہ ہیں: رسولؐ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم، عثمان بن عفان بن ابی العاص سے بیاہیں اور تیسری کی شادی ابوالعاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس سے کی۔ رسولؐ کے چچا ابولہب بن عبد المطلب نے ام جمیل بنت حرب بن امیہ سے کی اور خود رسولؐ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔

[2] ابوجہل [3] حضرت حمزہؓ [4] ابوسفیان [5] حضرت حسنؓ و حسینؓ [6]

[7] حضرت فاطمۃ الزہراؑ [8] ام جمیل، ابولہب کی بیوی اور معاویہ کی پھوپھی۔

بإبراهيم للذين اتبعوه
وهذا النبي والذين آمنوا
والله ولي المؤمنين فنحن
مرة أولى بالقرابة وتارة
أولى بالطاعة ولما احتج
المهاجرون على الأنصار
يوم السقيفة برسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم فلجوا
عليهم فإن يكن الفلج
به فالحق لنا دونكم وإن
يكن بغيره فالأنصار على
دعواهم
وزعمت أني لكل الخلفاء
حسدت وعلى كلهم بغيت
فإن يكن ذلك كذلك فليس
الجناية عليك فيكون العذر
إليك

بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ[1]
إن أولى الناس بإبراهيم للذين
اتبعوه وهذا النبي والذين آمنوا
والله ولي المؤمنين" تو ہم کبھی اس لئے
سب سے مقدم ہیں کہ رسولؐ کے سب سے
زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں اور کبھی اس لئے سب
سے بڑھ کر ہیں کہ رسول کے سب سے زیادہ فرمانبردار
ہیں۔ اور مہاجرین نے یوم سقیفہ[2] کے دن جب
انصار کے سامنے اپنی حجت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے پیش کی تھی
تو انصار نے سر جھکا دیا تھا۔ اب اگر سقیفہ
میں مہاجرین کی یہ حجت صحیح تھی تو حکومت کا
حق ہمیں ہے نہ کہ تمہیں اور اگر مہاجرین کی
حجت غلط تھی تو انصار کا دعویٰ اپنی جگہ قائم
ہے۔
اور تم نے وہ سمجھ لیا ہے کہ میں سب خلفا
پر حسد کیا کرتا تھا۔ اور سب سے سرکشی کرتا

---

[1] ابراہیم سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ پیغمبر ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ بے شک خدا مومنوں کا دوست و مددگار ہے۔

[2] یہ مدینہ میں انصار کی چوپال تھی جس میں وہ بیٹھا کرتے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر انصار یہیں جمع ہوئے تھے اور ابوبکرؓ، عمرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح نے جا کر ان سے بحث کی اور قریش کی خلافت ان سے منوائی تھی۔

وَ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

میرا وطیرہ تھا۔ اگر واقعہ یہی ہے تو میں نے تمہارا تو کوئی قصور نہیں کیا کہ تمہارے سامنے اپنا عذر پیش کروں ۔

وَ قُلْتَ: إِنِّي كُنْتُ أُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوشُ حَتَّى أُبَايِعَ وَ لَعَمْرُ اللهِ لَقَدْ أَرَدْتَ أَنْ تَذُمَّ فَمَدَحْتَ وَ أَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ وَمَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ غَضَاضَةٍ فِي أَنْ يَكُونَ مَظْلُومًا مَالَمْ يَكُنْ شَاكًّا فِي دِينِهِ وَلَا مُرْتَابًا بِيَقِينِهِ وَ هٰذِهِ حُجَّتِي إِلَى غَيْرِكَ قَصْدُهَا وَلٰكِنِّي أَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا بِقَدْرِ مَاسَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا

اور تم نے لکھا ہے کہ خلفاء کی بیعت کے لئے مجھے اسی طرح کھینچا جاتا تھا۔ جس طرح نکیل پڑے اونٹ کو چلایا جاتا ہے۔ تو بخدا تم نے چاہا تھا مذمت، اور ہو گئی تعریف تم نے چاہا تھا رسوا کرنا اور ہو گئے تم خود رسوا۔ بھلا مسلمان کے لئے اس میں بھی کوئی عیب ہے کہ وہ مظلوم ہو، بشرطیکہ نہ اپنے دین میں شک رکھتا ہو، نہ اپنے یقین میں تزلزل۔ تم اس سچائی کے مخاطب نہیں تھے، مگر میں نے تمہارے لئے اسے چھیڑ دیا ہے ۔

ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِي وَ أَمْرِ عُثْمَانَ فَلَكَ أَنْ تُجَابَ عَنْ هٰذِهِ لِرَحِمِكَ مِنْهُ فَأَيُّنَا كَانَ أَعْدَى لَهُ وَأَهْدَى إِلَى مَقَاتِلِهِ أَمَنْ بَذَلَ لَهُ نُصْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَاسْتَكَفَّهُ، أَمَّنِ اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخَى عَنْهُ وَبَثَّ الْمَنُونَ إِلَيْهِ حَتَّى أَتَى قَدَرُهُ عَلَيْهِ؛ كَلَّا وَاللهِ:

اور تم نے خط میں میرے اور عثمانؓ کے معاملے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ہاں اس بارے میں مجھے جواب دینا چاہیے کیونکہ تم عثمانؓ کے رشتہ دار ہو، اچھا، خود ہی بتاؤ، ہم دونوں میں، مجھ میں اور تم میں عثمانؓ کا زیادہ دشمن اور ان کے لئے موت کا زیادہ جال بچھانے والا کون تھا؟ وہ تھا جس نے اپنی مدد ان کے لئے وقف رکھی تھی، مگر انہوں نے اسے بٹھا دیا اور اس کی مدد سے فائدہ نہ اٹھایا۔ یا وہ تھا جس سے انہوں نے مدد طلب کی تھی مگر وہ

وَلَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ
وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا۔
وَمَا كُنْتُ لِأَعْتَذِرَ مِنْ
أَنِّي كُنْتُ أَنْقِمُ عَلَيْهِ أَحْدَاثًا
فَإِنْ كَانَ الذَّنْبُ إِلَيْهِ إِرْشَادِي
وَهِدَايَتِي لَهُ فَرُبَّ مَلُومٍ
لَا ذَنْبَ لَهُ
وَقَدْ يَسْتَفِيدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ
وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَ
كَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔
وَذَكَرْتَ أَنَّهُ لَيْسَ لِي
وَلِأَصْحَابِي (عِنْدَكَ) إِلَّا السَّيْفُ !!
فَلَقَدْ أَضْحَكْتَ بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ
مَتَى أَلْفَيْتَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
عَنِ الْأَعْدَاءِ نَاكِلِينَ وَبِالسَّيْفِ
مُخَوَّفِينَ لَبِّثْ قَلِيلًا يَلْحَقِ الْهَيْجَا
حَمَلْ فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ
وَيَقْرُبُ مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ وَأَنَا مُرْقِلٌ
نَحْوَكَ فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ

تو پیچھے ہٹ گیا اور ان کی موت کے لئے اس نے زمین ہموار کر دی؟ آخر عثمان رضؓ کا وقت آ گیا۔ اور جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہرگز نہیں بخدا اللہ جان چکا ہے تم میں سے انہیں جو لوگوں کو روکتے ہیں اور اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ مگر خود جنگ سے بدکتے ہی رہتے ہیں[له]

ہاں اس شاقصہ پر میں تم سے معذرت کرنے والا نہیں کہ عثمان رضؓ کی بعض کارروائیوں پر مجھے اعتراض ضرور ہوتا تھا۔ اب اگر میرا قصور یہی ہے کہ میں انہیں نیک صلاح دیتا اور سیدھی راہ دکھایا کرتا تھا تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے قصور کے سر الزام تھوپ جاتا ہے اور بڑے خیر خواہ کو بھی مشکوک سمجھ لیا جاتا ہے۔ میری نیت اصلاح کی تھی اور میری توفیق بس اللہ ہی سے ہے اور اسی پر میرا تکیہ ہے۔

اور تم نے لکھا ہے کہ تمہارے پاس میرے لئے اور میرے ساتھ والوں کے لئے تلوار ہے! آنسو لانے کے بعد تم نے مجھے ہنسا دیا۔ خاندان عبدالمطلب کو تم نے دشمن کے سامنے سے ہٹتے اور تلواروں سے ڈرتے کب پایا۔؟

له یہ ایک آیت قرآنی کا مفہوم ہے جو معاویہ پر صادق آتا ہے۔

الْأَنْصَارِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ
شَدِيدٍ زِحَامُهُمْ سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ
مُتَسَرْبِلِينَ سِرْبَالَ الْمَوْتِ أَحَبُّ
اللِّقَاءِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ قَدْ صَحِبَتْهُمْ
ذُرِّيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ وَسُيُوفٌ هَاشِمِيَّةٌ
قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ
وَخَالِكَ وَجَدِّكَ وَأَهْلِكَ وَمَا هِيَ مِنَ
الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ

جلد ہی تمہیں وہ طلب کرے گا، جسے تم طلب کر رہے ہو۔ اور وہ تم سے قریب ہو جائے گا۔ جسے دور سمجھ رہے ہو۔ میں تمہاری طرف تیزی سے آ رہا ہوں، مہاجرین و انصار اور تابعین لہم باحسان کی جرار فوج لئے ہوئے بڑی کثرت ہے ان کی، بڑا چمکیلا ہے ان کے غبار کا! موت کا لباس پہنے ہیں وہ! جو چیز سب سے زیادہ انہیں پسند ہے وہ اپنے پروردگار کی ملاقات ہے۔ ان کے ساتھ ذریۂ بدریہ بھی ہے اور سیوف ہاشمیہ بھی جن کی مار سے تم بے خبر نہیں ہو۔ اپنے بھائی، ماموں نانا اور خاندان میں ان کی کاٹ دیکھ چکے ہو اور وہ ظالموں سے دور نہیں۔

معاویہ کے خط کا جواب

معاویہ نے اپنے خط میں تہمت لگائی کہ قبیلۂ عبد مناف میں بڑا اتحاد تھا۔ مگر امیر المومنینؑ نے حضرت عثمانؓ کی دشمنی میں اس اتحاد کو اختلاف سے بدل دیا۔ یہ الزام بھی لگایا کہ امیر المومنینؑ نے طلحہؓ اور زبیرؓ جیسے بڑے صحابیوں کو قتل کیا اور اُم المومنین عائشہؓ کو دربدر پھرایا۔ یہ بھی لکھا کہ امیر المومنینؑ کا مدینہ کی جگہ کوفہ کو اپنا مرکز بنانا اس نبوی ارشاد کے مطابق ہے۔ کہ مدینہ اپنے زنگ کو نکال پھینکتا ہے۔ طور یہ کہ امیر المومنینؑ نے جوار نبوی اور مدینۃ الرسول پر کوفہ کے شہروں کو ترجیح دی۔ یہ بہتان بھی تراشا کہ امیر المومنینؑ، ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بھی مخالفت میں لگے رہتے تھے، آخر میں دھمکی دی کہ قاتلانِ عثمانؓ کو میرے حوالے کردو، ورنہ برباد کن جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنی یہ دھمکی اس آیت پر ختم کی۔ "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝"

ؒ خدا نے اس آبادی کی مثال دی ہے، جو امن و اطمینان سے تھی۔ اس کا رزق بے کھٹکے ہر جگہ سے چلا آتا تھا مگر اس نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے بداعمالیوں کی سزا یہ دی کہ اُسے فقر و خوف میں مبتلا کر دیا۔

الى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّا كُنَّا نَحْنُ
وَأَنْتُمْ عَلَى مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْأُلْفَةِ
وَالْجَمَاعَةِ فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
أَمْسِ أَنَّا آمَنَّا وَكَفَرْتُمْ وَالْيَوْمَ أَنَّا
اسْتَقَمْنَا وَفُتِنْتُمْ وَمَا أَسْلَمَ مُسْلِمُكُمْ
إِلَّا كَرْهاً وَبَعْدَ أَنْ كَانَ أَنْفُ
الْإِسْلَامِ كُلُّهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِزْباً

وَذَكَرْتَ أَنِّي قَتَلْتُ طَلْحَةَ
وَالزُّبَيْرَ، وَشَرَّدْتُ بِعَائِشَةَ وَنَزَلْتُ
الْمِصْرَيْنِ وَذَلِكَ أَمْرٌ غِبْتَ عَنْهُ
فَلَا عَلَيْكَ وَالْعُذْرُ فِيهِ إِلَيْكَ

وَذَكَرْتَ أَنَّكَ زَائِرِي فِي
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَقَدِ
انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ يَوْمَ أُسِرَ
أَخُوكَ ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ عَجَلٌ
فَاسْتَرْفِهْ فَإِنِّي إِنْ أَزُرْكَ فَذَلِكَ
جَدِيرٌ أَنْ يَكُونَ اللهُ إِنَّمَا
بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِلنِّقْمَةِ وَإِنْ تَزُرْنِي
فَكَمَا قَالَ أَخُو بَنِي أَسَدٍ
مُسْتَقْبِلِينَ رِيَاحَ الصَّيْفِ
تَضْرِبُهُمْ بِحَاصِبٍ بَيْنَ أَغْوَارِ

جواب میں امیر المومنین علیہ السلام نے
تحریر فرمایا :-

ہم تم واقعی ویسے ہی تھے جیسا تم نے لکھا
ہے ہم میں ایکا تھا - ہم ایک ہی برادری تھے
لیکن گذشتہ کل ہمیں اور تمہیں الگ کر چکا ہے
ہم ایمان لائے تھے مگر تم نے کفر اختیار کیا تھا -
آج بھی ہم حق پر استوار ہیں اور تم فتنے کی راہ پر
دوڑے چلے جا رہے ہو - تمہارے خاندان میں
جو لوگ اسلام لائے تھے ڈر ہی سے اسلام
لائے تھے اور اس وقت لائے تھے جب پورا
عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں
آ چکا تھا ؛

تم نے لکھا ہے کہ میں نے طلحہؓ اور زبیرؓ
کو قتل کیا - عائشہ سے بدسلوکی اور کوفہ و بصرہ
پر ٹوٹ پڑا - مگر یہ باتیں وہ ہیں جو تم نے دیکھی
نہیں - یہ باتیں تمہارے خلاف بھی نہیں ہیں
اس لئے تمہارے سامنے عذر پیش کرنے کی
ضرورت نہیں ؛

اور تم نے لکھا ہے کہ مہاجرین و انصار
کے لشکروں کے ساتھ تم مجھ سے ملاقات کرنے
والے ہو - مگر تمہیں یاد نہیں رہا کہ جس دن تمہارا
بھائی قید ہوا تھا اسی دن ہجرت بھی ختم ہو
گئی تھی اور اگر تمہیں میرے مقابلے میں آنے

وَجُلْمُودٍ وَعِنْدِي السَّيْفُ الَّذِي
أَعْضَضْتُهُ بِجَدِّكَ وَخَالِكَ وَ
أَخِيكَ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ وَإِنَّكَ
وَاللهِ — مَا عَلِمْتُ الْأَغْلَفُ
الْقَلْبِ الْمُقَارِبُ الْعَقْلِ وَالْأَوْلَى
أَنْ يُقَالَ لَكَ: إِنَّكَ رَقِيتَ سُلَّمًا
أَطْلَعَكَ مَطْلَعَ سُوءٍ عَلَيْكَ لَا لَكَ
لِأَنَّكَ نَشَدْتَ غَيْرَ ضَالَّتِكَ
وَرَعَيْتَ غَيْرَ سَائِمَتِكَ وَطَلَبْتَ
أَمْرًا لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ وَلَا فِي مَعْدِنِهِ
فَمَا أَبْعَدَ قَوْلَكَ مِنْ فِعْلِكَ وَ
قَرِيبٌ مَا أَشْبَهْتَ مِنْ أَعْمَامٍ
وَأَخْوَالٍ حَمَلَتْهُمُ الشَّقَاوَةُ وَتَمَنِّي
الْبَاطِلِ عَلَى الْجُحُودِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصُرِعُوا
مَصَارِعَهُمْ حَيْثُ (عَلِمْتَ) لَمْ
يَدْفَعُوا عَظِيمًا وَلَمْ يَمْنَعُوا حَرِيمًا
بِوَقْعِ سُيُوفٍ مَا خَلَا مِنْهَا الْوَغَى
وَلَمْ تُمَاشِهَا الْهُوَيْنَا

وَقَدْ أَكْثَرْتَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ
فَادْخُلْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ
ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ أَحْمِلْكَ
وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللهِ تَعَالَى

کی جلدی ہے تو ذرا آرام کی سانس لے لو،
میں خود ہی تمہاری طرف آ رہا ہوں اور یہ
ٹھیک بھی ہے۔ تمہاری ملاقات کو میرے
آنے کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا نے مجھے تم سے
انتقام لینے کو بھیجا ہے۔ لیکن اگر تم ہی میری
ملاقات کو چلے آئے تو یہ ملاقات ویسی ہوگی
جیسا کہ بنی اسد کے شاعر نے کہا ہے ؎
مستقبلین ریاح الصیف تضربھم
بحاصب بین اغوار وجلمود
(گرمی کی ہواؤں کا سامنا کرتے ہوئے، جو غبار
اور چٹانوں کے درمیان ان کا پیچھا کر رہی ہیں)۔
اور شاید تم بھولے نہ ہوگے کہ میرے
ہاتھ میں آج بھی وہی تلوار ہے جس سے تمہارے
نانا، ماموں، بھائی کو ایک ہی جگہ کاٹ کے
ڈھیر کر دیا تھا۔ اور بخدا میرے علم میں تم ایسے
آدمی ہو جس کے دل پر غلاف چڑھ چکا ہے
جس کی عقل ماری گئی ہے۔ تم ایسی سیڑھی پر
چڑھ گئے ہو جس نے تمہیں بڑا ہی بُرا دکھایا
ہے، اچھا نہیں دکھایا اور یہ اس لئے کہ تم
ایسی چیز کی جستجو میں ہو جو تمہاری نہیں،
تم غیر کا ریوڑ چرانے میں لگ گئے اور
ایسے معاملے کی طلب میں نکل پڑے جس کے
تم نہ اہل ہو نہ مستحق۔ تمہارا قول تمہارے

وَأَمَّا تِلْكَ الَّتِي تُرِيدُ فَإِنَّهَا
خُدْعَةُ الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ

فعل سے کتنا مختلف ہے اور تم اپنے چچاؤں
اور ماموؤں سے کس قدر مشابہ ہوا بدبختی اور
تمنائے باطل نے انہیں بھی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے انکار پر ابھارا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس
جگہ کھیت رہے جس کا تمہیں علم ہے۔ نہ کوئی
کارنامہ دکھا سکے نہ تلواروں کی کاٹ سے
اپنی عزت بچا سکے۔ یاد رکھو سان تلواروں سے
جنگ کے میدان کبھی خالی نہیں رہے اور ان
تلواروں کی کاٹ میں کبھی سستی نہیں آئی ؛
قاتلانِ عثمان کے بارے میں تم اتنی بک
بک کیوں کر رہے ہو؟ جس معاملے میں سب
داخل ہو چکے ہیں تم بھی داخل ہو جاؤ۔ اس کے
بعد ان لوگوں کا مقدمہ میرے سامنے پیش کرنا
جنہیں قاتلانِ عثمانؓ کہتے ہو۔ میں تم میں اُن
میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دوں گا لیکن
وہ جو تم چاہ رہے ہو وہ بچے کو دودھ چھڑانے
کا دھوکہ ہے ؛

معاویہ کے نام ایک اور مکتوب

الیٰ معاویۃ

أَمَّا بَعْدُ؛ فَقَدْ آنَ لَكَ أَنْ تَنْتَفِعَ
بِاللَّمْحِ الْبَاصِرِ مِنْ عِيَا الْأُمُورِ فَقَدْ
سَلَكْتَ مَدَارِجَ أَسْلَافِكَ بِادِّعَا
ئِكَ الْأَبَاطِيلَ وَاقْتِحَامِكَ غُرُورَ
الْمَيْنِ وَالْأَكَاذِيبِ وَبِانْتِحَالِكَ مَا
قَدْ عَلَا عَنْكَ وَابْتِزَازِكَ لِمَا اخْتُزِنَ
دُونَكَ فِرَارًا مِنَ الْحَقِّ وَجُحُودًا لِمَا هُوَ
أَلْزَمُ لَكَ مِنَ لَحْمِكَ وَدَمِكَ مِمَّا
قَدْ وَعَاهُ سَمْعُكَ وَمُلِئَ بِهِ صَدْرُكَ
فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ الْمُبِينُ
وَبَعْدَ الْبَيَانِ إِلَّا اللَّبْسُ فَاحْذَرِ الشُّبْهَةَ
وَاشْتِمَالَهَا عَلَى لُبْسَتِهَا فَإِنَّ الْفِتْنَةَ
طَالَمَا أَغْدَفَتْ جَلَابِيبَهَا وَأَعْشَتِ
الْأَبْصَارَ ظُلْمَتُهَا
وَقَدْ أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ ذُو

امّا بعد، وقت آگیا ہے کہ روشن حق
کو دیکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ - تم اپنے
بزرگوں کی راہ پر چل پڑے ہو۔ باطل دعوے
کر رہے ہو، انسانوں کو کذب و زور کی
دلدلوں میں پھنسا رہے ہو - اس مقام کا
ادعا کر رہے ہو، جو تم سے بہت بلند ہے
اس چیز کو ہتیا لینا چاہتے ہو، جس سے
روک دیئے گئے ہو - یہ سب اس لئے
ہے کہ تم حق سے بھاگ چکے ہو اور اس بات
سے منکر ہو گئے ہو جو تمہارے لئے تمہارے
گوشت اور خون سے بھی زیادہ ضروری ہے
حالانکہ اسے اچھی طرح سن چکے ہو اور اس
کے علم سے تمہارا سینہ بھی بھر چکا ہے
تو اب بتاؤ حق کے بعد کیا رہ جاتا ہے؟
محض ضلالت، کھلی ضلالت! اور بیان کے
بعد کیا رہتا ہے؟ اوہام سراسر اوہام!

أَفانِينَ مِنَ الْقَوْلِ ضَعُفَتْ
قُوَاهَا عَنِ السِّلْمِ وَأَسَاطِيرَ
لَمْ يَحُكْهَا مِنْكَ عِلْمٌ وَلَا حِلْمٌ
أَصْبَحْتَ مِنْهَا كَالْخَائِضِ
فِي الدَّهَاسِ وَالْخَابِطِ فِي الدِّيمَاسِ
وَتَرَقَّيْتَ إِلَى مَرْقَبَةٍ بَعِيدَةِ
الْمَرَامِ نَازِحَةِ الْأَعْلَامِ تَقْصُرُ
دُونَهَا الْأَنُوقُ وَيُحَاذَى بِهَا
الْعَيُّوقُ

وَحَاشَ لِلّٰهِ أَنْ تَلِيَ لِلْمُسْلِمِينَ
بَعْدِي صَدَرًا أَوْ وِرْدًا أَوْ أُجْرِيَ
لَكَ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ عَقْدًا أَوْ
عَهْدًا!! فَمِنَ الْآنَ فَتَدَارَكْ
نَفْسَكَ وَانْظُرْ لَهَا فَإِنَّكَ
فَرَّطْتَ حَتَّى يَنْهَدَ إِلَيْكَ عِبَادُ
اللّٰهِ أُرْتِجَتْ عَلَيْكَ الْأُمُورُ وَمُنِعْتَ
أَمْرًا هُوَ مِنْكَ الْيَوْمَ مَقْبُولٌ
وَالسَّلَامُ

اگر تمہیں بچنا ہے تو شبہات سے بچو، شبہات کے جال سے بچو۔ فتنہ مدت سے اپنے پردے چھوڑے ہوئے ہے اور اس کے اندھیرے ایک زمانے سے آنکھوں کو چندھیا رہے ہیں۔

تمہارا خط ملا۔ یہ خط بھی عجیب ملغوبہ ہے امن و سلام تم سے دور ہو۔ تمہارے پاس جو کچھ ہے محض اساطیر ہیں اور ڈھکوسلے ان کا تانا بانا نہ تمہارے علم کا کام ہے نہ تمہاری عقل کا عمل، یہ خط لکھ کر تم ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی شخص سنگلاخ زمین پر چل رہا ہو یا اندھیاریوں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہو تم ایسی بلندی کی طرف اٹھ گئے ہو، جہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے نشانِ راہ بہت دور ہیں۔ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا اور وہ ثریا کا ہمدوش ہے۔

خدا نہ کرے، میرے بعد تم مسلمانوں کی کسی چھوٹی بڑی چیز کے افسر بنو، یا خود میں تمہیں کسی کا سردار کہیں کا عہدہ دار بناؤں ابھی سے اپنے بچاؤ کی کوشش کرو ورنہ جب اللہ کے بندے ٹوٹ پڑیں گے تو کچھ نہ بن پڑے گا۔ بے بس ہو جاؤ گے

اور آج جو تم سے قبول کیا جا سکتا ہے
اُس وقت قبول نہ کیا جائے گا۔
والسلام[1]

---

[1] اس خط کا جواب معاویہ نے گستاخی سے دیا۔ یہ بھی لکھ مارا کہ خوف کی وجہ سے امیر المومنین میدان میں نہیں آتے۔ ساتھ ہی اپنی طاقت بہت بڑھا چڑھا کر بتائی۔ حضرت نے جواب لکھا۔

تمہارے پاس سے کیسے کیسے عجائبات میرے پاس چلے آ رہے ہیں اور تمہارے ہونے والے حشر کے بارے میں میرا علم کتنا بہت ہے۔ تم سے ملنے میں صرف اس لئے دیر کر رہا ہوں کہ جنگ کی ہولناکیاں دیکھ کر تم اسی طرح بلبلا اٹھو گے جس طرح اونٹ بھاری بوجھ سے بلبلا اٹھتا ہے۔ پھر تم اور تمہارے ساتھی مجھے اسی کتاب کی طرف بلانا شروع کر دو گے جس کی تعظیم تم اپنی زبانوں سے کرتے ہو، مگر دلوں سے تم اسے جھٹلا چکے ہو۔ والسلام ؛

ضمیمہ (۱)

امیر المؤمنین کے کچھ رقعات اور مکاتیب نہج البلاغہ کے علاوہ
الامامۃ والسیاسۃ، بلاغات النساء اور ابن ابی الحدید کے نسخہ سے ماخوذ
ہیں ذیل میں ان کا صرف ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ متن کا التزام میں
نے صرف نہج البلاغۃ کے لئے کیا ہے۔ اسی لئے اسے جلد دوم قرار دیا ہے
نہج البلاغۃ کے علاوہ جو تحریریں ہیں انہیں ضمیمہ میں جگہ دی ہے۔

——— رئیس احمد جعفری

عثمان بن حنیف گورنر بصرہ کے نام

امیر المؤمنین کو خبر پہنچی۔ کہ طلحہ و زبیر کی فوجیں بصرہ کے قریب پہنچ گئی ہیں تو اپنے گورنر عثمان بن حنیف انصاری کو لکھا۔

اللہ کے بندے علی امیر المؤمنین کی طرف سے عثمان بن حنیف کے نام

اَمّا بعد! باغیوں نے خدا سے عہد کیا تھا، اور پھر اُسے توڑ ڈالا۔ اور اب وہ تمہارے شہر کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ شیطان نے انہیں ایسی چیز کی طلب پر چلا دیا ہے، جو خدا کو ان کے لئے پسند نہیں۔ یہ لوگ خدا کے بطش و غضب کو بھی بھول چکے ہیں۔ لہٰذا جب پہنچیں تو اطاعت اور اس عہد و پیماں کے وفا کرنے کی طرف بلانا۔ جس پر ہم سے رخصت ہوئے تھے۔ مان جائیں۔ تو جب تک ٹھہریں ان سے اچھا سلوک کرتے رہنا لیکن اگر عہد شکنی اور پھوٹ ہی پر اڑے تو جنگ کرنا یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے۔

میں یہ خط ربذہ سے لکھ رہا ہوں۔ اور تیزی سے تمہاری طرف چلا آرہا ہوں۔

عبداللہ بن ابی رافع نے ۳۶ھ میں لکھا۔

(ابن ابی الحدید)

اہلِ مصر کے نام

خلیفہ ہونے پر امیرالمومنین علیہ السلام نے مصر کا گورنر قیس بن سعد بن عبادہ کو بنایا اور انہی کے ہاتھ یہ تحریر اہل مصر کے نام بھیجی ؛

اللہ کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے ان سب مسلمانوں کے نام جن تک میرا یہ خط پہنچے۔ سلامٌ علیکم۔ میں تمہارے روبرو اللہ وحدہ کی حمد وستائش کرتا ہوں ؛

اَمّا بعد خدا نے اپنے حسن صنعت وتقدیر وتدبیر سے اسلام کو اپنے لئے اور اپنے ملائکہ وانبیا کے لئے دین ٹھہرا کے پسند کر لیا۔ اور اسی دین کے ساتھ اپنے پیغمبر بھیجے۔ اس اُمت کو خصوصیت کے ساتھ یہ فضیلت بخشی۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں اُٹھایا۔ حضرت رسول نے مسلمانوں کو کتاب وحکمت فرائض وسنت کی تعلیم دی اور ادب سکھایا کہ ہدایت پر رہیں۔ انہیں جمع کیا تاکہ پھوٹ سے بچیں اور تزکیہ کیا تاکہ پاک رہیں، پھر جب رسول کا کام پورا ہو گیا اللہ کا سلام ورحمت ورضوان ہو ان پر۔ تو مسلمانوں نے ان کے بعد ایک ایک کرکے دو خلیفہ بنائے۔ ان خلفاء نے نیک راہ اختیار کی۔ کتاب وسنت پر عمل کیا، اور سنت نبوی سے تجاوز نہ کیا۔ پھر جب وہ بھی فوت ہو گئے۔ تو ایک ایسا خلیفہ ہوا جس نے نئی باتیں کیں امت کو اعتراض ہوا اور لوگوں نے خلیفہ کو بدل دیا۔ پھر یہ لوگ میرے پاس آئے اور بیعت کر لی۔ میں خدا سے برابر ہدایت کی طلب رکھتا اور تقویٰ کے لئے اس کی توفیق کا خواستگار رہتا ہوں۔ ہم پر تمہارا یہ حق ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول

اللہ پر ہم عمل کریں۔ خدا کا حق پورا پورا ادا کر دیں اور پیٹھ پیچھے بھی تمہاری خیر خواہی کرتے رہیں۔ حَسْبُنَا اللہ ونعم الوکیل ؕ

میں نے قیس بن سعد انصاری کو تمہارا امیر بنا کے بھیجا ہے۔ حق میں قیس کی ہر طرح مدد و اعانت کرو۔ میں نے قیس کو حکم دیا ہے کہ تمہارے اچھوں سے اچھا سلوک کرے، مشتبہ لوگوں سے سختی برتے اور عوام و خواص سے نرم سلوک کرے۔ قیس ان لوگوں میں سے ہے جن کا چلن مجھے پسند ہے۔ اُس کے ہاتھوں بھلائی کی امید ہے ہماری دعا ہے۔ کہ خدا ہمیں اور تمہیں پاک عمل کی توفیق، ثواب جزیل اور وسیع رحمت بخشے ۔ والسلامُ علیکم و رحمۃُ اللہ و برکاتہ ؕ

عبداللہ بن ابی رافع نے لکھا۔ صفر ۳۶ھ

(ابن ابی الحدید)

خارجیوں کے بارے میں فرمان

بنی ناجیہ قبیلے کا ایک شخص خرّیت بن راشد، خارجی ہو گیا۔ ایک گروہ نے اس کا ساتھ بھی دیا اور یہ لوگ فتنہ پھیلانے کے لئے بھاگ نکلے۔ اس پر امیر المؤمنین نے عمّالِ حکومت کے نام یہ فرمان بھیجا:

اللہ کے بندے علی امیر المؤمنین کی طرف سے تمام عاملوں کے نام،

اَمّا بعد، کچھ لوگ جن پر ہماری طرف سے ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ بھاگ نکلے ہیں۔ شاید بصرہ کی طرف گئے ہیں۔ انہیں ڈھونڈو اِدھر اُدھر پوچھ گچھ کرو۔ ہر طرف جاسوس دوڑادو اور ان کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو مجھے خبر دو۔

والسلام ؛

(ابن ابی الحدید)

قرظہ بن کعب کے نام!

ان خارجیوں نے کوفے کے اطراف میں دو راہگیروں کو پکڑا ایک مسلمان تھا دوسرا یہودی۔ مسلمان کو مار ڈالا کیونکہ وہ امیر المومنین کو اچھا سمجھتا تھا۔ مگر یہودی کو صاف چھوڑ دیا۔ نظامی افسر قرظہ بن کعب نے واقعے کی اطلاع دی تو امیر المومنین نے تحریر فرمایا

تمہارے خط سے باغی ٹولی کا حال معلوم ہوا۔ اس نے نیک مسلمان کو قتل کر ڈالا مگر مخالف مشرک کی جان کو امان دی۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

"استہوا ہم الشیطان فضلوا الذین حسبوا الا تکون
فتنۃ فعموا وصموا فاصم بصمہ البصر"

تم اپنی جگہ جمے رہو اور اپنی فرماں برداری و خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرو۔

والسلام ۔

(ابن ابی الحدید)

زیادبن حفصہ کے نام

اسی خارجی جماعت کے بارے میں ایک دوسرے افسر زیاد بن حفصہ کو لکھا:۔

جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا۔ کہ دیر بن ابی موسے ٹھہر کر میرے حکم کا انتظار کرنا تو معلوم نہ تھا۔ کہ یہ لوگ کدھر گئے ہیں۔ اب پتہ چل گیا ہے۔ کہ سوآد کے ایک قریے کا انہوں نے رُخ کیا ہے۔ تم پیچھا کرو۔ ہر طرف کھوج لگاؤ۔ سوآد کے ایک مسلمان کو یہ لوگ قتل بھی کر چکے ہیں۔ جب تمہیں ملیں میرے پاس بھیج دینا۔ آنے سے انکار کریں تو لڑنا اور ان کے مقابلے میں خدا سے مدد کے طالب ہونا کیونکہ حق کو چھوڑ چکے ہیں۔ خونِ ناحق بہا چکے ہیں۔ سڑکوں کا امن توڑ چکے ہیں۔ والسلام ۞

(ابن ابی الحدید)

زیاد بن حفصہ کے خط کا جواب

زیاد بن حفصہ نے ان خارجیوں کو مدائن میں جا لیا۔ لڑائی ہوئی مگر رات کے اندھیرے میں یہ پھر نکل گئے۔ زیاد نے واقعے کی اطلاع دی تو امیرالمومنین نے جواب دیا :

خط پہنچا۔ ناجی اور اس کے ساتھیوں کا معلوم ہوا۔ ان کے دلوں پر خدا کی طرف سے مہر لگ چکی ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار دیئے ہیں اسی لئے بھٹک کر اندھے ہو گئے ہیں مگر سمجھ رہے ہیں کہ بہت اچھا کر رہے ہیں ۔

شاباش ہے تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو۔ تمہاری سعی خدا کے لئے ہے اور خدا ہی کے ذمے تمہارا اجر ہے۔ یاد رکھو، مومن کے لئے خدا کا معمولی ثواب بھی ساری دنیا سے بڑھ کر ہے، اس دنیا سے جس پر جاہل ٹوٹے پڑتے ہیں۔

"فما عندکم ینفد وما عند اللہ باق ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون" اور تمہارے دشمن تو ان بدبختوں کی یہی برائی کیا کم ہے۔ کہ ہدایت سے نکل کر سر کے بل گمراہی میں جا گرتے ہیں۔ حق سے روگردانی کر کے ضلالت میں ڈوب گئے ہیں۔ انھیں ان کی گمراہی میں پڑا رہنے دو۔ سرکشی ہی میں بھٹکنے دو۔ جلد انہیں اس حال میں دیکھو گے کہ کچھ قیدی ہوں گے۔ اور کچھ مقتول۔ اب اپنے ساتھیوں کو لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ تم اپنی اطاعت میں پورے اتر چکے ہو۔ والسلام ۔

(ابن ابی الحدید)

معقل بن قیس کے نام

امیرالمومنینؑ نے اس خارجی گروہ کی سرکوبی کے لیے جو اب اور زیادہ طاقتور ہو چکا تھا ایک فوج معقل بن قیس کی کمان میں بھیجی۔ فوج نے باغیوں کو شکست دے دی مگر سرغنہ خریّت ناجی پھر بچ نکلا۔ معقل نے خبر دی، تو امیرالمومنین نے لکھا:۔

خدا کی حمد ہے اس تائید پر جس سے اُس نے اپنے دوستوں کو سرفراز کیا اور اپنے دشمنوں کو خوار کر ڈالا۔ خدا تمہیں اور تمہارے ساتھی مسلمانوں کو اجزائے خیر دے۔ تم آزمائش میں سچے نکلے اور تم نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ مگر اس بھگوڑے ناجی کی تلاش ضروری ہے۔ جوں ہی سراغ ملے جا کر قتل کر ڈالنا یا ملک بدر کر دینا۔ کیونکہ یہ شخص مسلمانوں کا دشمن رہا ہے۔ اور فاسقوں کا دوست۔ والسلام ؎

(ابن ابی الحدید)

باغیوں کے نام فرمان

مصقلہ کے پاس امیرالمومنینؑ نے ایک اور تحریر بھی بھیجی
جو اس لئے تھی کہ جب باغی ملیں تو انہیں سنا دی جاتے۔
وہ تحریر حسب ذیل ہے:

اللہ کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے اُن سب مسلمانوں، مومنوں،
خارجیوں، عیسائیوں، مرتدوں کے نام، جن کے سامنے یہ تحریر پڑھی جائے۔
سلامتی ہو اُن پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور اللہ، رسولؐ، کتاب،
اور آخرت کی زندگی پر ایمان لاتے۔ جنہوں نے اللہ سے اپنا عہد پورا کیا۔ اور
خائنوں سے دور رہے۔

اَمّا بعد، میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا اور
اعلان کرتا ہوں۔ کہ تمہارے بارے میں حق پر چلوں گا۔ اور خدا نے جو حکم اپنی کتاب
محکم میں دیا ہے اس پر عمل کروں گا پس تم میں سے جو کوئی اپنے پڑاؤ پر لوٹ
جاتے گا، اپنا ہاتھ روک لے گا اور اس خارجی سے الگ ہو جاتے گا جس نے
اللہ سے رسولؐ سے مومنوں سے لڑائی مول لے رکھی ہے اور زمین میں فساد
پھیلا دیا ہے اس کے لئے امان ہے لیکن جو کوئی اس خارجی کا ساتھ دے گا۔
اس کے مقابلے میں ہم اللہ سے مدد کے طالب ہوں گے اور اللہ مدد کے لئے
بہت کافی ہے۔ والسلام۔

(ابن ابی الحدید)

معقل بن قیس کے نام

ایک اور خط

معقل نے خارجی ٹولی کا آخرکار خاتمہ کر ڈالا مگر جو رقم ہاتھ لگی تھی اُسے دبا بیٹھا۔ اس پر امیرالمومنین نے لکھا:

امت کے ساتھ سب سے بڑی خیانت اور حکومت کے ساتھ سب سے بڑی غداری، امام کے ساتھ غداری ہے۔ تمہارے ذمے مسلمانوں کے پانچ لاکھ درہم واجب الادا ہیں۔ میرے قاصد کے پہنچتے ہی یہ سب رقم روانہ کر دو۔ میں نے قاصد کو ہدایت کر دی ہے کہ تمہیں چین نہ لینے دے جب تک تم سب مال بھیج نہ دو۔ والسلام ۔

(ابن ابی الحدید)

شام پر چڑھائی کرتے وقت عہدیداران حکومت کے نام

تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے رُوبرو اللہ وحدہ کی حمد و ستائش کرتا ہوں۔

اَمّا بعد، جو لوگ بیزار ہو کر حق سے دور ہو گئے ہیں اور پسند کی راہ سے ضلالت میں جولانیاں کر رہے ہیں اُن سے جہاد کرنا عارفوں پر فرض ہے خدا اُسی سے خوش ہوتا ہے جو اُسے اپنے عمل سے خوش کرتا ہے اور خدا کی ناخوشی اس کے حصے میں آتی ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ ہم ان لوگوں پر چڑھائی کر رہے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کا مال ہتھیا لیا ہے، حدودِ الٰہی معطل کر ڈالے ہیں، حق کو مار دیا ہے، زمین میں فساد برپا کیا ہے اور مومنوں کو چھوڑ کر فاسقوں کو دوست بنا چکے ہیں۔ اگر خدا کا کوئی دوست اُن کی برائیوں پر ٹوکتا ہے تو اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اُسے دُور ہٹا دیتے ہیں۔ اُسے محروم رکھتے ہیں لیکن جب ظالم، ظلم میں ان کی مدد کرتا ہے تو اُسے پسند کرتے ہیں۔ اُسے قریب کر لیتے ہیں، اس پر مہربانی کرتے ہیں، غرضکہ یہ لوگ ظلم پر کمر بستہ ہیں جھوٹ میں متحد ہیں۔ ان کا قدیم سے یہی دستور ہے۔ کہ حق سے روکتے رہے ہیں گناہوں میں تعاون کرتے رہے ہیں اور ظلم پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں۔

لہٰذا جب میرا خط تمہیں ملے، تو کسی معتمد آدمی کو اپنا قائم مقام بنا دو اور خود ہمارے پاس چلے آؤ، تاکہ اس گنہگار شخص سے تمہیں بھی مقابلہ کرنے کا موقعہ ملے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کر سکو، حق والوں کا ہاتھ دے سکو اور باطل والوں سے علیحدگی حاصل کر سکو، یہ اس لئے۔ کہ نہ ہمیں نہ تمہیں نہ کسی کو ثواب جہاد سے بے نیازی نہیں ہو سکتی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ والسلام۔

(ابن ابی الحدید)

عبداللہ بن عباس کے نام

عبداللہ بن عباس، بصرے کے گورنر تھے۔ انھوں نے اپنی طرف والوں کے اختلافات کی خبر دی، تو تحریر فرمایا :

تمہارے قاصد نے خط پہنچایا۔ میری روانگی کے بعد بصرہ والوں کی حالت اور اختلاف کا تم نے ذکر کیا ہے۔ میں تمہیں ان لوگوں کی اصلیت بتائے دیتا ہوں۔ یہ دو قسم کے لوگ ہیں۔ کچھ نفع کے لالچ میں بیٹھے ہیں اور کچھ سزا کے ڈر سے لرز رہے ہیں۔ تم عدل و انصاف سے کام لو۔ ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں کھول دو۔ جو میرا حکم ہو وہی کرو۔ اس سے ہرگز تجاوز نہ کرنا۔ قبائل ربیعہ سے خصوصیت کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ دوسرے سب لوگوں سے بھی بہر ممکن بھلائی کرتے رہو۔ والسلام ؕ

(ابن ابی الحدید)

عبداللہ بن عباسؓ

گورنر بصرہ کے نام!

شام پر فوج کشی کے زمانے میں عبداللہ عباس کو لکھا بصرہ کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کریں:-

---

اپنی طرف کے مومنوں مسلموں کو میری طرف روانہ کرو- میں نے اُن سے جو بھلائیاں کی ہیں اور جنگ میں جس طرح ان سے درگذر کی ہے یہ سب انہیں یاد دلاؤ اور اچھی طرح ذہن نشین کردو- کہ جہاد میں ان کے لئے کیا اجر ہے- والسلام

(ابن ابی الحدید)

سپہ سالاروں کے نام فرمان

شام پر فوج کشی کے لئے جب فوجیں ترتیب پا چکیں تو سپہ سالاروں کے نام یہ تحریر لکھی :

فوجیوں کی زیادتیوں میں بری الذمہ ہونے کا میں تمہارے سامنے اعلان کئے دیتا ہوں۔ فوجیوں کو ظلم و تعدی سے روکو اور شریروں کو سزائیں دو۔ خبردار کوئی ایسی بات ہم سے سرزد نہ ہونے پاتے جو خدا کو بری لگے اور ہماری تمہاری دعاؤں پر دراجابت بند ہو جائے۔ کیونکہ اللہ عزوجل شانہ فرما چکا ہے "ما یعبا بکم لولا دعاؤکم" [1] اور یاد رکھو، خدا جس قوم کو آسمان پر ناپسند کرتا ہے وہ زمین پر برباد ہو جاتی ہے لہذا اپنے لئے بھلا چاہو۔ اپنے سپاہیوں کو اچھی سیرت پر رکھو رعایا کی مدد کرتے رہو۔ دین الٰہی کو قوت پہنچاؤ اور خدا کی راہ میں جیسا کہ اس کا مطالبہ ہے پوری طرح کام آؤ۔ کیونکہ خدا کے ہم پر اور تم پر بے شمار احسان ہیں۔ جن کا شکر بجا لانا واجب ہے اور یہ۔ کہ ہم سب اپنی پوری قوت سے اس کی نصرت میں لگ جائیں، اگرچہ سب قوت خدا ہی کی طرف سے ہے۔ والسلام ؏

(ابن ابی الحدید)

---

[1] تمہاری دعائیں نہ ہوں، تو خدا کو تمہاری پرواہ نہیں ؏

فوجی سپاہیوں کے نام فرمان

سپہ سالاروں ہی کو نہیں، فوجی سپاہیوں کے نام بھی یہ تحریر جاری کی:

امّا بعد، خدا نے حق میں تمہیں برابر کر دیا ہے۔ تمہارے گوروں کو بھی اور کالوں کو بھی[1] اور خلیفہ سے تمہارا رشتہ ویسا رکھا ہے جیسا اولاد کا باپ سے ہوتا ہے۔ خلیفہ پر تمہارا یہ حق ہے کہ تم سے انصاف برتے۔ برابری کا سلوک کرے اور تمہارے مال غنیمت سے اپنا ہاتھ روکے رہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو تم پر لازم ہے کہ اس کی مدد کرو۔ اپنی نصرت اس کے لئے ترجیح کرو۔ اور اللہ کی حکومت کا بچاؤ کرو۔ تم زمین پر خدا کے شحنے ہو لہذا اس کے مددگار اور اس کے دین کے انصار بنو اور اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ یاد رکھو خدا مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔ والسلام ؁

(ابن ابی الحدید)

---

[1] یعنی ہر قسم کے لوگ۔ یہاں رنگ مقصود نہیں ہے۔ عربی زبان میں لوگوں کا تذکرہ جب "احمر" اور "اسود" (سرخ اور سیاہ) کے ساتھ کیا جاتا ہے تو مطلب ہوتا ہے ہر قسم کے لوگ ؁

مقدمۃ الجیش کے سپہ سالاروں کے نام

امیرالمومنین علیہ السلام نے کوفے سے شام کی طرف اپنا مقدمۃ الجیش روانہ کیا۔ اس کے ایک حصے کا افسر شریح بن ھانی تھا مگر پوری فوج کا سپہ سالار زیاد بن النضر تھا۔ شریح کو غلط فہمی ہوئی۔ سمجھا زیاد کے ماتحت نہیں ہے۔ دونوں میں اختلاف ہوا۔ معاملہ امیرالمومنینؑ کے سامنے آیا۔ اس پر حضرت نے یہ نامہ خط لکھا:ع[1]

اللہ کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے زیاد بن النضر اور شریح بن ھانی کے نام۔

تم پر سلامتی ہو۔ حمد الٰہی کے بعد کہتا ہوں۔ کہ میں نے مقدمۃ الجیش کا سپہ سالار زیاد بن النضر کو بنایا ہے اور شریح بن ھانی اس کے ایک حصے کا افسر ہے۔ جب تم دونوں کسی جگہ اکٹھے ہو جاؤ تو پوری فوج کی کمان زیاد بن النضر کے ہاتھ میں رہے گی۔ اور جب الگ الگ کوچ کر رہے ہو تو شریح اپنے حصہ فوج کا امیر ہوگا ؂

تمہیں جاننا چاہیئے کہ مقدمۃ الجیش کی آنکھ ہوتا ہے اور ہراول دستے مقدمۃ الجیش کے آنکھوں کا کام کرتے ہیں۔ جب تم اپنا علاقہ پار کرکے آگے بڑھنا۔ تو ہراول دستے پھیلانے، ٹیلے، درخت، اور چھپنے کی جگہیں ہموار کرنے سے نہ اکتانا تاکہ دشمن تم پر اچانک ٹوٹ نہ پڑے۔ یا کسی کمین گاہ سے چھاپہ نہ مار دے ؂

---

[1] اس تحریر کا زیادہ حصہ ابن ابی الحدید سے لیا گیا۔

اور دیکھو، صبح سے شام تک پوری فوج کو لگاتار چلاتے رہنا بلکہ اس طرح کوچ کرنا۔ کچھ فوج پیچھے رہے اور کچھ آگے بڑھتی جاتے یہ اس لئے کہ اگر دشمن اچانک آپڑے تو تم آسانی سے صف بند ہو کر مقابلہ کر سکو۔

اور جب تم دشمن کے سامنے اترو یا دشمن تمہارے سامنے اترے تو اپنا پڑاؤ ہمیشہ بلندیوں کی طرف پہاڑی دامنوں میں اور ندی نالوں کے درمیان رکھنا تاکہ یہ موقعہ تمہارے بچاؤ کا کام دے اور تمہاری لڑائی ایک یا دو ہی طرف سے ہو تمہارے پاسبان دستے پہاڑی چوٹیوں، ٹیلوں، ندی نالوں کے اطراف میں ضرور پھیلے رہیں۔ تاکہ دشمن پر نگاہ رہے اور وہ کسی طرف سے تم پر ناگہانی حملہ نہ کر سکے ۔

خبردار پھٹ کر پڑاؤ نہ ڈالنا جب اترو، اور جب کوچ کرو ساتھ کوچ کرو، اور دیکھو جب رات ہو جاتے تو پڑاؤ کو چاروں طرف سے تیروں اور ڈھالوں سے گھیر دینا۔ تمہارے تیرانداز برابر اپنی سپروں کے پیچھے موجود رہیں اور پہرے اُن سے ملیں رہیں۔ جب تک ٹھہرو اسی طرح ٹھہرو تاکہ غفلت سے نقصان نہ اٹھاؤ اور شب خون کا شکار نہ بن جاؤ۔ یاد رکھو جس کا پڑاؤ تیروں اور ڈھالوں سے گھرا ہوتا ہے وہ فوج گویا قلعے میں محفوظ ہوتی ہے۔ اور دیکھو تم دونوں بذات خود پڑاؤ کا پہرہ دیا کرنا۔ خبردار صبح تک سونا نہیں الا یہ کہ یونہی جھپکیاں لے لو۔ تمہارا وطیرہ یہی رہے۔ یہاں تک کہ دشمنوں کے سامنے پہنچ جاؤ۔

اور دیکھو تمہاری خبریں اور قاصد روز میرے پاس پہنچیں۔ میں انشاءاللہ تیزی سے تمہارے پیچھے دھاوا کرتا رہوں گا۔ ہمیشہ سوچ سمجھ سے کام لینا۔ جلد بازی کا شکار نہ بن جانا۔ دشمن پر اپنی حجت قائم کر چکنے کے بعد کسی موقع سے فائدہ اٹھا لینے کی تمہیں اجازت ہے۔ خبردار جب تک میں نہ آجاؤں لڑائی شروع نہ کرنا۔ یہ بات دوسری ہے کہ تم پر حملہ ہو جائے۔ یا لڑائی شروع کرنے کا میں خود حکم بھیج دوں۔ انشاءاللہ ۔

مالک اُشتر کے نام

معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص نے جب مصر پر حملہ کیا، اور وہاں کے گورنر محمد بن ابی بکر کو امیر المومنینؑ نے اس خوفناک دشمن کا مدمقابل نہ سمجھا، تو مالک اشتر کو ذیل کا خط تحریر فرمایا:

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے اقامت دین میں مدد ملتی ہے، گنہگاروں کی نخوت توڑی جاتی ہے اور خطرناک مقامات کی حفاظت ہوتی ہے۔ میں نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ اب اس کے خلاف باغیوں نے خروج کیا ہے۔ محمد کم سن لڑکا ہے۔ جنگ کا تجربہ نہیں رکھتا۔ تم میرے پاس چلے آؤ تاکہ ہم سوچیں کیا کرنا چاہیے۔ کسی معتمد علیہ کو اپنا قائم مقام بنا دو۔ والسلام۔

(ابن ابی الحدید)

محمد بن ابی بکرؓ کے خط کا جواب

مصر کے گورنر محمد ابن ابی بکرؓ نے خبر دی کہ عمرو بن العاص نے مصر پر چڑھائی کر دی ہے اور کمک کے لئے درخواست کی ہے اس پر امیر المومنینؑ نے تحریر فرمایا :-

تمہارا قاصد خط کے ساتھ پہنچا۔ تم نے لکھا ہے۔ کہ عاص کا بیٹا جرار فوج کے ساتھ مصر کی سرحد پر اتر چکا ہے اور اس کے ہم خیال لوگ اس کی طرف نکل گئے ہیں ان کے ہم خیالوں کا چلا جانا تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا ۔

اور تم نے لکھا ہے کہ تمہارے ساتھی کم ہمتی کا شکار ہو رہے ہیں مگر تم ہمت نہ ہارو چاہے وہ ہمت ہار جائیں۔ اپنے شہر کی قلعہ بندی مضبوط کرو۔ اپنے طرف داروں کو جمع کرو۔ اپنے نگہبانوں کو فوج میں پھیلا دو۔ کنانہ بن بشر کو دشمن کے مقابلے پر بھیجو، کنانہ کی خیر خواہی، تجربہ کاری بہادری جانی بوجھی ہے۔ میں تیزی سے کمک بھیج رہا ہوں۔ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہو۔ اپنی بصیرت پر چلو۔ اپنی نیت پر لڑو۔ اللہ کے نام پر جہاد کرو۔ تمہاری فوج کم ہے تو پروا نہیں کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا کم تعداد والوں کی مدد کرتا اور زیادہ تعداد والوں سے اپنی نصرت روک لیتا ہے۔ تمہارے نام دونوں فاجروں کے خط بھی میں نے پڑھ لئے۔ انہوں نے آپس میں گناہ پر محبت کی ہے۔ ضلالت میں ایک دوسرے کے مددگار بن گئے۔ حکومت پر رشوت لے رہے ہیں۔ دینداروں پر متکبر ہیں۔ اگلے گنہگاروں کی راہ پر چل رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی گرج کڑک سے متاثر نہ ہو۔ انہیں جواب نہیں دے چکے ہو تو وہ جواب دو جس کے یہ مستحق ہیں۔ جواب دینے کی تمہیں بڑی گنجائش ہے۔ والسلام ۔

ابن ابی الحدید

جریر بن عبداللہ البجلی کے نام

جریر، حضرت عثمان کی طرف سے ہمدان کے حاکم تھے امیرالمومنینؑ نے جنگِ جمل کے بعد انہیں لکھا :-

اَمّا بعد، "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"[1] "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ"[2] میں تمہیں اہم خبریں سناتا ہوں۔ طلحہؓ اور زبیر کی فوجوں سے لڑائی کی خبریں۔ ان دونوں نے جب میری بیعت توڑ دی اور میرے عامل عثمان بن حنیف سے بدترین سلوک کیا[3] تو میں مدینہ سے مہاجرین و انصار کے ساتھ چلا۔ عذیب سے حسنؑ بن علیؑ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عمارؓ بن یاسر اور قیسؓ بن عبادہؓ کو کوفہ بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو لڑنے پر آمادہ کریں۔ کوفہ والوں نے میری دعوت پر لبیک کہا اور آگئے۔ سب کو لے کر میں چلا اور بصرہ کے سامنے اتر پڑا۔ میں نے ہر ممکن طریقے سے مفسدوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی، مگر وہ لڑنے ہی پر تلے رہے۔ اس پر میں نے خدا سے مدد چاہی۔ جو قتل ہونے والے تھے، قتل ہوگئے۔ باقی لوگ

---

[1] خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

[2] جب خدا کسی قوم کے حق میں اس کی بداعمالی کی وجہ سے برائی چاہتا ہے، تو اُسے روکا نہیں جاسکتا، اور اس قوم کا کوئی معین مددگار نہیں رہتا ؎

[3] انہیں مخالفوں نے دھوکے سے پکڑا، بہت مارا اور داڑھی مونچھ، سر کے بال اور بھنویں سب کچھ نوچ کے بصرہ سے نکال دیا ؎

پیٹھ پھیر کے اپنے شہر کو بھاگ نکلے۔ اس شکست کے بعد انہوں نے مجھ سے وہی بات چاہی جس کی میں انہیں لڑائی سے پہلے ہی دعوت دے رہا تھا۔ میں نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ عافیت کو قبول کیا۔ تلوار روک لی اور ان پر عبداللہ بن عباسؓ کو حاکم بنا کر خود میں کوفے کی طرف چل پڑا۔ زجر بن قیس کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جو چاہو اس سے پوچھو۔ والسلام

(ابن ابی الحدید)

عبیداللہ بن عبّاس اور سعید بن نمران کے نام

عبیداللہ یمن کے گورنر تھے اور سعید فوج کے سپہ سالار۔ ان کے علاقے میں شورش ہوگئی۔ انہوں نے اطلاع دی تو امیرالمومنینؑ نے جواب لکھا ؛۔

خدا کی سلامتی ہو تم دونوں پر۔ میں تمہارے رُوبرو خدا کی ستائش کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ؛

امّا بعد جب تمہارا وہ خط پہنچا جس میں تم نے اس گروہ کے خروج کا ذکر کیا ہے۔ جو حقیر ہے، مگر تم نے اسے بڑھا چڑھا دیا ہے، کم تعداد ہے، مگر تم نے اُسے فوج گراں بنا دیا ہے تو میں سمجھ گیا۔ کہ وہ تمہارے دلوں کی کمزوری، ذہنوں کی پستی، رائے کی پراگندگی اور تدبیر کی ابتری ہے جس نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور انہیں تمہارے مقابلے پر کھڑے ہونے کی ہمت دلائی ہے۔ تم مضبوط ہوتے تو یہ لوگ مخالفت کا حوصلہ ہی نہ کرتے۔ خود تمہاری کمزوری نے بھیڑوں کو بھی تم پر شیر کر دیا ہے۔ خیر! اب سنو جب میرا یہ قاصد پہنچے تو تم باغیوں کے پاس جانا اور جو خط میں ان کے نام بھیج رہا ہوں انہیں سنا دینا۔ پھر ہدایت اور تقوے کی دعوت دینا۔ مان لیں تو ہم خدا کا شکر ادا کریں گے اور انہیں قبول کریں گے لیکن برسر فساد ہی رہیں تو ہم ان کے مقابلے میں خدا سے مدد چاہیں گے اور ان پر ایک لخت ٹوٹ پڑیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ خدا خائنوں کو پسند نہیں کرتا ؛

(ابن ابی الحدید)

یمن کے باغیوں کے نام فرمان

عبداللہ بن عباس، اور سعید بن نمران کے خط میں باغیوں کے نام جس تحریر کا ذکر فرمایا ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

اللہ کے بندے علی امیرالمومنینؑ کی طرف سے اُن فوجیوں اور صنعا (یمن) کے باشندوں کے نام جنہوں نے پھوٹ ڈالی اور غدر کیا ہے۔

امّا بعد، میں تمہارے سامنے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی حمد کرتا ہوں جس کا نہ حکم ٹالا جا سکتا ہے نہ فیصلہ رد ہو سکتا ہے عقوبت مجرموں سے رد کی جا سکتی ہے۔ مجھے خبر ملی ہے۔ کہ اقرارِ اطاعت اور انعقادِ بیعت کے بعد بھی تم نے بے جا جرأت کی ہے۔ پھوٹ کی طرف دوڑ پڑے ہو اور دین سے منہ پھیر چکے ہو تمہاری اس حرکت اور اس کے اسباب پر میں نے پچے دینداروں پرہیزگاروں اور دانشمندوں سے مشورہ کیا اگر تمہاری طرفداری میں کوئی ایک بات بھی میرے سامنے نہ آئی۔ لہٰذا میرے قاصد کے پہنچتے ہی تم منتشر ہو جاؤ۔ اپنے پڑاؤ کو چلے جاؤ۔ یہ کرو گے تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ تمہارے نادانوں سے چشم پوشی کروں گا۔ تمہارے دُور والوں کا بھی لحاظ رکھوں گا اور تمہارے بارے میں احکام الٰہی کی تعمیل کروں گا۔ لیکن اگر تم نے یہ نہ کیا تو ایسی فوج کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ جس میں سواروں کی بڑی کثرت ہے۔ بہت بڑی فوج ہے یہ فوج باغیوں طاغیوں ہی کی سرکوبی کیلئے چلا کرتی ہے اور انہیں اس طرح پیس کے رکھ دیتی ہے جس طرح چکی اناج کو پیس ڈالتی ہے۔ اب جو کوئی ٹھیک راہ چلے گا اپنے ہی بھلے کے لئے چلے اور جو کوئی بدراہ رہے گا تو خود اسی پر وبال پڑے گا۔ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْد ! خدا کا شیوہ، بندوں پر ظلم کرنا نہیں۔

(ابن ابی الحدید)

محمد بن ابی بکرؓ کے نام

یہ ہے وہ عہد جو اللہ کے بندے علی امیر المومنینؑ نے اپنی طرف
سے محمد بن ابی بکر کو دیا، جب اسے مصر کا والی بنایا۔

حکم دیا ہے ظاہر و باطن میں تقوٰئے الٰہی کا اور ہر حال میں خوف خدا کا۔

اور حکم دیا ہے کہ مسلمان سے نرمی برتے، فاجر پر سختی کرے اور ذمیوں سے انصاف کرے

اور حکم دیا ہے کہ مظلوم کو اس کا حق دلائے اور ظالم پر تشدد کرے۔

اور حکم دیا ہے کہ لوگوں کو معاف کیا کرے اور حتی الوسع ان سے اچھا برتاؤ کرے، وَاللہُ یَجْزِی الْمُحْسِنِیْن (خدا اچھائی کرنے والوں کو ثواب بخشتا ہے)۔

اور حکم دیا ہے۔ کہ اپنی طرف کے لوگوں کو اطاعت و جماعت کی دعوت دے کہ اسی میں انکی بھلائی اور اتنا بڑا ثواب ہے جس کا نہ اندازہ ہو سکتا ہے نہ اسکی حقیقت ہی جانی جا سکتی ہے

اور حکم دیا ہے کہ زمین کا خراج اسی طرح جمع کرے جس طرح پہلے سے جمع ہوتا آیا ہے۔ کسی اچھے پرانے دستور کو توڑ کر نیا دستور جاری نہ کرے اور خراج کو باشندوں پر اسی طرح تقسیم کرے جس طرح تقسیم ہوتا رہا ہے۔

اور حکم دیا ہے۔ کہ رعایا سے خاکساری برتے۔ اپنی مجلس میں اور اپنی نظر میں سب کو برابر رکھے۔ حق میں دور و نزدیک اس کے سامنے برابر رہیں۔

اور حکم دیا ہے۔ کہ حق و انصاف سے حکومت کرے۔ خواہش کی پیروی نہ کرے۔ خدا کے معاملے میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرے۔ کیونکہ خدا اسی کے ساتھ ہوتا ہے جو اس سے ڈرتا ہے اور اس کی اطاعت کو ماسوا پر مقدم رکھتا ہے۔

رسول اللہؐ کے مولیٰ عبید اللہ بن ابی رافع نے لکھا، یکم رمضان سنہ ۳۶ھ

(ابن ابی الحدید)

بیعتِ خلافت کے بعد

معاویہ کو پہلا خط

امّا بعد، لوگوں نے میرے مشورے کے بغیر عثمان کو قتل کر ڈالا، اور آپنے آپس کے مشورے سے میری بیعت کر لی۔ یہ خط پاتے ہی لوگوں سے میری بیعت لے لو اور اہلِ شام کے سرداروں کا ایک وفد میرے پاس بھیجو۔

والسلام ؂

(ابن ابی الحدید)

معاویہ کو جواب!

معاویہ نے خط کا جواب بڑی گستاخی سے دیا امیرالمومنین کے ارشادات کو "خرافات" اور "بڑھیوں کی کہانیاں" قرار دیا۔ دھمکیاں بھی دی اس پر امیرالمومنین نے یہ تحریر لکھی۔

تم اور تمہارے ساتھی جو شیطان الرجیم کے ساتھی ہیں حق کو اگلوں کا ڈھکوسلا ہی کہا کرتے ہیں۔ حق کو پس پشت ہی ڈالتے رہے ہیں اور اللہ کے نور کو اپنے ہاتھوں سے اپنی زبانوں سے بجھا ڈالنے کے درپے رہا کئے ہیں لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ تمہارے علی الرغم اللہ کا نور پورا ہو کے رہے گا اے شخص تیری ذلت و خواری کا جو علم مجھے حاصل ہو چکا ہے ضرور نافذ ہو کے رہے گا۔ اور تجھے تیرے کرتوت کی سزا مل ہی کے رہے گی ۔ خیر جب تک تجھ سے ہو سکے اپنی دنیا میں فساد پھیلاتا رہ، حالانکہ تیری یہ دنیا بھی تجھے چھوڑ کے آگے بڑھ جانے والی ہے ٭

اور اے شخص تو جانتا بھی ہے۔ کہ تیرا کیا حشر ہونے والا ہے! تو اپنے باطل پر اکڑ رہا ہوگا۔ کہ باطل تجھ سے منہ موڑ کے چلا جاتے گا۔ تو اپنی بدعمالیوں میں لگا ہوا ہوگا مگر یہ عمل دفعتاً گر پڑیں گے۔ اس کے بعد تیرا ٹھکانا، جہنم ہی ہوگا اور یہ خدا کی طرف سے ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ٭

(ابن ابی الحدید)

معاویہ کے خط کا جواب!

معاویہ کے ایک اور خط کے جواب میں امیرالمومنین علیہ السلام نے تحریر فرمایا :-

---

تم اور تمہارے ساتھی، جو شیطان کے ساتھی ہیں، حق کو اساطیر الاولین ہی کہا گئے ہیں۔ اللہ کا نور اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دینے کی کوشش میں لگے رہے ہیں، حالانکہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ اپنے نور کو پورا کر دے گا، چاہے کافر ناپسند ہی کرتے رہیں ۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تمہارے بارے میں جو علم مجھے حاصل ہے وہ ضرور پورا ہو گا نور الٰہی تمہاری غداری کے ساتھ جگمگاتے رہے گا اور تمہارا حشر یہ ہو گا۔ کہ انتہائی ذلت و نکبت کے شکار ہو جاؤ گے۔ بے عزتی کی موت تمہارے حصے میں آئے گی۔ اس کے بعد تمہارے اعمال کا بدلہ تمہیں وہاں سے ملے گا جہاں کوئی مددگار ہو گا نہ ہمدرد ۔

تم نے عثمان کے معاملے کو اپنے خط میں بہت طول دیا ہے لیکن میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ عثمان کو تمہارے سوا کسی اور نے قتل نہیں کیا۔ تم ہی نے انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ تم ہی نے اُن کی بربادی چاہی اور ان کی ہلاکت میں اپنی کامیابی کی آرزو میں پرورش کیں۔ جو کچھ اب تم سے ظاہر ہوا ہے اور جو کچھ تمہارا فعل بتا رہا ہے اسی کی طلب میں تم نے عثمان سے گھات کی اور اُنہیں ختم ہو جانے دیا ۔

مجھے اُمید ہے عثمان کے ساتھ تمہیں جلد ملا دوں گا اور ایسی حالت میں ملا دوں گا۔ کہ تمہارا گناہ اُن کے گناہ سے بھی بڑا اور تمہارا قصور ان کے قصور سے کہیں بدتر ہو گا۔ بھولو نہیں، کہ

میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ تلوار کا دھنی ہوں۔ اُس کا قبضہ آج بھی میری مٹھی میں ہے۔ اور تم جانتے ہو۔ کہ عبدشمس کے کون کون صنادید، بنی سہم، جمح، اور بنی مخزوم کے کیسے کیسے فرعون، میری اسی تلوار سے موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ میں نے ہی اُن کے بچوں کو یتیم کیا، اور میری ہی تلوار نے ان کی عورتوں کو رنڈاپا دکھا دیا۔

اور تمہیں یہ بھی یاد دلاتا ہوں ۔۔ حالانکہ تم بھولے نہیں ہو ۔۔ کہ میں نے ہی تمہارے بھائی حنظلہ کو موت کا جام پلایا تھا اور ٹانگ سے گھسیٹ کر اس کی لاش اندھے کنوئیں میں پھینک دی تھی! پھر تمہارے دوسرے بھائی عمرو کو قید کیا تھا اور اس کی گردن دونوں ٹانگوں کے بیچ میں باندھ دی تھی! خود تمہاری طرف بھی میں لپکا تھا مگر تم کان کھڑے کر کے اور دُم دبا کے بھاگ نکلے تھے۔ اگر میرا یہ دستور نہ ہوتا۔ کہ بھگوڑوں کا پیچھا نہیں کرتا تو تمہارا حشر بھی تمہارے دونوں بھائیوں جیسا کر دیتا۔

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔۔۔ ایسی قسم جس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ کہ قسمت نے اگر مجھے تمہیں کبھی یکجا کر دیا تو تمہارا وہ حال کروں گا۔ کہ ہمیشہ کے لئے دنیا میں ضرب المثل بن جاؤ گے۔ خود تمہارے گھر میں گھس کے تمہیں جھنجھوڑتا رہوں گا، یہاں تک۔ کہ خدا ہم دونوں میں فیصلہ کر دے۔

اور اگر خدا نے میری عمر میں کچھ اور ڈھیل دی تو مسلمانوں کی بھاری فوج کے ساتھ تم پر چڑھائی کروں گا اور مہاجرین و انصار کے لشکر جرار کے ساتھ تم پر ٹوٹ پڑوں گا۔ اس وقت تمہارا نہ کوئی عذر سنوں گا نہ تمہارے حق میں کوئی سفارش ہی قبول کروں گا نہ تمہاری کوئی درخواست ہی منظور کروں گا نہ کسی التجا ہی پر کان دھروں گا۔ اُس وقت تم اپنے تجزّ تردّد لیس، پیٹھ عرحیص بیص کی طرف لوٹ جاؤ گے اور تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ موت کے بادل کس طرح تم پر برسے تھے اور تم کس طرح مجبور ہوئے تھے کہ کتاب اللہ کے دامن میں پناہ لو، حالانکہ تم اور تمہارا باپ سب سے پہلے آدمی تھے جنہوں نے کتاب اللہ سے انکار کیا تھا۔ اس کے نزول کی تکذیب کی تھی۔ لہٰذا میں تو اپنی فراست سے پہلے ہی جان چکا تھا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارے ارادے کیا ہیں۔ میں اسی کی

خبر بھی تمہیں دے چکا تھا۔ تم اپنے بہت سے کرتوت پورے کر چکے ہو، بہت سی شرارتیں چلا چکے ہو لیکن سن لو! پنے اس خط کے پیچھے میں خود تمہاری طرف چلا آرہا ہوں ۞

اب بھی وقت ہے، کہ سمجھ سے کام لو۔ اپنے نتیجے پر غور کرو۔ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا لو۔ یہ نہیں کرو گے اور ضلالت و شرارت پر ہی اڑے رہو گے، یہاں تک۔ کہ خدا کے بندے تم پر ٹوٹ پڑیں تو اس وقت — یقین کرو — تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے اور آج جو کچھ تمہاری طرف سے قبول کیا جا سکتا ہے اُس دن مقبول نہ ہو گا ۞

اے ابن حرب! اس معاملے میں (خلافت میں!) اس کے حقدار سے تیری لڑائی محض بے عقلی ہے۔ دیکھو، گم کردہ راہ تجھے طمع کی ہلاکتوں میں مبتلا نہ کرنے پائیں۔ ہلاکتوں کے حوالے نہ کر دیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تو اُنہی ہلاکتوں کے پھیر میں پڑا ہو اور صور پھونک جائے، وہ صور، جس سے تجھے ویسی ہی مایوسی کا منہ دیکھنا پڑے گا جیسی مایوسی کافروں کو اصحاب قبور سے ہو چکی ہے ۞

معاویہ کے مکتوب کا جواب

یہ مکتوب دوسری طرح ابن ابی الحدید نے لکھا ہے جو درج ذیل ہے :-

---

اَمّا بعد، خط پہنچا، تم لکھتے ہو اگر ہم دونوں جانتے ہوتے۔ کہ لڑائی اتنا طول کھینچے گی اور اتنی بہت ہولناکیاں اپنے ساتھ لاتے گی تو ہم میں سے کوئی بھی لڑائی نہ چھیڑتا لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ لڑائی کیا چیز ہے اگر خدا کی راہ میں مارا جاؤں اور پھر جلا دیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں اور زندہ اٹھا دیا جاؤں استر دفعہ بھی ایسا ہوتا رہے تو بھی اللہ کی راہ میں سختی برتنے اور اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے سے باز نہ آؤں گا ؞

اور تم نے لکھا ہے۔ کہ ابھی تک ہم میں اتنی عقل باقی ہے۔ کہ گذشتہ پہ نادم ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ میری عقل نہ کبھی ناقص ہوئی اور نہ اپنے کسی فعل پہ مجھے ندامت ہے !

اور تمہاری یہ خواہش۔ کہ شام اب بھی تمہارے حوالے کر دوں تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے والا نہیں جس سے کل انکار کر چکا ہوں ؞

اور تمہارا یہ کہنا۔ کہ امید و بیم میں ہم دونوں برابر ہیں تو یہ بھی غلط ہے تم اپنے شک میں اتنے تیز قدم نہیں ہو، جتنا میں اپنے یقین میں ہوں، اور شام کے لوگ دنیا کے اتنے حریص نہیں ہیں جتنے عراق کے لوگ، آخرت کے حریص ہیں ؞

اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم خاندانِ عبد مناف ایسے ہیں۔ کہ اُس کے کسی فرد کو دوسرے پر کوئی بڑائی نہیں۔ بے شک ہم تم ایک ہی دادا کی اولاد ہیں۔ مگر یہ بھی تو سوچو۔ کہ

نہ اُمیّہ، ہاشم کے برابر ہے، نہ حرب، عبدالمطلب کے برابر، نہ مہاجر، طلیق کے برابر، نہ حق پرست، باطل پرست کے برابر۔ پھر ہمارے پاس شرفِ نبوت بھی ہے، جس کے ذریعے ہم نے زبردستوں کو خوار کیا، اور زیردستوں کو عزت دار بنا دیا۔ والسلام

(ابن ابی الحدید)

مُعاویہ کے خط کے جواب میں معرکۃ الآرا خط

صفین کی لڑائی کے لئے تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ کہ ایک بارعب سردار، ابومسلم خولانی، قراء شام کی ایک جماعت کے ساتھ معاویہ سے ملا اور کہنے لگا "علی سے تمہاری لڑائی کیوں ہے؟ جبکہ تم نہ ان کے ہم پلہ صحابی ہو نہ ان کی سی ہجرت تمہیں نصیب ہوئی ہے، نہ ان کی جیسی قرابت نبوی سے مشرف ہو؟

معاویہ نے جواب دیا "شرف صحبت میں، ہجرت میں، قرابت میں علی کی برابری کا مجھے دعویٰ نہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ، امیرالمومنین عثمانؓ مظلوم قتل کئے گئے۔ کہ نہیں؟" ابومسلم نے اقرار کیا، تو معاویہ نے کہا "عثمانؓ کے قاتل ہمارے حوالے کر دیئے جائیں تاکہ ہم اُنہیں قتل کر ڈالیں تو اس کے بعد مجھ میں اور علیؓ میں کوئی لڑائی نہ رہے گی"

معاویہ کی یہ محض ڈپلومیسی تھی مگر سادہ لوح ابومسلم سے بھلا کیا سمجھتا۔ کہنے لگا "یہی بات ہے تو اسی مضمون کا خط لکھ دو۔ میں علیؓ کے پاس لے جاؤں گا اور یہ خانہ جنگی ختم ہو جائے گی"۔

معاویہ نے نہایت اشتعال انگیز خط لکھ کے دیا۔ ابومسلم اسے لے کر امیرالمومنین کی خدمت میں کوفہ پہنچا اور عرض کرنے لگا۔ "آپ امام بنائے گئے ہیں اور بخدا ہم آپ سے زیادہ کسی کی امامت

لے اس کا بڑا حصہ ابن ابی الحدید سے

پسند نہیں کرتے لیکن آپ کو حق پر چلنا چاہیئے ۔ عثمانؓ ناحق قتل کئے گئے ہیں اُن کے قاتل ہمارے کر دیجئے۔ اس کے بعد جو کوئی آپ کی مخالفت کرے گا ہم اس سے لڑیں گے" ۔

حضرت نے جواب دینے کے لئے اُسے دوسرے دن بلایا، مگر جب وہ پہنچا، تو کیا دیکھتا ہے مسجد میں ایک ہُلڑ مچا ہوا ہے۔ کوفہ والوں کو قاصد کا مطالبہ معلوم ہو چکا تھا، وہ ہتھیار لگا کے آ گئے اور چلانے لگے" ہم سب عثمان کے قاتل ہیں !" ۔

ابو مسلم پر اس نظارے کا بہت بُرا اثر پڑا اور معاویہ کا مقصد پورا ہو گیا۔ امیر المومنینؓ کا جواب لے کر جب وہ جانے لگا، تو لوگوں نے سنا، کہہ رہا تھا" اب تلوار پر تلوار مارنا اچھا لگے گا!"

امیر المومنینؓ نے جو جواب لکھا، اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

اللہ کے بندے علی امیر المومنینؓ کا خط، معاویہ بن ابی سفیان کے نام،

اما بعد، ابو مسلم خولانی تمہارا خط لئے میرے پاس پہنچا۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ہدایت و وحی کی صورت میں نعمتِ خدا بندی کا تذکرہ کیا ہے۔ بیشک سب تعریف خدا ہی کے لئے ہے، جس نے اپنے رسولؐ سے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنی نصرت سے ان کی تائید فرمائی۔ دنیا میں انہیں اقتدار و تمکن بخشا اور ہم قوم دشمنوں اور بیریوں پر انہیں فتح مبین عطا فرمائی۔ یہ دشمن رسولؐ اللہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ بغض سے دیوانے ہو گئے تھے، تکذیب پر تلے ہوتے تھے۔ رسولؐ کی عداوت میں پیش پیش تھے۔ رسولؐ کے، اصحاب کے، اور اہلِ بیعت کے خارج البلد کرتے تھے، ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ رسولؐ کے خلاف دوسروں کو ابھارتے تھے۔ آپ کی بیخ کنی میں پوری کوشش صرف کر رہے تھے۔ اور آپ کی تخریب میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ حق آ گیا اور امر الٰہی غالب ہو گیا،

میں مبتلا کر دیا۔ ہم پر جاسوس اور مخبر بھی مقرر کئے ؛ اور ہمیں لے آپ گیا[1] پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا دی اور آپس میں ایک معاہدہ بھی کیا۔ کہ ہمارے ساتھ کھانا پینا نہیں رکھیں گے۔ شادی بیاہ کا رشتہ نہیں جوڑیں گے، خرید و فروخت نہیں کریں گے اور یہ۔ کہ ہم اپنی جان اسی طرح بچا سکتے ہیں۔ کہ محمدؐ کو اُن کے حوالے کر دیں اور وہ محمدؐ کو قتل کر ڈالیں محمدؐ کی شکل بگاڑ ڈالیں۔ ان دشمنوں سے ہمیں پناہ ملتی تھی تو صرف حج کے دنوں میں ملتی تھی۔ اس کے علاوہ کبھی ہمارے لئے امن نہ تھا۔ ان ہولناکیوں میں ہم گھرے ہوتے تھے مگر ہمیں خدا کا حکم یہی تھا۔ کہ اس کے دین کی مدافعت کرتے رہیں۔ اس کے دین کی حرمت پر آنچ نہ آنے دیں اور دن ہو یا رات خوف کے موقعوں پر اپنی تلواروں سے اس کی نبی کی حفاظت کرتے رہیں۔ اس مصیبت میں ہمارے مومن، ثواب کی امید میں کڑیاں جھیلتے تھے اور ہمارے کافر اپنے رشتے کی حمایت میں تکلیف اُٹھاتے تھے۔ قریش میں جو لوگ ایمان لا چکے تھے ہماری مصیبتوں سے دور تھے۔ کچھ لوگوں کے حلیف موجود تھے جو اُن کی حفاظت کرتے تھے اور کچھ لوگوں کی پشت پناہی پر ان کے قبیلے کھڑے تھے، اسی لئے وہ ان آفتوں سے بچے رہتے، جو ہماری قوم ہم پر ڈھا رہی تھی۔ ایسے سب لوگ قتل سے بالکل محفوظ تھے ؀

(یہ حالت جاری تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ہجرت کا حکم دیا۔ اس کے بعد مشرکوں سے جنگ کرنے کی اجازت ہوئی۔ اب ہوتا یہ تھا۔ کہ جنگ کا تنور جب خوب دھک جاتا تھا اور مبارزت طلبی کا شور مچتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ بیت کو مقابلے پر کھڑا کرتے اور اس طرح اپنے صحابہ کو اپنے اہلِ بیت کے ذریعے تلوار و نیزوں کی باڑھ اور نیزوں کی اَنی سے بچا لیتے تھے۔ چنانچہ عبیدہؓ[2] بن الحارث بدر کی لڑائی میں کام آئے۔ حمزہؓ[3] بن عبدالمطلب اُحُد کی جنگ میں گرے ——————

---

[1] اس پہاڑ کا نام شعب بن ابی طالب ہے۔
[2] عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، امیرالمومنینؑ کے چچیرے بھائی ؀
[3] حمزہؓ بن عبدالمطلب، امیرالمومنینؑ کے چچا ؀

جعفرؓ اور زیدؓ موتہ کی لڑائی میں مارے گئے - اور ایک ایسا آدمی بھی ہے - کہ چاہوں تو اس کا نام لے لوں - اس نے بھی شہیدوں کی طرح رسول اللہؐ کے ساتھ بار بار شہید ہو جانا چاہا، مگر ہوا یہ کہ ان کی عمریں جلد پوری ہو گئیں اور اس شخص کی موت پیچھے ہٹا دی گئی۔ اللہ ان کے اعمالِ صالح پر ان پر احسان کرنے کا ولی ہے ۔

اس طرح میں نہ کبھی کے بارے میں سنا اور نہ کسی کو دیکھا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سرگرم، خدا اور رسول کی خیرخواہی میں مستعد، سختی و نرمی میں مصائب و شدائد میں، جنگ کی ہولناکیوں اور دہشتوں میں ان لوگوں سے زیادہ ثابت قدم ہوا ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں - کہ مہاجرین میں جو خیر کثیر ہے، وہ معلوم و مشہور ہے - خدا انہیں ان کے بہترین اعمال کا اجر عطا فرمائے ۔

اور تم نے یہ بھی لکھا ہے - کہ میں خلفاء پر حسد کرتا تھا - ان کی بیعت سے پہلو تہی کرتا تھا - اُن سے سرکشی کیا کرتا تھا تو سرکشی وہ چیز ہے جس سے میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں رہ گیا ان کی بیعت میں دیر کرنا اور ان کی حکومت کو ناپسند کرنا تو اس کے بارے میں مجھے کسی کے سامنے کوئی عذر پیش کرنا نہیں ۔

خدا نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف اُٹھا لیا تو قریش نے کہا، امیر ہم میں سے ہوگا اور انصار نے کہا، امیر ہم میں سے ہوگا - اس پر قریش نے کہا کہ محمدؐ تو ہم میں سے ہیں، اس لئے ہم حکومت کے زیادہ حقدار ہیں - انصار نے یہ حجت مان لی اور مہاجرین کی حکومت تسلیم کر لی ۔

دیکھو انصار کے مقابلے میں قریش نے محمدؐ کے نام پر حکومت کو اپنا حق قرار دیا تھا - اور ان سے منوا بھی لیا تھا، اب سوچو تو، اگر واقعی محمدؐ ہی کی وجہ سے قریش کو حکومت کا

۱؎ جعفرؓ بن ابی طالب امیرالمومنینؑ کے بھائی

۲؎ زید بن حارث غلام تھے - رسول اللہؐ نے آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اس لئے گویا یہ بھی اہل بیت میں سے تھے ۔ ۳؎ امیرالمومنینؑ کا خود اپنی طرف اشارہ ہے ۔

کا حق تھا تو جو لوگ محمدؐ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں وہ ضرور حکومت کے سب سے زیادہ حق دار ہوں گے۔ اگر یہ حجت صحیح نہیں، تو انصار کا جو عرب کی سب سے بڑی قوت ہیں دعویٰ حکومت بدستور قائم ہے۔ اب میں نہیں جانتا۔ کہ میرے دوستوں نے میرا حق چھین لیا تھا یا انصار پر ظلم کیا تھا؟ لیکن نہیں میں نے دیکھ لیا۔ کہ میرا ہی حق چھینا گیا ہے اور میں نے اللہ کے لئے اپنا حق اُن کے لئے چھوڑ دیا ؏

(کیسا عجیب زمانہ ہے۔ اب میرے ساتھ اُسے بھی نتھی کیا جا رہا ہے جو نہ میرے پاؤں سے چلا نہ جسے میری جیسی سبقت نصیب ہوئی۔ یہ بات الگ ہے کہ مدعی اس کا بھی دعویٰ کر بیٹھے، مگر یہ دعویٰ نہ میرے آگے کچھ ہو سکتا ہے اور نہ میرے خیال میں خدا ہی اسے قبول کرنے والا ہے ؏

(اور تم نے عثمانؓ کے معاملے کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ میں نے ان کا رشتہ کاٹا اور ان کے خلاف شورش برپا کی تو عثمانؓ نے جو کچھ کیا تھا، جانتے ہی ہو، اور لوگوں نے اُن کے ساتھ جو کچھ کیا، وہ بھی دیکھ چکے ہو تم یقیناً یہ بھی جانتے ہو۔ کہ میں عثمانؓ کے معاملے سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ یہ بات دوسری ہے کہ تہمتیں تراشنے لگو۔ تہمتیں تراشنے ہی پر اُتر آئے ہو تو جی بھر کے تراشتے رہو ؏

اور تم نے عثمانؓ کے قاتلوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، تو میں نے اس معاملے پر ہر پہلو سے غور کیا۔ اس کی اُونچ نیچ کو دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ اُنہیں نہ تمہارے حوالے کر سکتا ہوں نہ کسی اور کے ؏

سن اگر تم اپنی گمرہی اور پھوٹ سے باز نہ آؤ گے تو جلد ہی اُن لوگوں کو دیکھ لو گے جو تمہاری طلب میں نکل چکے ہیں اور تمہیں اس تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ کہ انہیں خشکی میں، تری میں، میدانوں میں، پہاڑوں میں ڈھونڈھتے پھیریں ؏

اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ جب ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا گیا تھا تو تمہارا باپ میرے پاس آیا۔ کہنے لگا "خلافت محمدؐ کے سب سے زیادہ حقدار اور حکومت کے سب سے بڑھ کر اہل تم ہو۔ میں ذمہ لیتا ہوں۔ کہ جو تمہاری مخالفت کرے گا اس سے نپٹ لوں گا"

اگرچہ دشمن ناپسند ہی کرتے رہے ۞

رسول اللہ کی عداوت و تخریب میں سب سے زیادہ سخت خود رسول اللہ کا اپنا خاندان تھا۔ یہ لوگ آپ کی قوم میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھے، بجز اُن کے جنہیں خدا نے اس بدبختی و شقاوت سے محفوظ رکھا ۞

تم نے لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے مسلمانوں میں سے اعوان و انصار منتخب کئے اور ان اعوان و انصار کے ذریعے اپنے رسول کی تائید فرمائی اور یہ۔ کہ رسول اللہ کی نظر میں اُن کے درجے ان کے اسلامی فضائل کے مطابق تھے۔ لہذا تم نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ اسلام میں سب سے افضل اور اللہ و رسول کے ساتھ خیرخواہی میں سب سے آگے خلیفہ اوّل تھے اور خلیفہ دوئم۔ بے شک اسلام میں ان دونوں خلفا کا مقام خاص ہے اور ان کی وفات اسلام میں گہرا زخم ہے۔ خاندان پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے بہترین اعمال کا اجر بخشے ۞

اور تم نے لکھا ہے۔ کہ ان خلفاء کے بعد سب سے افضل عثمانؓ ہیں تو سنو، اگر عثمانؓ نیکوکار تھے تو خدا انہیں ان کی نیکیوں کا ثواب بخشے گا۔ غلط کار تھے تو بھی اللہ غفور و رحیم سے ان کی ملاقات ہوگی اور معلوم ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں جو اس کی بخشش سے باہر ہو سکے ۞

اور بخدا مجھے امید ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اسلام میں لوگوں کے فضائل اور خدا و رسول سے ان کی خیرخواہی کا اجر بخشے گا تو اس اجر میں ہمارا حصّہ سب سے وافر ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے ایمان و توحید کی دعوت اُٹھائی تو ہم اہلِ بیت ہی سب سے پہلے ایمان لائے اور رسول کی تصدیق کی۔ سالہا سال ایسے گزر گئے کہ عرب بھر میں ہمارے سوا کوئی بھی اللہ کی عبادت نہ کرتا تھا، مگر خود ہماری قوم نے ہمارے نبی کو قتل کر ڈالنے اور ہماری جڑ اُکھاڑ پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ ہماری قوم نے ہمیں مٹا ڈالنے کی ٹھان لی اور کوئی برائی نہیں جس سے وہ ہمارے حق میں باز رہی ہو۔ ہماری قوم نے ہمارا چلنا پھرنا بھی روکا۔ پینے کا پانی تک ہم پر بند کر دیا۔ ہمیں خوف و دہشت

اپنا ہاتھ بڑھاؤ - میں تمہاری بیعت کرتا ہوں! لیکن میں نے تمہارے باپ کی یہ تجویز منظور نہیں کی، حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے جو کچھ کہا تھا، دل سے کہا تھا اور اس کی پوری ذمہ داری محسوس کرتا تھا لیکن خود میں نے انکار کر دیا - کیونکہ کفر کا زمانہ ابھی قریب تھا اور اہل اسلام میں بھی پھوٹ پڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمہارا باپ میرے حق کو تم سے زیادہ جانتا سمجھتا تھا - اب اگر تم بھی اپنے باپ کی طرح میرے حق کو جانو اور مانو تو ہدایت سے قریب تر ہو جاؤ گے - لیکن ایسا نہ کرو گے تو خدا مجھے تم سے مستغنی کر دے گا - والسلام ؛

۲۷۸

جریر بن عبداللہ البجلی کے نام

معاویہ نے امیرالمومنینؑ کے قاصد، جریر بن عبداللہ سے کہا میں اس شرط پر بیعت کر لوں گا۔ کہ شام و مصر کے ملک مجھے دیدیے جائیں گے اور امیرالمومنینؑ وفات کے وقت کسی کو اپنا جانشین نامزد نہ کریں۔ جریر نے خبر دی تو امیرالمومنین نے یہ خط تحریر فرمایا۔

امّا بعد معاویہ کی غرض یہ ہے۔ کہ میری بیعت کا پابند نہ ہو اور اپنے منصوبوں میں آزاد رہے ٹال مٹول کر کے تمہیں صرف اس لئے روک رہا ہے۔ کہ اہل شام کو اچھی طرح ٹٹول لے۔ میں مدینہ ہی میں تھا۔ کہ مغیرہ بن شعبہ نے صلاح دی تھی۔ کہ معاویہ کو شام کا گورنر رہنے دوں، مگر میں نے منظور نہیں کیا تھا خدا نہ کرے گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بناؤں۔ معاویہ بیعت کرے تو ٹھیک ہے ورنہ تم لوٹ آؤ۔ والسلام ٭

(ابن ابی الحدید)

معاویہ اور قریش کے نام

صفین کی لڑائی چھڑنے ہی والی تھی کہ حضرت کے بعض رفقاء کا اصرار ہوا۔ کہ معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک دفعہ اور ہدایت کی طرف بلایا جائے۔ اصلاح نہ ہوئی تو یہ بھی یہ اُن پر ایک اور حجت ہو جائے گی۔ چنانچہ امیرالمومنینؑ نے ذیل کا خط لکھا:۔

اللہ کے بندے علی امیرالمومنینؑ کی طرف سے معاویہ اور اس کے ساتھی قریش کے نام،
سلامٌ علیکم۔ میں تمہارے رُوبرو اللہ واحد کی حمد و ستائش کرتا ہوں۔
خدا کے ایسے بندے بھی موجود ہیں جو تنزیل پر ایمان لائے تاویل کی معرفت سے شادکام ہوئے، تفقہ فی الدین کی نعمت سے سرفراز گئے۔
یہ لوگ وہ ہیں جن کی تعریف خدا نے قرآن میں کی ہے۔
اس زمانے میں تم رسولؐ کے دشمن تھے، کتاب اللہ کی تکذیب کرتے تھے۔ مسلمانوں سے جنگ پر تلے ہوتے تھے۔ جس مسلمان کو پا جاتے تھے، قید کرتے تھے۔ عذاب میں مبتلا کرتے تھے یا قتل کر ڈالتے تھے۔ پھر مشیتِ الٰہی کا فیصلہ ہوا۔ کہ دینِ حق غالب ہو جائے اور وہ غالب ہو گیا۔ عرب جوق جوق اس میں داخل ہو گئے۔ تم ان لوگوں میں سے تھے جو طمع یا خوف سے اسلام لائے اور یہ بھی اس وقت جب سبقت لے جانے والے سبقت لے جا چکے تھے اور مہاجرینِ اوّلین اپنے فضل سے شادکام ہو چکے تھے۔
پس مناسب نہیں۔ کہ جسے دین میں ان کی جیسی سبقت اور اسلام میں اُن کی

سی فضیلت حاصل نہیں وہ حکومت و خلافت کے معاملے میں ان کا حریف بنے، اس لئے۔ کہ یہ چیز اُنہی کے لئے خاص ہے، اُنہی کا حق ہے اور جو کوئی حریف بنتا ہے ظالم و جفا کار ہے۔ عقلمند کو چاہیئے۔ کہ اپنی قدر و حیثیت جانے اور جس منصب کا اہل نہیں ہے اسے طلب کر کے اپنے آپ کو بدبختی میں ڈالے۔ اس امت میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار پہلے بھی اور اب بھی وہ ہے جو رسول اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہے، کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہے دین کا سب سے زیادہ فقیہہ ہے۔ اسلام میں سب پر اولیت رکھتا ہے۔ جہاد میں سب سے پیش پیش رہا ہے۔ اور حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا سب سے زیادہ اہل ہے۔ لہٰذا خدا سے ڈرو جس کی طرف لوٹ جانا ہے۔ حق کو باطل سے نہ ملاؤ۔ جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ اور جان لو۔ کہ خدا کے بہترین بندے وہ ہیں جو جہل کی راہ سے اہل علم کے ساتھ جھگڑتے ہیں۔ عالم کے لئے اس کا علم فضیلت ہے اور جاہل عالم سے جھگڑا کر کے اپنے جہل میں اور بھی اضافہ کر لیتا ہے۔ اور دیکھو میں تمہیں اللہ کی کتاب، اس کے نبی کی سنت اور اس کی خونریزی موقوف کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ قبول کرو گے تو رشد و ہدایت کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ گے لیکن اگر پھوٹ اور اس امت کی پراگندگی ہی کا فیصلہ کر چکے ہو تو خدا سے اور بھی دور ہو جاؤ گے اور تم پر خدا کا غصہ اور زیادہ سخت ہو جائے گا۔ والسلام۔

معاویہ نے اس خط کے جواب میں یہ شعر لکھ بھیجا ؎

لیس بینی و بین قیس عتاب   غیر طعن الکلا و ضرب الرقاب

(مجھ میں اور قیس میں شکوہ شکایت نہیں رہی۔ اب ہمارا فیصلہ تلوار کرے گی)

امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا[۱] انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء واللہ اعلم بالمھتدین (ابن ابی الحدید)

---

[۱] تم اسے ہدایت پر نہیں لاؤ گے جس سے محبت کرتے ہو لیکن خدا جسے چاہتا ہے ہدایت یاب کر دیتا ہے۔ خدا ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

معاویہ کا رقعہ اور اس کا جواب

صفین میں ابھی طرفین کی فوجیں پوری طرح پڑاؤ کرنے نہیں پائی تھیں کہ امیر المومنینؑ کے بعض سپاہیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اس پر امیر معاویہ نے حضرت امیر کی خدمت میں یہ رقعہ بھیجا:۔

"خدا ہمیں اور تمہیں اپنی عاقبت میں رکھے"۔

اس کے نیچے یہ شعر تھا:

مَا أحسن العدل والانصاف من عمل
وأقبح الطيش ثم النفش في الرجل

(کیسا اچھا فعل ہے، عدل و انصاف اور کیسا برا کام ہے احمقانہ غصہ اور بے معنی بکواس!)

اس شعر کے بعد یہ شعر لکھے تھے، جو بنی سید کے شاعر، عبداللہ بن غنمہ نے زید الخیل کے خاندان کو مخاطب کر کے کہے تھے۔ دونوں خاندان بنی عم تھے۔ مگر آپس میں سخت عداوت تھی۔ معاویہ نے ان شعروں سے امیر المومنینؑ کے مقابلے میں کام لیا۔

اربط حمارك لا تنزع سويته
إذا يرد وقيد العير مكروب
ليست ترى السيد زيدا في نفوسهم
كما يراه بنو كوز ومرهوب

ان تسألوا الحق يعط الحق سائله
والدرع محقبة والسيف مقروب

ان اشعار کا بالواسطہ مطلب یہ ہے۔ کہ تم اپنے آدمیوں کو لڑائی میں جلد بازی سے روکو۔ زید الخیل کو اس کی قوم والے بہت مانتے تھے اسی طرح علیؑ کو عراق والے کتنا ہی مانیں مگر شام والے علیؑ کو نہیں مانتے۔ اگر تم ہم سے حق کے طالب ہو تو جنگ کی ضرورت نہیں، ہم حق دینے پر پہلے ہی سے آمادہ ہیں ۔

رقعہ پڑھ کر امیر المومنین علیہ السلام نے حکم دیا۔ کہ سپاہیوں کو چھیڑ چھاڑ سے روک دیا جائے اور فرمایا۔ آج تم ایسے مقام میں ہو۔ کہ جس کسی نے اپنے آپ کو یہاں رسوا کر لیا، قیامت کے دن بھی رسوا رہے گا اور جو کوئی آج سرخرو ہوا، قیامت میں بھی سرخرو اٹھے گا!"

پھر جب دیکھا کہ معاویہ نے صفین میں پڑاؤ ڈال دیا ہے تو امیر المومنین نے یہ شعر پڑھا ؎

لقد أتانا كاشرا عن نابه   يهمط الناس على اعتخابه
فليأتنا دهر بما أتى به

(اپنے دانت نکالے ہمارے پاس آ گیا۔ غیر مستحق ہونے پر بھی لوگوں کو مجبور کرنا چاہتا ہے تو جو کچھ بھی آنے والا ہے ہمارے سامنے آ جائے!)

پھر معاویہ کے رقعہ کے جواب میں لکھا ؎

فان للحرب عراما شررا   ان عليها قائدا اعشنخرا
ينصف من أجحر أو تنمرا
على نواحيها مزجا زجرا
اذا ونين ساعة تغشمرا

(جنگ تو بڑی روکھی، ضدی، بھیانک ہوتی ہے اور اس جنگ کا قائد نہایت زور آور اور طاقتور ہے۔ جو کوئی ظلم و زیادتی پر کمر باندھ لیتا ہے یہ قائد اسے بالکل

سیدھا کر دیتا ہے۔ قائد اپنی عزت اور اپنے ہاتھ کی چیز بچانا خوب جانتا ہے اور جب نیزے اور تلواریں سست پڑ جاتی ہے تو قائد انہیں بڑی طاقت سے تیز رفتار کر دیتا ہے) ٭

اور اس کے بعد ربیعہ بن مشروم طائی کے یہ شعر لکھے،

ألم تر قومي إن دعاهم أخوهم
أجابوا وإن أغضب على القوم يغضبوا
هم حفظوا غيبي كما كنت حافظا
لقومي أخرى مثلها إن تغيبوا
بنو الحرب لم تقعد بهم أمهاتهم
وآباؤهم آباء صدق فأنجبوا

کیا تم نے میری قوم کو دیکھا نہیں۔ کہ اس کے آدمی نے جب پکارا، تو کس طرح دوڑ پڑی؛ تم یہ بھی دیکھ چکے ہو۔ کہ ایک آدمی کے غصّے ہونے پر قوم کس طرح بپھر گئی؟ میری قوم نے میری عزت کی حفاظت کی ہے، جس طرح میں اس کے پیٹھ پیچھے اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہوں مرد میدان ہیں۔ ہماری ماؤں نے ہمارے معاملے میں کوتاہی نہیں کی اور ہمارے آباؤ اجداد بھی برتر تھے۔ ہم انہیں کی نسل ہیں ٭

(ابن ابی الحدید)

ابوموسیٰ اشعری کے نام

خانہ جنگی ختم کرنے کے لئے جو پنچایت بنی تھی، اس میں ابوموسیٰ اشعری امیرالمومنینؑ کے نمائندے تھے، مگر معاویہ کے نمائندے عمرو بن العاص کے فریب میں آکر امیرالمومنینؑ ہی کی معزولی کا اعلان کر بیٹھے! اس افسوس ناک واقعے کے بعد معاویہ نے اپنے ساتھ ملا لینے کے لئے ان پر ڈورے ڈالنا شروع کئے مگر انہوں نے منہ توڑ جواب دیا، اور امیرالمومنینؑ کے حق میں جو غلطی کر چکے تھے، اس پر گہرا افسوس ظاہر کیا۔ امیرالمومنینؑ کو واقعہ کی خبر پہنچی تو اس خط سے اس کی دلجوئی فرمائی۔

امّا بعد، تمہیں نفس نے گمراہی میں ڈال دیا تھا اور تم دھوکے کا شکار ہو گئے تھے۔ خدا سے عفو کی التجا کرو۔ خدا معاف کر دے گا۔ جو کوئی توبہ کرتا ہے خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، کسی کو بھی اپنی بخشش سے محروم نہیں کرتا۔ خدا کے محبوب ترین بندے اس کے پرہیزگار بندے ہی ہیں۔ والسلام۔

(ابن ابی الحدید)

شیعانِ علیؓ کے نام جامع خط

معاویہ اور ان کے ساتھی یہ بھی مشہور کر کے لوگوں کو بہکاتے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام، ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بھی دشمن تھے عام مسلمانوں کو ان خلفاء سے بڑا حسنِ ظن تھا، اسی لئے جب یہ پروپیگنڈا عراق پہنچا، تو حجر بن عدی، عمرو بن الحمق اور عبداللہ بن وھب راسبی، امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں رائے معلوم کرنا چاہی۔ امیر المومنینؓ نے فرمایا: "کیا تم سب کاموں سے چھٹی پا چکے ہو اور یہی ایک بات سوچنے کی رہ گئی ہے؟ خیال تو کرو حالت کیا ہے؟ مصر پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے، اور میرے طرفداروں کا وہاں قتل عام ہو چکا ہے۔ خیر میں تمہارے سوال پر ایک تحریر لکھ دوں گا۔ خود بھی پڑھنا اور دوسروں کو بھی سنانا" اس کے بعد جو تحریر لکھی، اس کا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے۔ اس کے بعض حصے، دوسری روایتوں سے پچھلے صفحوں میں آچکے ہیں۔

اَمّا بعد، اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے نذیر اتنزیل کا امین اور اس امت پر شہید بنا کے مبعوث فرمایا۔ اے قوم عرب تم بے دین تھے، بدراہ تھے۔ اپنا خون بہاتے تھے۔ اپنی اولاد کو مار ڈالا کرتے تھے۔ اپنے رشتے کاٹتے تھے۔ اور باطل کی راہ سے اپنے آپس کا مال کھا جایا کرتے تھے۔ تمہاری یہ حالت تھی۔ کہ خدا نے کرم فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری زبان کے ساتھ تم میں اُٹھایا۔ اب تم مومن

تھے۔ رسولؐ تم میں تھا اور تم میں سے تھا۔ تم اُسے پہچانتے اور اس کا نسب جانتے تھے۔ رسولؐ نے تمہیں کتاب و حکمت، فرائض و سنت کی تعلیم دی۔ رشتے جوڑنے، خونریزی سے بچنے، آپس میں صلح رکھنے، امانت ادا کرنے، عہد پورا کرنے کا حکم دیا۔ تاکید فرمائی کہ آپس میں میل محبت رکھو۔ ایک دوسرے کی دستگیری کرو۔ ایک دوسرے پر ترس کھاؤ اور منع کیا ظلم و حسد سے، سب و شتم، سرکشی و زیادتی سے، حرام کھانے پینے سے، ناپ تول میں کمی کرنے سے اور حکم دیا کہ زنا نہ کرو اور یتیموں کا مال ظلم سے نہ کھاؤ۔ غرضکہ ہر اس نیکی پر اُبھارا جو دوزخ سے دُور کرنے والی ہے۔ اور اس برائی سے روکا جو جنت سے دُور کرنے والی ہے ؀

پھر جب دُنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدت پوری ہو گئی تو خدا نے اس حال میں اُٹھا کہ آپ کی سعی مشکور تھی۔ عمل محمود تھا، گناہ معاف تھے، اور خدا کے حضور درجہ عظیم تھا۔ آہ رسولؐ کی وفات کتنی بڑی مصیبت ہے۔ قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی اور عام مومنوں کے لئے بھی!

رسول اللہ کے بعد خلافت کے بارے میں مسلمانوں کا اختلاف ہوا۔ بخدا نہ مجھے شبہ تھا نہ میرے وہم ہی میں آیا تھا۔ کہ عرب اس معاملے کو میرے سوا کسی اور کے سپرد کر دیں گے، مگر دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ ابوبکرؓ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور بیعت کر رہے ہیں ؀

اس پر میں نے اپنا ہاتھ بیعت سے روک لیا، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا اپنے آپ کو سب سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا۔ ایک مدت تک میں رکا رہا۔ یہاں تک کہ لوگ اسلام سے مُرتد ہو گئے اور دینِ محمدیؐ و ملتِ ابراہیمی کو مٹا ڈالنے کی دعوت دینے لگے۔ اب مجھے اندیشہ ہوا کہ اسلام اور اہل اسلام کی نصرت و اعانت پر کھڑا نہیں ہوں گا، تو ممکن ہے اسلام میں شگاف پڑ جائے، یا اس کی عمارت ڈھہ جائے۔ ایسا ہوا، تو یہ مصیبت، تمہاری حکومت کے فوت ہو جانے سے کہیں بڑی ہوگی، اس لئے کہ تمہاری حکومت متاعِ چند روزہ ہے

اسی طرح زائل ہو جائے گی، جس طرح سُراب زائل ہو جاتا ہے۔ یہی سوچ کر میں اٹھا اور ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر ان کے ساتھ معاملات کی درستگی پر کمربستہ ہو گیا۔ آخر باطل مر گیا اور کفار کے علی الرغم کلمۂ الٰہی سربلند ہو گیا ۔

ابوبکرؓ کی حکومت ٹھیک اور روش سیدھی رہی۔ اعتدال سے اُنھوں نے تجاوز نہ کیا۔ ان کے ساتھ میری ناصحانہ رفاقت تھی اور میں اُن سب کاموں میں ان کی مجاہدانہ اطاعت کرتا رہا جن میں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تھے ۔

پھر جب ابوبکرؓ کا وقت آخر ہوا تو اُنھوں نے عمرؓ کو بُلایا اور خلافت سپرد کر دی۔ ہم نے ان کی بات مان لی۔ اطاعت کی، بیعت سے انکار نہ کیا اور خیر خواہی کے وطیرے پر قائم رہے۔ عمرؓ کی سیرت بھی پسندیدہ تھی اور وہ عمر بھر اقبال مند رہے۔

پھر جب عمرؓ بھی دنیا سے رُخصت ہونے لگے تو میں نے دل میں کہا "اب یہ معاملہ میرے ہاتھ سے باہر نہیں جا سکتا۔ مگر عمرؓ نے اسے شوریٰ قرار دے دیا اور اہلِ شوریٰ میں مجھے چھٹا آدمی بنایا ۔

اہلِ شوریٰ کو میری خلافت سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی۔ وہ مجھے ابوبکرؓ سے بحث و حجت کرتے دیکھ چکے تھے۔ مجھے کہتے سنتے رہے تھے کہ اے قریش! اس معاملے کیلئے میں تم سے زیادہ حق دار ہوں! اس لئے ڈرے کہ میں خلیفہ ہو جاؤں گا تو خلافت پھر کبھی ان کے ہاتھ نہ لگے گی، لہٰذا اُنھوں نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سب اختیار دے دیا۔ اور مجھ سے ہٹا کے خلافت عثمانؓ کی طرف بڑھا دی[1] اُنھوں نے اس امید پر خلافت سے دُور کر دیا کہ اب اس سے جی بھر کے کھیل سکیں گے ۔

---

[1] شوریٰ میں چھ آدمی تھے: عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن عوام، سعید بن ابی وقاص، عثمانؓ بن عفان، اور خود حضرت علیؓ۔ طلحہ اور سعد نے اپنے ووٹ عبدالرحمان کے ہاتھ میں دے دیئے اور عبدالرحمان، حضرت عثمانؓ کے طرفدار تھے۔ محض زبیرؓ کا ووٹ حضرت علی کے لئے تھا، اس لئے خلافت حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں چلی گئی ۔

پھر مجھ سے کہنے لگے آگے بڑھو اور عثمانؓ کی بیعت کرو ورنہ ہم تم پر جہاد کریں گے! مجبورًا مجھے بیعت کرنا پڑی اور ثوابِ خداوندی کی امید پر میں نے صبر کر لیا۔ طعنہ زنی کرنے والوں نے یہ بھی کہا: "ابو طالب کے بیٹے! تو خلافت کا کتنا بڑا حریص ہے!" میں نے جواب دیا لیکن مجھ سے کہیں زیادہ حریص ہو۔ میں تو صرف اپنے باپ کے بیٹے کی میراث طلب کر رہا ہوں، مگر تم بیچ میں حائل ہو گئے ہو اور مجھے اس میراث سے محروم کر رہے ہو! خدایا، قریش کے مقابلے میں میری مدد کر۔ انہوں نے میرا رشتہ کاٹا ہے، میری قدر گھٹا دی ہے۔ میری فضیلت سے انکار کر دیا ہے اور وہ حق مجھ سے چھین لینے میں ایکا کر چکے ہیں جن کا میں اُن سے کہیں زیادہ مستحق ہوں۔

اس زیادتی کے بعد مجھ سے کہنے لگے: جھیلو غم اور کڑھو عمر بھر! اس پر میں نے ہر طرف دیکھا، کوئی رفیق مددگار نظر نہ آیا۔ صرف میرے اہلِ بیعت تھے مگر انہیں ہلاکت کے حوالے کر دینا مجھے گوارہ نہ تھا۔ ناچار زہر سے زیادہ کڑوے اور تپتے ہوئے لوہے سے زیادہ دردناک غم و غصّے کو پی کر رہ گیا۔

پھر ایسا ہوا۔ کہ تم عثمانؓ سے بگڑے اور انہیں قتل کر ڈالا۔ اب تم میری طرف بڑھے اور بیعت کرنا چاہی۔ میں نے انکار کیا لیکن تم اڑ گئے۔ پیچھے پڑ گئے، مگر میں انکار ہی کرتا رہا۔ آخر تم مجھ پر ٹوٹ پڑے اور ایسا معلوم ہوا کہ آپس میں لڑنے لگو گے یا خود مجھے مار ڈالو گے۔ تم نے کہنا شروع کیا، تیرے سوا کوئی نہیں ہے اور ہم تیرے سوا کسی کو منظور بھی نہیں کریں گے، لہٰذا اپنا ہاتھ پھیلا اور ہماری بیعت قبول کر۔ ہم تیری اطاعت قبول کریں گے اور آپس میں متفق رہیں گے۔

مجبورًا میں نے تمہاری بیعت قبول کر لی۔ تب سب لوگوں کو تم بیعت کے لئے بلانے لگے! جس نے خوشی خوشی بیعت کی میں نے منظور کر لیا، اور جس نے انکار کیا اُسے چھوڑ دیا[1]

---

[1] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران، محمد بن مسلمہ، عبداللہ بن عمرؓ، اسامہ بن زیدؓ نے یہ کہہ کر بیعت نہیں کی کہ ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔ جب سب مسلمان بیعت کر لیں گے، تو ہم بھی حاضر ہو جائیں گے۔ ان کے سامنے یہ خیال تھا کہ خانہ جنگی سے دور رہیں۔

طلحہؓ اور زبیرؓ بیعت میں پیش پیش تھے، اگر انکار کر دیتے، تو دوسروں کی طرح میں انہیں بھی ہرگز مجبور نہ کرتا *

لیکن بیعت کر چکنے کے بعد یہ دونوں ایک فوج لے کر بصرے کی طرف چل پڑے اس فوج میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے بیعت نہ کی ہو اور میری اطاعت کا اقرار نہ کر چکا ہو۔ ان باغیوں نے بصرے پہنچ کر میرے خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ میرے عہدہ داروں اور طرفداروں پر یہ لوگ ٹوٹ پڑے۔ ان کی جمعیت پراگندہ کر ڈالی۔ ان کی طاقت سے مجھے محروم کر دیا۔ بعضوں کو دھوکے سے مارا، بعضوں کو بے دست و پا کر قتل کیا، اور بہتیرے ان سے لڑتے ہوئے راہ حق میں شہید ہو گئے۔ اگر ان باغیوں کے ہاتھ سے ایک ہی آدمی قتل ہوا ہوتا، تو بھی بخدا ان سے جنگ کرنا جائز تھا مگر انہوں نے تو اتنے مسلمانوں کی جان لی جو تعداد میں خود ان سے بھی زیادہ تھے۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے باغیوں کا قلع قمع کر ڈالا *

پھر میں نے اہل شام کی طرف نگاہ اٹھائی۔ یہ لوگ اُجڈ اور بدتمیز عرب ہیں طماع و حریص ہیں، سرکش و وحشی ہیں، آفاقی ہیں۔ ادھر ادھر سے جمع ہو گئے ہیں ضرورت ہے کہ ان کی تربیت کی جائے اور انہیں حکومت کی نگرانی میں رکھا جائے یہ نہ مہاجر ہیں، نہ انصار ہیں، نہ تابعین لہم باحسان ہیں *

مجھے ان پر چڑھائی کرنا پڑی لیکن پہلے میں نے یہ کیا کہ جماعت و اطاعت کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا، شقاق و نفاق پر ہی اڑے رہے اور مہاجرین و انصار اور تابعین لہم باحسان کو اپنے تیروں اور نیزوں سے گھائل کرنے لگے۔ تب میں نے جنگ شروع کی اور حملہ کر دیا *

آخر جب ہتھیاروں نے کاٹا اور زخموں نے دکھ پہنچایا تو قرآن اٹھا کر دہائیاں دینے اور کتاب اللہ کی طرف تمہیں بلانے لگے۔ میں نے ہرچند تمہیں سمجھایا کہ یہ لوگ نہ دیندار ہیں نہ اہل قرآن ہیں، بلکہ تمہیں دھوکہ دینے کے لئے قرآن اٹھا رہے ہیں ان کے فریب میں نہ آؤ اور لڑائی جاری رکھو۔ مگر تم نے اُلٹے مجھی پر شک کیا۔ کہنے

لگے ان کی دعوت قبول کر لیجئے، کیونکہ انہوں نے قرآن کا فیصلہ تسلیم کر لیا ہے اور اسی حق پر آ گئے ہیں جس پر ہم استوار ہیں۔ ایسا نہ کرتے، تو بے شک ہماری حجت ان پر باقی رہتی۔

مجبوراً تمہاری ضد مجھے ماننی پڑی اور دشمن سے تلوار ہٹا لی۔ سمجھوتہ یہ ہوا تھا کہ دو حکم مقرر ہوں گے۔ قرآن نے جو کچھ زندہ کیا ہے اُسے زندہ کریں گے اور قرآن نے جو کچھ مٹایا ہے اُسے مٹائیں گے مگر اُن میں اختلاف پڑ گیا۔ ان کا فیصلہ الگ الگ ہوا حکم قرآن کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ کتاب اللہ کے خلاف ہو گئے اور اپنی خواہشوں کی پیروی میں مبتلا ہو گئے۔ اس پر خدا نے ہدایت سے دور کر کے ضلالت کی موجوں پر انہیں ڈال دیا اور وہ اس کے مستحق بھی تھے۔

اس کے بعد تمہارے ایک گروہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا[ع] اور ہم نے اُن سے کوئی تعرض نہ کیا لیکن جب وہ زمین میں فساد پھیلانے اور مومنوں کو قتل کرنے لگے تو ہم نے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم سبھی ان کے قاتل ہیں اور اُن کے خون کی طرح تمہارا خون بہانا بھی حلال سمجھتے ہیں! اسی قدر نہیں بلکہ اُن کے سواروں اور پیدلوں نے ہم پر بھی حملہ کر دیا۔ آخر خدا نے اُن کا بھی وہی حشر کیا جو ظالموں کا ہوا کرتا ہے۔

پھر میں نے تمہیں حکم دیا۔ کہ دشمن کو مہلت نہ دو۔ فوراً ٹوٹ پڑو۔ ایسا کرنے سے اس پر ہیبت طاری ہو جائے گی۔ اُس کا مکر باطل ہو جائے گا۔ اُس کے فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا مگر تم کہنے لگے، ہمارے بازو شل ہو چکے ہیں، ہماری تلواریں تھک گئی ہیں، ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں، ہمارے نیزوں کی انیاں ڈھیلی پڑ گئی ہیں۔

تم مچل گئے اور ضد کرنے لگے کہ لوٹ چلئے۔ تم نے کہا، لوٹ کر ہم پہلے سے کہیں زیادہ اچھی تیاریاں کریں گے۔ اپنے مقتولوں، زخمیوں، الگ ہو جانے والوں کی جگہ نئے جانباز بھرتی کریں گے اور اس طرح دشمن کے لئے اور بھی سخت مصیبت بن جائیں گے۔

ع: خارجیوں کی طرف اشارہ ہے جو امیرالمومنینؑ کے ساتھی تھے، مگر دشمن بن گئے۔

میں نے تمہاری یہ ضد بھی مان لی ۔ تمہیں لے کر لوٹ پڑا ، مگر جب تم کوفہ کے سامنے پہنچے تو میں نے حکم دیا ، کہ چھاؤنی میں ہی رہو ، اپنی تیاریاں کرو اور جہاد پر اپنے دلوں کو مستعد رکھو ۔ میں نے بار بار کہا ، ہزاروں تاکیدوں سے کہا کہ بال بچوں سے زیادہ ملنا جلنا نہ رکھو ورنہ تمہارے دل نرم پڑ جائیں گے اور جنگ سے پھر جائیں گے جنگ والے نہ محبت کو دل میں راہ دیتے ہیں نہ کسی تکلیف ہی کی پروا کرتے ہیں ۔ نہ راتیں آنکھوں میں کاٹنے سے اکتاتے ہیں نہ دن پیاس میں گذارنے سے گھبراتے ہیں نہ بھوک سے پیٹ لگ جانے سے پریشان ہوتے ہیں ۔ ان کے سامنے بس ایک خیال ، ایک ہی مقصد رہتا ہے ؛ ———— دشمن پر فتح !

اس پر تمہارے کچھ لوگ تو شرما شرمی میرے ساتھ چھاؤنی میں اتر پڑے لیکن بہت سے نافرمانی کر کے شہر میں چلے گئے ، مگر نہ ساتھ اترنے والے ہی ساتھ رہے اور نہ جانے والے ہی واپس آئے ۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہر طرف دیکھا تو مشکل سے پچاس آدمی چھاؤنی میں نظر آتے ۔

یہ دیکھ کر مجھے بھی اٹھ آنا پڑا ۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ۔ کہ تم نے نکلنے اور چڑھائی کرنے کا نام بھی نہ لیا ۔ خدا تمہارا بھلا کرے آخر کس انتظار میں ہو ؟ کیا تم دیکھتے نہیں ۔ کہ تمہارے علاقے کم ہو گئے ہیں ؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ مصر پر بھی دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے ؟ آخر یہ بے حسی کیوں ہے ؟ دشمن میں اتحاد ہے ۔ جوش عمل ہے ۔ باہم ہمدردی و خیر خواہی ہے لیکن تم ؟ تو تم میں اختلاف ہے ۔ پھوٹ ہے خود غرضی ہے نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے ۔ ہمدردی و خیر خواہی کا فقدان ہے ۔ تم ہی بھی ایکا ہو جائے تو کیا کہنا ہے تمہاری خوش بختی کا ہے ! لہذا جاگو ! خدا کی رحمت ہو تم پر ، اور جگاؤ اپنے سونے والوں کو اور اپنے دشمن پر بڑھو ۔

اور تم سے لڑنے والے کون ہیں ؟ طلقاء اور اولاد طلقاء ۔ مجبور ہو کر ہی یہ اسلام لائے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی برابر لڑتے رہے تھے ۔ قرآن و سنت کے یہ لوگ دشمن ہیں ۔ ضلالت پر ایک ہو گئے ہیں ۔ بدعتوں میں تعاون کر

رہے ہیں۔ بدکار ہیں، اور بدکار بھی ایسے کہ ان کی کارستانیوں سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ رشوت کھانے والے ہیں۔ دنیا کے بندے ہیں

مجھے معلوم ہوا ہے کہ قیس کے لڑکے نے معاویہ سے بیعت نہیں کی، جب تک اتنی بڑی آمدنی اپنے لئے منوا نہ لی جو معاویہ کی پوری حکومت کی آمدنی سے زیادہ ہے۔ پیلے پڑ جائیں ہاتھ اس کے جس نے دنیا لے کر دین بیچا ہے! اور مٹی میں مل جائیں وہ ہاتھ جنہوں نے مسلمانوں کے روپیہ سے ایک دغاباز فاسق کی مدد مول لی ہے

ان باغیوں میں وہ بھی ہیں جنہوں نے شرابیں پیں اور اسلامی قانون کے مطابق سزا پائی، یہ ہیں ان باغیوں طاغیوں کے سردار! لیکن ان سرداروں میں ایسے بھی ہیں جن کے اخلاق کا بیان اور زیادہ رسوائی و مضرت کا موجب ہے ۔

یاد رکھو یہ لوگ تمہارے حاکم ہو جائیں گے تو جانتے ہو کیا کریں گے؟ ہر قسم کا جبر، قہر، ظلم، وحشت، گھمنڈ کریں گے۔ زمین میں فساد پھیلائیں گے۔ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلیں گے۔ رشوتیں لیں گے!

تم اپنی نااتفاقی اور بے عملی کے باوجود ان باغیوں سے کہیں بہتر اور کہیں زیادہ ہدایت یاب ہو۔ تم میں حکماء ہیں، علماء ہیں، فقہاء ہیں، قرآن کے حامل ہیں، تہجد گذار ہیں، پرہیزگار ہیں۔ عابد و زاہد ہیں۔ مسجدیں آباد کرنے والے ہیں، اہل تلاوت ہیں۔ کیا تمہارا خون اس خیال سے کھولتا نہیں۔ کہ کمینے، رذیل، سفلے، اور اشرار تم سے حکمرانی چھین رہے ہیں؟

ضرور کھولتا ہوگا، تو تمہیں چاہئے کہ میری سنو، میری اطاعت کرو۔ میری نصیحت مانو۔ میری حکمت عملی پر بھروسہ کرو۔ میرے عزم کی پابندی کرو۔ میرے کھڑے ہوتے پر کھڑے ہو جاؤ۔ میں جس سے لڑوں، اس سے لڑو، جس سے ملوں، اس سے ملو۔ میری نافرمانی کرو گے تو نہ ہدایت پر رہو گے۔ نہ متحد ہو سکو گے ۔

سے یعنی عمرو بن العاص، کیونکہ ان کی ماں قحبہ کہی جاتی تھی اور اسی کے کہنے سے عاص باپ قرار پایا، ورنہ دونوں میاں بیوی نہ تھے۔

جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ - اس کا سامان مہیا کرو، کیونکہ جنگ کی آگ بھڑکی ہوئی ہے، اس کے شعلے زبانیں نکالے لپک رہے ہیں اور ظالم اُس کے جھنڈے لہراتے ہوئے تمہاری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور تمہیں مغلوب و مقہور کر ڈالیں۔

اللہ کے بندو ایسا نہ ہو کہ شیطان کے دوست جو طمع و بربریت میں گرفتار ہیں اپنی گمراہی، ضلالت اور باطل میں اُتنے سرگرم و پُرجوش ثابت نہ ہونے پائیں، جتنا اہلِ اخلاص و عبادت کو اپنے حق، اطاعت اور خیر خواہیِ امام میں سرگرم و پُرجوش ہونا چاہیے

بخدا اگر میرا اور ان باطل پرستوں کا مقابلہ اس طرح ہو کہ میں تن تنہا ہوں، بے یار و مددگار ہوں اور باطل پرستوں کی کمک پر ساری اُمنڈ آئی ہو تو بھی مجھے ذرا پروا نہ ہوگی - اگر پروا ہو، تو میں بھی انہی کی سی گمراہی میں ہوں گا، لیکن بحمد اللہ میں اپنے رب کی طرف سے بصیرت و یقین کے ساتھ ہدایت پر استوار ہوں، مجھے اپنے پروردگار کی ملاقات کا شوق ہے اور میں اس کے حسنِ ثواب کا آرزومند ہوں، لیکن اس خیال سے دل کو دھکا لگتا ہے اور جگر پھٹتا ہے کہ اس اُمت پر سفلوں اور فاجروں کی حکومت ہو جاتی، جو اللہ کے مال کو غصب کریں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنا ڈالیں گے نیکوکاروں کے دشمن ہوں گے - پرہیزگاروں کے بیری بن جائیں گے ۔

خدا کی قسم یہ فکر نہ ہوتی تو میں اس طرح تمہیں جوش نہ دلاتا، نہ ابھارتا، نہ اُکساتا بلکہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیتا ۔

خدا کی قسم، میں کھلے حق پر قائم ہوں اور جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے تڑپ رہا ہوں!

اور سنو، میں جلد ہی تمہیں لے کر نکلنے والا اور دشمن پر چڑھائی کرنے والا ہوں تم پوری دلجمعی و مستعدی سے نکلو اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے - اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔

(الامامة والسیاسة جلد اول)

صدقات وصول کرنے والے کارندے کے نام

سودہ بنت عمارہ امیرالمومنین علیہ السلام کے جانثاروں میں سے تھی۔ صفین کی جنگ میں سودہ کی پرجوش تقریروں اور رجزوں نے شامیوں پر ایک قیامت برپا کر رکھی تھی اور سودہ کے بھائی نے اپنی بہادری سے شامیوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔

پھر یہ ہوا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے حریف معاویہ بن ابی سفیان، تخت سلطنت کے مالک ہو گئے اور زمانے کی نیرنگیوں نے اسی سودہ کو مجبور کیا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے دشمن کے دربار میں طلبی بن کر حاضر ہو۔ دونوں میں اس طرح بات چیت ہوئی۔

معاویہ۔ تو ہی تو وہ سودہ ہے جو صفین میں شعر پڑھ پڑھ کے سر دینے والوں کو ابھاتی تھی؟

سودہ: بے شک خدا کی قسم، وہ میں ہی تھی۔ میرا جیسا انسان نہ حق سے منہ پھیر سکتا ہے نہ جھوٹ بول کر معذرت کر سکتا ہے۔

معاویہ: تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟

سودہ: علی علیہ السلام کی محبت اور حق کی پیروی کی وجہ سے!

معاویہ: لیکن علی نے تجھے کیا صلہ دیا؟

سودہ: میرے پیش نظر خدا کی خوشنودی تھی۔

معاویہ: تیرے بھائی کا معاملہ بھلایا نہیں جا سکتا۔ مجھ پر تیرے بھائی اور تیرے قبیلے سے زیادہ کسی نے مصیبت نہیں ڈھائی۔

سودہ: سچ ہے۔ واقعی میرا بھائی کوئی معمولی آدمی نہ تھا کہ بھلایا جا سکے۔ بخدا میرا بھائی ویسا تھا، جیسا خنساء نے اپنے بھائی صخر کے بارے میں کہا ہے ؎

وان صخرا لتأتم الهداة به
کأنه علم فی رأسه نار

(صخر وہ ہے جس کی پیروی خود رہبر کرتے ہیں، گویا وہ پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہے!)

معاویہ: ہاں بے شک تیرا بھائی ایسا ہی ہوتا تھا۔ اچھا بتا، تو میرے پاس کیوں آئی ہے؟

سودہ: تم اب لوگوں کے سردار اور ان کے معاملات کے ذمہ دار بن گئے ہو۔ خدا تم سے ہماری بابت اور ہمارے حقوق کی بابت باز پرس کرے گا۔ تمہاری طرف سے ہمارے یہاں ایسے حاکم آتے ہیں، جو تمہاری شوکت پر گھمنڈ کرتے ہیں اور تمہاری قوت سے جبار بن بیٹھتے ہیں۔ یہ حاکم ہمیں اس بے دردی سے کاٹ رہے ہیں، جس سے کھیتی کاٹی جاتی ہے۔ ہمیں ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ ہم سے بدسلوکی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ تمہارا گورنر بسر بن ارطاۃ آیا اور میرے کئی آدمی مار ڈالے۔ میرا مال چھین لیا اور مجھے ایسی بات کہنے پر مجبور کرنا چاہا جو میری زبان پر کبھی نہیں آسکتی (یعنی امیرالمؤمنین علیہ السلام سے اعلان بیزاری)! اگر حاکم اطاعت واجب نہ ہوتی تو ہم میں ابھی تک قوت و حوصلہ باقی ہے! بہرحال بسر بن ارطاۃ کو معزول کر دو اور ہمارے شکریے کے حقدار ہو، ورنہ ہم دکھا دیں گے کہ ہم کون ہیں!"

معاویہ: تو مجھے دھمکاتی ہے۔ میں طے کر چکا ہوں۔ کہ تجھے سرکش اونٹ پر سوار کر کے بسر بن ارطاۃ کے پاس بھیجوں گا اور وہ جو سزا چاہے گا، جی بھر کے دے گا۔

سودہ نے یہ سن کر سر جھکا لیا، پھر منہ اٹھایا اور خلیفہ کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر عجیب لہجے میں دو شعر پڑھے۔ جن کا مضمون یہ تھا:

"خدا کی رحمت ہو اس جسم پر، جسے قبر نے چھپا لیا ہے اور جس کے ساتھ انصاف بھی دفن ہو چکا ہے۔ وہ ہمیشہ حق کے ساتھ تھا، حق کو کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اس کا نام حق و ایمان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اجڑ گیا"

معاویہ: یہ کون ہے؟

سودہ: امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام۔

معاویہ: اگر علی نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہ تو یہ کہتی ہے؟

سودہ: امیرالمؤمنین علیہ السلام نے صدقات وصول کرنے پر ایک شخص کو بھیجا۔ مجھ سے اور اس سے تحصیلدار سے تکرار ہو گئی، اور میں شکایت لے کر امیرالمؤمنین کی خدمت میں پہنچی، نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی نماز چھوڑ دی اور بڑی توجہ و نرمی سے حال پوچھا۔ میں نے سب کچھ بیان کر دیا سنتے ہی آبدیدہ ہو گئے۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا "خدایا تو مجھ پر اور میرے کارندوں پر گواہ ہے۔ میں نے انہیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے کا حکم نہیں دیا ہے!" اس کے بعد جیب سے کھال کا ایک ٹکڑا نکالا اور اس پر یہ تحریر لکھی:

"بسم اللہ الرحمان الرحیم ـــــ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس روشنی آ چکی ہے۔ لہذا ناپ تول ٹھیک ٹھیک کرو، لوگوں کا حق نہ مارو۔ زمین پر فساد برپا نہ کرو۔ اللہ کا بخشا ہوا رزق ہی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے اور میں تم پر داروغہ نہیں بنایا گیا ہوں! میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد جو کچھ ہمارا کام تیرے ہاتھ میں ہے، اس کی حفاظت کرنا، یہاں تک کہ وہ آدمی پہنچ جائے، جو تجھے سب کام سے سبکدوش کر دے۔"

سودہ نے کہا "میں نے امیرالمؤمنین کے ہاتھ سے تحریر لے لی۔ بخدا اُس تحریر پر انہوں نے نہ کوئی مہر لگائی نہ اُسے بند کیا خود میں نے اُس کا ایک ایک حرف پڑھا اور یاد بھی کر لیا۔"

معاویہ: ابن ابی طالب تمہیں حکام سے سرکش بنا گئے ہیں۔ بہت دنوں میں یہ سرکشی تم سے دُور ہو گی۔

پھر حکم دیا، کہ سودہ کا سب مال واپس کر دیا جائے اور اُس سے اچھا برتاؤ کیا جائے۔

سودہ : یہ حکم خاص میرے لئے ہے یا میری پوری قوم کے لئے ؟
معاویہ : تجھے دوسروں سے کیا مطلب !
سودہ : تو واللہ یہ کمینگی اور بدکاری ہے۔ انصاف عام نہیں تو مجھے قبول بھی نہیں ۔

اس پر معاویہ نے حکم دیا کہ سودہ کے پورے قبیلے کے حق میں اسی مضمون کا فرمان لکھ دیا جائے ۔

(بلاغات النساء)